فَبِاَيِّ حَدِيْثٍ بَعْدَهٗ يُؤْمِنُوْنَ (القرآن)

176

مُحدِّث

مُدیر: حافظ عبدالرحمٰن مدنی

مجلس التحقیق الاسلامی

www.KitaboSunnat.com

ملتِ اسلامیہ کا علمی اور اصلاحی مجلہ

ماہنامہ

مُحدّث

لاہور

جلد ۱۹ | ذوالقعدہ ۱۴۰۹ھ بمطابق جون ۱۹۸۹ء | عدد ۱۱

اس شمارے میں

فکر و نظر:

بدعت اور مصالح مرسلہ — (مدیر ادارہ) — ۲

الکتاب والحکمۃ:

ترجمان القرآن — نواب صدیق حسن خاںؒ — ۹

تفسیری مباحث کے سلسلہ میں:

تقابلِ ادیان — حافظ ثناء اللہ مدنی — ۱۶

مقالات:

چند کشی محدثین کی نظر میں — غازی عزیر — ۲۴

تحقیق و تنقید:

اشتراکیت کی درآمد — پروفیسر محمد دین قاسمی — ۳۵

تاریخ و سیر:

مردِ مجاہد (طفیل بن عمرو دوسیؓ) — شاہ بلیغ الدین — ۵۱

تذکرۃ المشاہیر:

امام نوویؒ اور ان کی خدمتِ حدیث — عبدالرشید عراقی

مجلس ادارت

حافظ عبدالرحمٰن مدنی
مولانا سید مجتبیٰ سعیدی
مولانا محمد رمضان سلفی
مولانا عبدالرحمٰن کیلانی
مولانا عبدالقوی لقمان

بدلِ اشتراک

زرِ سالانہ ۔ ۵۰ روپے
فی پرچہ ۔ ۵ روپے

دفتر رابطہ

۹۹ جے ماڈل ٹاؤن ۔ لاہور ۱۴

فون: ۔ ۸۵۲۸۹۷

محدث کتاب و سنت کی روشنی میں آزادانہ بحث و تحقیق کا حامی ہے۔ ادارہ کا مضمون نگار حضرات سے کلی اتفاق ضروری نہیں!

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

ناشر: [illegible]

www.KitaboSunnat.com

فکر و نظر

بدعت اور مصالح مُرسلہ

زیرِ نظر مقالہ مدیر "محدث" حافظ عبدالرحمٰن مدنی کی کلیۃ الشریعۃ (جامعۃ لاہور الاسلامیۃ) کے ہفتہ وار اجتماع میں کی گئی ایک تقریر ہے جس میں گزشتہ دنوں "محدث" میں شائع شدہ "دین میں بدعات" کے موضوع پر مسئلہ کے بعض پہلوؤں کی وضاحت کی گئی تھی۔ موجودہ شکل میں اسے ٹیپ سے منتقل کر کے ھدیۂ قارئین کیا جا رہا ہے۔

ادارہ

بُدعت عربی زبان کا لفظ ہے اور ب، د، ع اس کے حروفِ اصلی ہیں ۔۔۔ بدعت کے معنی "نئی چیز" کے ہیں ۔۔۔ کوئی ایسی چیز، جس سے پہلے اسی قسم کی کوئی چیز نہ ہو، لغوی اعتبار سے اسے "بدعت" کہتے ہیں یا یوں کہئیے کہ کوئی ایسی چیز، جس کی مثل، یا اس کی کوئی نظیر پہلے سے موجود نہ ہو، کو "بدعت" کہتے ہیں ۔۔۔ قرآن مجید میں ہے:

"قُلْ مَا كُنْتُ بِدْعًا مِّنَ الرُّسُلِ - الآية"

(الاحقاف: ۹)

"(اے نبیؐ!) آپ فرما دیجئے، میں رسولوں میں سے کوئی پہلا رسول نہیں ہوں (کہ مجھ سے پہلے کوئی رسول نہ ہو گزرا ہو)!"

اللہ تعالیٰ کی ایک صفت "بدیع" ہے۔ چنانچہ قرآن مجید میں ہے:

"بَدِيْعُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَ اِذَا قَضٰٓى اَمْرًا فَاِنَّمَا يَقُوْلُ

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

لَہٗ کُنْ فَیَکُوْنُ" (البقرہ : ۱۱۷)

"آسمانوں اور زمینوں کو (ایسا) پیدا کرنے والا (کہ اس سے پہلے ان کی کوئی مثال یا نظیر موجود نہ تھی) اور (اللہ تعالیٰ) جب کسی کام کا فیصلہ کر لیتے ہیں، تو اسے کہتے ہیں : ہو جا! پس وہ ہو جاتا ہے۔"

یہ بدعت کے لغوی معنی ہیں :

شرعی اصطلاح میں بدعت اس چیز کو کہتے ہیں کہ دینی امور میں اس کی کوئی مثال پہلے سے موجود نہ ہو جا پہنچنے کیلئے مثال موجود نہ ہونے کا یہ معنی نہیں کہ بالکل اسی قسم کا ہو بہو کوئی واقعہ موجود نہ ہو۔ کیونکہ یہ تو ہو ہی نہیں سکتا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات مبارکہ میں جو واقعات پیش آئے، بعد کے زمانہ میں بھی بالکل اسی طرح کے واقعات پیش آئیں اور کوئی واقعہ اس سے مختلف شکل میں پیش نہ آئے ــــ یہ ناممکن ہے۔ لہٰذا "بدعت" کی صرف اسی قدر تعریف ناکافی ہے۔ بلکہ یہ کہا جائے گا کہ اگر کوئی ایسی شرعی اثر موجود نہ ہو، جس سے بعد میں پیش آنے والے کسی واقعہ کا حکم مستنبط ہو سکتا ہو، تو بھی (بعد کا) یہ (کام) "بدعت" ہے۔ ورنہ اس پر بدعت کا اطلاق نہیں ہو گا۔ جیسا کہ جمعہ کی دوسری اذان ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مبارک عہد میں جمعہ کی صرف ایک اذان تھی۔ اذانِ ثانی حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مقرر کی، لیکن یہ بدعت نہیں ہے۔ اس لئے کہ اس کی دلیل شریعت میں موجود ہے۔ چنانچہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے صبح کی اذان سے قبل بھی ایک اذان رکھی تھی۔ پہلی اذان حضرت بلال دیا کرتے تھے اور دوسری اذان حضرت عبداللہ بن اُمِ مکتوم رضی اللہ عنہ ان ہر دو اذانوں میں صرف اسی قدر وقفہ ہوتا تھا جس قدر کہ صبح کاذب ــــ اور صبح صادق میں ہوتا ہے ــــ صبح کاذب، صبح صادق سے پہلے ہوتی ہے اور اس کی نشانی یہ ہے کہ اس میں سفیدی بھیڑیئے کی دُم کی طرح اوپر کو اٹھی ہوتی ہے اور یوں معلوم ہوتا ہے کہ جیسے صبح ہو رہی ہو، یہ صبح کاذب ہے۔ اس کے کوئی آدھ گھنٹہ بیس منٹ بعد صبح صادق ہوتی ہے۔ جس میں اوپر سفیدی ہوتی ہے نیچے سیاہی اور درمیان میں ایک خط یوں معلوم ہوتا ہے جیسے سفید دھاری اور سیاہ دھاری آپس میں مل رہی ہوں ــ قرآن مجید میں ہے :

حَتّٰی یَتَبَیَّنَ لَکُمُ الْخَیْطُ الْاَبْیَضُ مِنَ الْخَیْطِ الْاَسْوَدِ مِنَ

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اَلْفَجْرِ ۔ الآیۃ ؛ (البقرۃ : ۱۸۷)

یعنی جب صبح کی سفید دھاری، سیاہ دھاری سے ممتاز ہو جاتے !

رمضان شریف آیا، تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے وضاحت فرمائی کہ :

"لَا یَمْنَعَنَّکُمْ اَذَانُ بِلَالٍ فَاِنَّہٗ یُؤَذِّنُ بِلَیْلٍ "

" بلالؓ کی اذان تمہیں سحری کھانے سے نہ روکے ، اس لئے کہ وہ رات کو اصبح صادق سے پہلے) اذان دیتے ہیں !"

اور اس کی حکمت یہ بیان فرمائی کہ :

"لِیُوْقِظَ نَائِمَکُمْ وَلِیَرْجِعَ قَائِمَکُمْ "

" تاکہ (یہ اذان) تمہارے سونے والے کو جگا دے اور تہجد پڑھنے والے کو واپس کر دے ۔"

گویا اس اذان کا فائدہ یہ تھا کہ ایک تو نمازِ تہجد اور صبح کی نماز کے درمیان تھوڑا سا وقفہ ہو جائے اور تہجد پڑھنے والوں کو پے در پے نماز کا تسلسل تھکا نہ دے ۔ دوسرے لمبی نیند کے بعد جاگنے والے قضائے حاجت اور صفائی وغیرہ کے امور سے فارغ ہو جائیں ۔

اب ایسی ہی ایک ضرورت جمعہ کی نماز کے سلسلہ میں پیش آئی ۔ اس لئے کہ حدیث میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا :

"نمازِ جمعہ کے لئے سب سے پہلے آنے والے کو اونٹ کی قربانی کا ثواب ملتا ہے ۔ دوسرے نمبر پر آنے والے کو گائے کی قربانی کا ، تیسرے نمبر پر بکرے چھترے کی قربانی کا ۔ الخ "

(اسی طرح یہ ثواب مسلسل کم ہوتا چلا جاتا ہے حتیٰ کہ خطیب جب خطبہ دینے کے لئے منبر پر کھڑا ہو جاتا ہے ، تو ثواب لکھنے والے فرشتے ثواب لکھنا بند کر دیتے ہیں اب جو شخص خطبہ شروع ہونے کے بعد مسجد میں آتا ہے اس کے لئے یہ ثواب نہیں لکھا جاتا ۔ لہٰذا ضرورت محسوس ہوئی کہ لوگ یہ نہ کریں کہ خطبہ کے درمیان آیا کریں ، بلکہ اس سے قبل ہی ایک (پہلی) اذان سن کر تمام لوگ مسجد میں جمع ہو جایا کریں اور یوں جہاں وہ ثواب سے محروم نہ رہیں ، وہاں اطمینان سے پورے کا پورا خطبہ بھی سن سکیں ۔ چنانچہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی طرف سے جمعہ کی دوسری اذان کا یہ اضافہ بدعت نہیں ۔ اس لئے کہ اس میں بھی

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

صبح کی پہلی اذان کی طرح ایک حکمت پائی جاتی ہے ۔ گویا صبح کی اذان کی صورت میں اس کی دلیل موجود ہے اور صبح کی یہ اذان سنتِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہے ۔

حاصل یہ کہ بدعت کی تعریف میں صرف یہ بات کافی نہیں کہ وہ نئی چیز ہو، یا اس کی کوئی دلیل یا نظیر پہلے سے موجود نہ ہو بلکہ اگر کوئی ایسی چیز ، جو ایسے طور پر نئی ہو، کہ اس کی دلیل کتاب وسنت میں موجود نہ ہو، تب وہ بدعت ہوگی ۔

پھر بدعت کی تعریف میں یہ بات بھی بڑی اہم ہے کہ کسی دینی اُمر میں کوئی احداث (نیا پن) ، اضافہ یا تبدیلی کی جائے یعنی ایسا کرنے والے کی نیت حصولِ ثواب کی ہو، تو یہ بدعت ہے ۔ دنیاوی امور پر اس کا اطلاق نہیں ہوگا ۔ مثلاً صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کھجوروں کی پیوندکاری[1] کرتے تھے ۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے ناپسند کرتے ہوئے اس سے منع فرمایا تو پھل تھوڑا آیا ۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے شکایت کی ۔ آپ نے فرمایا :

"إِنَّمَا أَنَا بَشَرٌ إِذَا أَمَرْتُكُمْ بِشَيْءٍ مِنْ دِينِكُمْ فَخُذُوا بِهِ وَإِذَا أَمَرْتُكُمْ بِشَيْءٍ مِنْ رَأْيِي فَإِنَّمَا أَنَا بَشَرٌ"

"بے شک میں تو آدمی ہوں ۔ جب میں کوئی دین کی بات تم کو بتلاؤں تو اسے اپناؤ ، اور جب کوئی بات اپنی رائے سے کہوں ، تو آخر میں آدمی ہوں"

(صحیح مسلم : کتاب الفضائل)

اور مسلم ہی کی ایک حدیث میں یہ الفاظ بھی مروی ہیں ۔ آپ نے فرمایا :

"أَنْتُمْ أَعْلَمُ بِأَمْرِ دُنْيَاكُمْ" ۔

"کہ تم اپنے دنیاوی معاملات کو مجھ سے زیادہ جانتے ہو ۔"

نتیجہ یہ کہ کسی دنیاوی اُمر میں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی بات کو چھوڑ کر اگر اپنے تجربہ پر عمل کیا جائے ، تو چونکہ آپ نے اس کی اجازت دی ہے ، لہٰذا اس سے بدعت وغیرہ کا کوئی مسئلہ پیدا نہ ہوگا ۔ ہاں اگر یہی صورتحال کسی دینی اُمر میں ہو، تو بلاشبہ یہ بدعت ہے ـــــ بدعت گمراہی ہے اور ہر گمراہی جہنم کی نذر ہوگی ۔

---

[1] اس کو "تابیر" کہتے ہیں ۔ کھجور میں ایک نر ہوتا ہے ایک مادہ ۔ نر کا بور اور زیرہ لے کر مادہ کھجور پر ایک خاص انداز سے ڈالا جاتا ہے تو پھل اچھی قسم کا اور زیادہ پیدا ہوتا ہے عربی میں اسے "تابیرِ نخل" کہتے ہیں ۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مذکورہ بالا نکات کی مزید وضاحت کے لئے ہم چند مثالیں پیش کرتے ہیں:

۱۔ آج ہم جتنے لوگ موجود ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں موجود نہ تھے تو ہمارا صرف یہ وجود دینی امر نہیں۔ لہٰذا یہ بدعت نہیں ہے۔

۲۔ آج کسی ایسے واقعہ کا پیش آنا، جو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں پیش نہ آیا تھا، بدعت نہیں ہے۔

۳۔ جدید مشینیں اور ایجادات، جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں موجود نہ تھیں۔ مثلاً جدید اسلحہ، جدید ذرائع نقل و حمل اور آمد و رفت اور اسی قبیل کی دیگر چیزیں، یہ بھی بدعت نہیں ہیں۔

۴۔ بدعت کا تعلق دینی امور سے ہے ــــ امور میں سے بعض تو وہ ہیں کہ جن کے کرنے کا اللہ تعالیٰ نے ہمیں حکم دیا ہے، اور یہ کبھی حتمی ہوتے ہیں۔ انہیں واجب کہتے ہیں ــــ بعض امور ایسے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے ان سے منع فرمایا ہے۔ انہیں حرام کہتے ہیں ــــ پھر بعض امور ایسے ہیں کہ جن کی انجام دہی کے لئے اللہ تعالیٰ نے کچھ شرائط، کچھ علامتیں اور کچھ طریقے مقرر فرمائے ہیں ــــ مثلاً نماز کے لئے طہارت شرط ہے، عورت مخصوص ایام میں نماز نہیں پڑھ سکتی، فلاں نماز فلاں وقت پر پڑھی جائے ــــ نماز اس طریقہ سے پڑھی جائے ــــ یہ سب احکامِ الٰہی ہیں۔ ان احکام میں سے کسی حکم کے اندر تبدیلی کرنا، حک و اضافہ کرنا ــــ واجب کو غیر واجب اور غیر واجب کو واجب قرار دینا ــــ کسی حکم کو اس کے مقررہ طریقے سے ہٹ کر ادا کرنا، یہ سب بدعات ہیں ــــ اسی طرح عبادات میں کوئی ایسی عبادت، کہ شریعت میں اس کی کوئی مخصوص صورت مقرر نہ ہو، اگر اس کی صورت مقرر کر دی جائے تو یہ بدعت ہے۔ مثلاً یہ کہا جائے کہ فلاں وقت میں فلاں نماز پڑھنے سے اس قدر ثواب ملتا ہے، اور شریعت میں اس کے لئے کوئی دلیل موجود نہ ہو تو یہ نماز بدعت ہو گی۔

پھر عبادات کی ایک خاص شکل بھی شریعت میں متعین ہے۔ اگر اس شکل سے ہٹ کر کوئی ایسی شکل پیدا کر دی جائے جو پہلے سے موجود نہ ہو تو یہ بھی بدعت ہو گی۔ اس کی مثال یہ ہے کہ نماز تکبیر تحریمہ سے شروع ہوتی ہے اور تسلیم (السلام علیکم ورحمۃ اللہ

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پر ختم ہو جاتی ہے۔ اب اگر کوئی شخص یہ عقیدہ رکھتا ہے کہ سلام پھیرنے کے بعد اجتماعی دعاء نہ کی جائے گی، تو نماز ناقص رہے گی ـــــ یہ عقیدہ رکھ کر اس پر عمل بدعت ہے ـــــ ہاں اگر اس عقیدہ کے بغیر اجتماعی دعاء کی جائے۔ مثلاً نماز کے بعد کوئی شخص امام صاحب سے کہتا ہے کہ فلاں بیمار کے لئے دعا کیجئے، یا اپنی کسی دیگر حاجت کے لئے وہ دعا کی درخواست کرتا ہے اور سب نمازی مل کر دعا کریں، تو یہ بدعت نہیں ہوگی۔ اس لئے کہ نماز باجماعت ختم ہونے کے بعد دعاء کے لئے یہ ایک دیگر اجتماعی شکل ہے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت ہے کہ اگر آپ سے کسی نے دعاء کے لئے درخواست کی ہے، تو آپ نے نماز کے بغیر بھی اجتماعی طور پر ہاتھ اٹھا کر دعاء کی ہے ـــــ پس نماز کے بعد اجتماعی دُعاء، اس عقیدہ کے بغیر کہ اس سے نماز ناقص رہے گی، بدعت نہیں ہوگی۔

واضح رہے کہ عبادات میں اصل، حرمت اور ممانعت ہے۔ نیز تمام عبادات کی شکلیں متعین ہیں۔ اس لئے عبادات میں بدعت کا مسئلہ بڑی آسانی سے واضح ہو جاتا ہے، کہ اگر دلیل موجود نہ ہو تو یہ بدعت ہوگی ورنہ یہ بدعت نہیں ہوگی۔ جیسے کہ پہلے ہم نے جمعہ کی دوسری اذان کا ذکر کیا ہے۔

لیکن جہاں تک معاملات کا تعلق ہے، تو ان کی شکلیں متعین نہیں ہیں، البتہ ان کے لئے مقاصد متعین کر کے اجمالی ہدایات دے دی گئی ہیں یعنی کچھ بنیادی اصول دے دیئے گئے ہیں، کچھ حدود متعین کر دی گئی ہیں اور اس کے کچھ اندازے مقرر کر دیئے گئے ہیں جن کو "اقدار دینی" کہہ سکتے ہیں اور ان اقدار، اصول و ضوابط اور حُدود کے اندر رہتے ہوئے ہمیں تدبیر کی کھلی اجازت ہے۔ یہ تدبیر ہم اپنی عقل و بصیرت سے کریں تو یہ بدعت نہیں ہوگی۔ مثلاً صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے دَور میں قرآن مجید کو کتابی صورت میں جمع کرنے کی ضرورت محسوس ہوئی کیونکہ مسیلمہ کذاب سے جنگ میں قرآن مجید کے حفاظ صحابہ کی ایک بڑی تعداد شہید ہو گئی تھی، لیکن حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو اس سلسلہ میں یہ خیال مانع تھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ کام نہ کیا تھا ـــــ ظاہر ہے، قرآن مجید کو جمع کرنا دینی امر تھا۔ تاہم حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو یہ اصرار تھا کہ یہ کام بدعت نہیں ہے اور وہ اس سلسلہ میں دلائل سے قائل کرنے کی کوشش بھی کرتے رہے۔ بالآخر حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ بھی اس نتیجہ پر پہنچے کہ قرآن مجید، جو خود دین ہے، اس کی حفاظت

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بھی دینی امر ہے اور یہ مطلوب و مقصود بھی ہے ___ تاہم یہ حفاظت کس طرح کی جائے؟ اس کا تعلق تدبیر کے میدان سے ہے۔ گویا قرآن مجید کو جمع کرنا دین کی حفاظت کا ایک ذریعہ اور تقاضا ہے۔ لہٰذا یہ دین میں کمی بیشی نہیں اور نہ ہی یہ بدعت ہے۔ چنانچہ یہ کام کر دیا گیا۔

اس کی دوسری مثال، نماز کے لئے پاک پانی کا حصول ہے ___ نماز کے لئے طہارت شرط ہے۔ اور طہارت ظاہر ہے، پاک پانی سے ہوگی۔ اب پاک پانی کا حصول بذاتِ خود دین نہیں ہے، لیکن یہ دین کے لئے ایک ذریعہ بن کر دینی امر ہو گیا۔ پس ایسا امر، جو بالواسطہ دینی امر بن جائے۔ شریعت میں اس پر بدعت کا اطلاق نہیں ہو گا۔

(جاری ہے)

اب توجہ فرمائیے!

ادارہ

★ محدث خود پڑھیں اور دوسروں کو پڑھنے کی ترغیب دیں۔

★ اہل قلم حضرات، مضامین کاغذ کے ایک طرف، خوشخط اور واضح کر کے لکھیں۔

★ واضح رہے کہ محدث میں مطبوعہ مضامین شائع نہیں ہوتے۔

★ قلمکار حضرات علمی و تحقیقی اور اصلاحی مضامین ارسال فرما کر "محدث" کو مزید معیاری بنانے میں تعاون فرمائیں۔

★ خط و کتابت کرتے وقت خریداری نمبر کا حوالہ ضرور دیں ورنہ تعمیل ممکن نہ ہو گی۔

شکریہ

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

انسائیکلوپیڈیا آف قرآن (نواب صدیق حسن خان)

ترجمان القرآن

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ o الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ o مَالِکِ یَوْمِ الدِّیْنِ o اِیَّاکَ نَعْبُدُ وَاِیَّاکَ نَسْتَعِیْنُ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی عَبْدِہٖ وَرَسُوْلِہٖ مُحَمَّدٍ سَیِّدِ الْمُرْسَلِیْنَ وَخَاتَمِ النَّبِیِّیْنَ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَمَنْ تَبِعَھُمْ بِالْاِحْسَانِ اَجْمَعِیْنَ اَکْتَعِیْنَ اَبْصَعِیْنَ۔

ہر مسلمان پر فرض ہے کہ وہ اپنے پروردگار اور اپنے معبود کو پہچانے، اس کی صفتوں کو جانے، اس کے احکام معلوم کرے، اس کی رضامندی اور ناراضگی کو سمجھے کیونکہ اس کے بغیر بندگی نہیں ہوتی۔ جو بندگی بجا نہ لائے، وہ بندہ نہیں گندہ ہے۔ اللہ کی پہچان بتانے سے آتی ہے۔ آدمی محض نادان پیدا ہوتا ہے۔ سب چیزیں سکھانے سے سیکھ لیتا ہے۔ بتانے سے جان لیتا ہے۔ لیکن بتانے والے کتنی ہی تقریریں کریں۔ وعظ و نصیحت سے کام لیں مگر ان کے وعظ و نصائح اللہ تعالیٰ کے اُن مواعظ حسنہ کے برابر نہیں ہو سکتے جو اللہ تعالیٰ نے خود بتائے ہیں۔ جو ہدایت اللہ کے کلام میں ہے ہرگز کسی دوسرے کے کلام میں نہیں ہو سکتی۔ قرآنِ مجید عربی زبان میں نازل ہوا۔ اس لیے اہلِ ہند کو اس کا سمجھنا محال تھا۔ اس لیے شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ نے "فتح الرحمٰن" کے نام سے سب سے پہلے فارسی زبان میں اس کا ترجمہ کیا۔ اس کے بعد اُن کے فرزندِ ارجمند شاہ عبدالقادرؒ نے اردو زبان میں "موضح القرآن" سے اس کا ترجمہ کیا۔ اس اردو ترجمہ سے مسلم اہلِ ہند کو اسی طرح بڑا فائدہ ہوا جس طرح فارسی ترجمے سے اہلِ علم نے فائدہ اٹھایا۔

دنیا میں قرآنِ مجید کی ان گنت تفاسیر ہیں۔ "کتاب اکسیر" میں تیرہ سو (۱۳۰۰) تفاسیر کا ذکر کیا گیا ہے۔ ان تفاسیر میں سے عربی زبان میں بہت زیادہ ہیں، فارسی میں دو کم

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

چار اور اردو زبان میں ایک دو ہیں۔ اس لیے مدت سے اہلِ علم کی ایک جماعت مجھ سے اردو زبان میں ایسی تفسیر لکھنے کا مطالبہ کر رہی تھی جو نہ بہت لمبی ہو، نہ بہت مختصر بلکہ بین بین ہو۔ قرآنِ مجید کا مطلب واضح کرے، کم علموں کو راہِ ہدایت کی طرف رہنمائی کرے۔ مجھے اس کام کی فرصت نہ تھی۔ لیکن احباب کا جب تقاضا اصرار کی صورت اختیار کر گیا تو چار و ناچار ۱۳۰۲ھ میں رمضان کے چاند کے طلوع ہوتے ہی سوموار کے روز اس تفسیر کا آغاز کر دیا۔ "موضح القرآن" ۱۲۰۵ھ میں لکھی گئی تھی، اس پر ۹۷ سال کی مدت بیت گئی ہے۔ "موضح القرآن" ترجمہ تھا اور "بیان القرآن بلطائف البیان" تفسیر ہے۔ رمضان المبارک میں اس کام کا آغاز اس لیے کیا کہ سب سے پہلے قرآن مجید کا آسمان دنیا سے بیت العزت پر نزول اسی مبارک مہینے میں ہوا تھا۔ فرمانِ باری تعالیٰ ہے:

"شَهْرُ رَمَضَانَ الَّذِىٓ أُنْزِلَ فِيهِ الْقُرْاٰنُ" (البقرة: ۱۸۵)

ماہِ رمضان وہ مہینہ ہے جس میں قرآن مجید نازل کیا گیا۔

اس تفسیر میں آیات کا ترجمہ اور فوائد "موضح القرآن" سے لیے گئے ہیں۔ تفسیر کے باقی مطالب تفسیر ابنِ کثیرؒ (علامہ ابنِ کثیرؒ)، تفسیر فتح البیان (قاضی محمد بن علی شوکانیؒ) سے اخذ کیے ہیں۔ "موضح القرآن" کی عبارت کو روزمرہ کے استعمال کی زبان میں ڈھال لیا ہے، اس لئے کہ ۹۷ ستانوے سال کی طویل مدت میں اردو زبان و بیان کے بعض محاورے بھی بدل گئے ہیں۔

مقصدِ تفسیر

تفسیر لکھنے کا مقصد یہ ہے کہ برصغیر پاک و ہند کے مسلمان اپنی زبان (اردو) میں قرآن مجید کے مطالب و مفاہیم کو جانیں اور اس کا علم حاصل کریں۔ علمی باتیں جنہیں عام لوگ نہیں سمجھ سکتے۔ جیسے مسائل کا ادراک، علم صرف و نحو، معانی و بیان قرأت وغیرہ اس تفسیر میں نہیں لکھے گئے۔ قرآن مجید کی جو تفسیر حدیث رسولؐ سے، صحابہ کرامؓ سے، تابعینؒ، تبع تابعینؒ، یا لغت عرب سے ثابت ہے صرف وہی اس تفسیر میں لکھی گئی ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ کلام پاک کا جو مطلب رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور قرونِ ثلاثہ کے سلف صالحین سمجھتے اور بیان کرتے تھے، ویسا مطلب ہر عالم بیان نہیں کر سکتا۔ قرآن مجید کے معانی

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اپنی رائے سے بیان کرنا یا غیر کی رائے کو دخل دینا، یا علمِ معقول کا استعمال کرنا بڑا گناہ ہے۔ تفسیر وہی مستند اور قابل اعتماد ہو سکتی ہے جو سلف سے منقول ہو۔ تمام امتِ مسلمہ پر لازم ہے کہ جس طرح اپنے بچوں کو ناظرہ قرآن پڑھاتے ہیں، اسی طرح اس بات کا بھی اہتمام کریں کہ جو بچہ اردو زبان پڑھنے بولنے لگے۔ اُسے سب سے پہلے موضح القرآن" کا مطالعہ کرائیں تاکہ وہ قرآن مجید کے لفظی معانی سمجھ لے پھر اسے یہ تفسیر پڑھائیں۔ (بیان القرآن بلطائف البیان) اس میں یہ فائدہ ہوگا کہ سب سے پہلے اللہ کی کتاب کا مطلب اس کے دل میں بیٹھ جائے گا۔ جب قرآنِ مجید پڑھ لے گا۔ اس کے مطلب سے واقف ہو جائے گا۔ تو (بچے کو) صحاح ستہ " (حدیث کی صحیح چھ کتابیں) پڑھائیں۔ ان کتابوں کا اردو زبان میں ترجمہ ہو چکا ہے۔ جسے صرف احکامِ دین کو سمجھنا مقصود ہو تو اس کے لیے عمل کے واسطے صرف اتنا علم ہی کافی ہے، مگر جس کو اللہ تعالیٰ بلند ہمت عطا کرے اُسے چاہیے کہ وہ سارے علوم پڑھ کر عالم و فاضل بنے۔ ایسے لوگوں کے لیے عربی تفسیروں کا مطالعہ لازمی ہے، صحاح و سنن کی کتابیں پڑھے اور عالی مقام حاصل کرے قرآنِ مجید میں ہے،

"هَلْ يَسْتَوِي الَّذِينَ يَعْلَمُونَ وَالَّذِينَ لَا يَعْلَمُونَ ۝"

کہو بھلا جو لوگ علم رکھتے ہیں اور جو نہیں رکھتے دونوں برابر ہو سکتے ہیں۔ (سورۃ الزمر: ۹)

یعنی ہرگز نہیں۔ اہل علم کے مراتب بڑے بلند ہیں۔ اللہ سے ڈرنے والے اہل علم ہی ہیں۔ جنت بھی اللہ تعالیٰ سے ڈرنے والوں (متقین) کا مقدر ہے۔ اللہ کو علم کے بغیر کوئی نہیں پہچان سکتا۔ علم انہیں تین چیزوں کا نام ہے۔

۱۔ اللہ کا کلام ۲۔ رسول اللہ کی سنت

۳۔ فرائض کا علم۔

اس کے علاوہ جو کچھ ہے وہ سب فضول ہے۔ دین دُنیا کی درستی کے لیے علوم قرآن و حدیث اور فرائض ہی کافی ہیں۔ جب ان پر عمل ہوا تو سمجھو آخرت درست ہو گئی۔ اب کچھ بھی باقی نہیں رہا۔ جس کے لیے آدمی بے فائدہ محنت کرے۔ ایسا آدمی جس نے قرآنِ مجید معہ ترجمہ پڑھ لیا ہے، حدیثِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کا علم حاصل کر لیا ہے اور اس آیت کا مصداق ہو جائے گا۔ (ان شاء اللہ)

وَاٰتَیْنٰهُ فِی الدُّنْیَا حَسَنَةً ؕ وَاِنَّهٗ فِی الْاٰخِرَةِ لَمِنَ الصّٰلِحِیْنَ ؕ (النحل: ۱۲۲)

ترجمہ: اور ہم نے ان کو دنیا میں بھی خوبی دی تھی اور وہ آخرت میں بھی نیک لوگوں میں ہوں گے۔

دینِ اسلام کا سارا دارو مدار دو امور پر ہے اخلاص اور صواب۔ اخلاص کے یہ معنی ہیں کہ خالص اللہ کی عبادت کرے۔ کسی چیز کو اس کی عبادت میں کسی حال میں شریک نہ کرے اسی کو اپنا معبود سمجھے اسی کو اپنا رب جانے، یہی توحید الوہیت ہے اور یہی توحید ربوبیت۔

صواب کے معنی یہ ہیں کہ صریح حدیث اور ظاہر سنت کے مطابق عمل کرے بدعت اور ذاتی رائے کی اسے ہوا بھی نہ لگنے دے جب یہ دونوں باتیں کسی مسلمان میں جمع ہو جاتی ہیں تو وہ شخص کامل مومن ہو جاتا ہے۔ ورنہ اس کے ایمان میں نقص ہے کیونکہ اخلاص نہ ہوا تو ضرور کوئی نہ کوئی کھلا چھپا شرک اس سے صادر ہوگا، یا اس کے عقیدے میں موجود ہوگا۔ صواب نہ ہوا تو عمل میں بدعت شامل ہو جائیگی ہر بدعت گمراہی ہے اور شرک و بدعت میں پھنس کر انسان بالکل برباد ہو جاتا ہے، پہلے وہ انسان تھا اب جانور اور چوپایہ تسلیم ہوگا۔ لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ۔

بہر حال اس تفسیر کو سلیس اردو زبان میں لکھا گیا ہے۔ اور اس کا تاریخی نام

"تَرْجُمَانُ الْقُرْاٰنِ بِلَطَآئِفِ الْبَیَانِ"

رکھا ہے۔

دعا ہے اللہ تعالیٰ اس خدمت کو اپنے فضل و کرم سے اسی طرح خالصاً لوجہ اللہ قبول فرمائے جس طرح "شاہ ولی اللہ" کے "ترجمۂ فارسی" کو اور ان کے فرزند شاہ عبدالقادرؒ کے اردو ترجمہ "موضح القرآن" کو قبول کر کے ایک عالم کو ان سے فیض یاب رشد و ہدایت کیا ہے، جس طرح ہمارا سلسلۂ سند کتاب و سنت ان بزرگوں تک پہنچتا ہے، اسی طرح اس خدمت کا سلسلۂ قبولیت بھی ان دونوں ترجموں سے جا ملے اور اللہ کے احسان و انعام سے یہ بات کچھ دور نہیں ہے۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اللہ پاک مجھے میرے اہل و عیال اور سارے مومن مردوں اور عورتوں کو کتاب و سنت کی اتباع نصیب فرمائے۔" اللّٰھم آمین "

مقدمہ

علومِ قرآن

اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

" وَ نَزَّلْنَا عَلَيْكَ الْكِتٰبَ تِبْيَانًا لِّكُلِّ شَيْءٍ "

اور ہم نے تم پر (ایسی) کتاب نازل کی ہے کہ (اس میں) ہر چیز کا بیان (مفصل) ہے۔ (النحل: ۸۹)

یعنی ہم نے آپ پر کتاب نازل کی جو ہر چیز کو بیان کرتی ہے اور فرمایا:

" مَا فَرَّطْنَا فِي الْكِتٰبِ مِنْ شَيْءٍ "

ہم نے کتاب (یعنی لوحِ محفوظ) میں کسی چیز (کے لکھنے) میں کوتاہی نہیں کی۔ (الانعام: ۳۸)

یعنی ہم نے کتاب میں کوئی چیز نہیں چھوڑی۔ حدیث میں ہے سَتَكُونُ فِتَنٌ قِيلَ وَمَا الْمَخْرَجُ مِنْهَا؟ قَالَ: كِتَابُ اللهِ فِيهِ نَبَأُ مَا قَبْلَكُمْ وَخَبَرُ مَا بَعْدَكُمْ وَحُكْمُ مَا بَيْنَكُمْ۔[1] یعنی عنقریب کچھ فتنے نمودار ہوں گے۔ آپؐ سے کہا گیا۔ ان سے کیونکر نجات ہوگی؟ آپؐ نے فرمایا، اللہ کی کتاب موجود ہے، اس میں ماضی اور مستقبل کی خبر اور حال کے بارے میں حکم موجود ہے۔ ابنِ مسعود رضی اللہ عنہ کہتے ہیں جو علم سیکھنا چاہے وہ قرآن کا علم حاصل کرے اس میں اولین و آخرین کی خبر ہے[2] امام بیہقیؒ نے کہا کہ علم سے مراد اس جگہ اصولِ علم ہیں حسن بصریؒ نے کہا: اللہ نے ایک سو چار کتابیں اتاری ہیں۔ ان سب کتابوں کا علم ان چار کتابوں (تورات، زبور، انجیل، فرقان) میں موجود ہے۔ پھر پہلی تین کتابوں کا سارا علم فرقان میں ہے۔ —— فرقان کا سارا علم مفصل سورتوں میں ہے۔ مفصل سورتوں کا سارا علم " فاتحۃ الکتاب " میں جمع کر

[1] ترمذی (باب فضائل القرآن) ص ۲۲ : ۳۴۳ (یہ حدیث غریب ہے۔ حمزہ زیات کی روایت ہے۔ اور اسناد اس کی مجہول ہیں۔ [2] سعید بن منصور۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

دیا گیا۔ جس نے سورت فاتحہ کی تفسیر جان لی، اس نے گویا سب آسمانی کتابوں کا علم حاصل کر لیا۔[1]

امام شافعیؒ فرماتے ہیں، جو کچھ ائمہ دین کہتے ہیں وہ سب سنت کی شرح ہے اور حدیثِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم اور سنتِ رسولؐ قرآن کریم کی شرح ہے۔ بعض سلف نے کہا ہے "میں نے کوئی حدیث نہیں سنی مگر اس کے لیے کتاب اللہ کی کوئی آیت تلاش کر لی۔" سعید بن جبیرؒ نے کہا، مجھے رسول اللہ صلعم کی جو بھی حدیث ملی میں نے اس کا مصداق کتاب اللہ میں صحیح صحیح پایا۔[2] ابن مسعودؓ کا یہ بھی فرمان ہے، "اس قرآن میں ہر علم اتارا گیا، ہمیں ہر چیز کی تمیز بخشی گئی۔ لیکن ہمارا علم قرآن کے حقائق معلوم کرنے سے قاصر رہا۔[3] ابو ہریرہؓ مرفوعاً کہتے ہیں: اگر اللہ تعالیٰ کسی چیز کے ذکر کو چھوڑ دیتا تو ذرہ خردلۃ (رائی) اور بعوضۃ (مچھر) کو چھوڑ دیتا۔[4]

امام شافعیؒ نے فرمایا: جو حکم نبیؐ نے دیا ہے۔ وہ سب قرآن ہی سے اخذ شدہ ہے۔ حدیثِ عائشہ میں مرفوعاً آیا ہے "میں کسی چیز کو حلال نہیں کرتا مگر جسے اللہ تعالےٰ نے اپنی کتاب میں حلال کیا ہے۔" امام شافعیؒ کا یہ بھی فرمان ہے کہ دین میں انسان پر کوئی حادثہ ایسا نہیں گزرتا مگر کتاب اللہ میں ہدایت کا ایک راستہ اس حادثے کے بارے میں موجود ہوتا ہے۔" بعض احکام جن کا ثبوت سنت سے ابتداءً معلوم ہوتا ہے درحقیقت وہ بھی کتاب اللہ ہی سے ماخوذ ہیں اس لیے کہ کتاب اللہ نے رسول اللہ کی اتباع ہم پر لازم کی ہے۔ رسول اللہ کی ہر بات پر چلنا ہم پر فرض ٹھہرایا ہے، ایک بار امام شافعیؒ نے مکہ مکرمہ میں یہ بات کہی تھی کہ اُے لوگو! تم جو چاہو مجھ سے پوچھو، میں ہر بات کا قرآن سے جواب دوں گا۔ کسی نے کہا: بھلا بتاؤ محرم کے لیے بھِڑ کا مارنا جائز ہے یا نہیں؟ امام شافعیؒ نے فرمایا:

"بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ: قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى: وَمَآ اٰتٰكُمُ الرَّسُوْلُ فَخُذُوْهُ وَمَا نَهٰكُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوْا[5]

[1] بیہقی [2] ابن ابی حاتم [3] ابن جریر، ابن ابی حاتم
[4] ابوالشیخ نے اخراج کیا ہے۔ [5] الحشر: ۷

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پھر حضرت حذیفہؓ کی یہ حدیث اپنی سند سے روایت کی کہ "رسول اکرم نے فرمایا" اِقْتَدُوْا بِالَّذِیْنَ مِنْ بَعْدِیْ اَبِیْ بَکْرٍؓ وَعُمَرَؓ" پھر ایک دوسری حدیث بھی اپنی سند سے بیان کی کہ حضرت عمر بن خطابؓ نے محرم کو بھڑ کے مارنے کا حکم دیا۔ امام بخاریؒ نے ابن مسعودؓ سے روایت کی ہے کہ انھوں نے یہ حدیث پڑھی:

"لَعَنَ اللّٰہُ الْوَاشِمَاتِ وَالْمُسْتَوْشِمَاتِ"

ایک عورت نے اس پر اعتراض کیا۔ انھوں نے کہا: "بھلا جس پر اللہ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے لعنت کی ہو اور وہ بات قرآن میں بھی موجود ہو، میں اس پر کیسے لعنت نہ کروں۔ اس عورت نے کہا "میں نے سارا قرآن مجید پڑھا ہے۔ مگر جو آپ کہہ رہے ہیں وہ اس میں کہیں نہیں پایا۔ عبداللہ بن مسعودؓ نے فرمایا: اگر تو قرآن پڑھتی تو اسے ضرور اس میں پالیتی کیا تو نے یہ آیت نہیں پڑھی۔[1]

"وَمَآ اٰتٰکُمُ الرَّسُوْلُ فَخُذُوْہُ وَمَا نَھٰکُمْ عَنْہُ فَانْتَھُوْا"

"سو جو چیز تم کو پیغمبر دیں وہ لے لو اور جس سے منع کریں (اس سے) باز رہو۔"

اس نے کہا ہاں پڑھی ہے۔ تو عبداللہ بن مسعودؓ نے فرمایا: تو پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کاموں سے منع کیا ہے۔

ابن جرجان کہتے ہیں! جو بات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمائی ہے، وہ یا تو خود قرآن میں موجود ہے یا اس کی اصل قریب ہو یا بعید، قرآن میں موجود ہے۔ جس نے سمجھا، اس نے سمجھا جو اندھا رہا وہ اندھا رہا، اسی طرح آپؐ کا ہر حکم اور ہر فیصلہ قرآن مجید میں موجود ہے۔ حضرت عائشہؓ سے مروی ہے "کَانَ خُلُقُہُ الْقُرْاٰنُ" (آپؐ کا خلق سارا قرآن مجید تھا۔) غضب ہے کہ پیغمبر تو قرآن پر چلے اور امت نہ چلے۔ (جاری ہے)

---

[1] الحشر: ۷

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تفسیری مباحث کے سلسلہ میں۔
قسط: ۱۲

از: حافظ ثناء اللہ مدنی

تقابلِ ادیان

تورات، زبور، انجیل، قرآن مجید

لفظ تورات پر بحث

تورات عبرانی زبان کا لفظ ہے اس کا اصل معنی شریعت یا ناموس یعنی ستری شئی ہے۔

یہود کی اصطلاح میں یہ پانچ چھوٹی چھوٹی کتابوں سے عبارت ہے۔

(۱) سفر التکوین (۲) سفر الخروج

(۳) سفر الاویین او الأحبار

(۴) سفر العدد (۵) سفر التثنیۃ

اور نصاریٰ کی اصطلاح میں اس کا اطلاق قدیم عہد نامہ کی کتب پر ہوتا ہے۔ اور قبل از مسیح علیہ السلام انبیاء کی کتابوں، ان کے فیصلہ جات کی تواریخ اور ان کے بادشاہوں کی خبروں سے۔ مصنف کا چاہے علم ہو یا نہ ہو۔ عبارت ہے۔ اور بعض اوقات ان کے ہاں انجیل بھی سابقہ مجموعہ میں شامل کر لی جاتی ہے۔ ان سب کا نام تورات رکھتے ہیں۔ جبکہ مسلمانوں کے ہاں تورات سے مراد وہ کتاب ہے، جس کو اللہ تعالیٰ نے موسیٰ علیہ السلام پر نازل فرمایا اور وہ لوگوں کے لیے سرچشمۂ ہدایت تھی۔ اور اللہ کی طرف سے تختیوں پر تحریر شدہ ملی تھی۔ البتہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے ہاں اس کا اطلاق مجموعہ عہدِ قدیم پر بھی ہوتا ہے۔ سید عبدالدائم الجلالی "لغات القرآن" میں فرماتے ہیں: توراۃ اور انجیل دونوں عجمی لفظ ہیں تکلف سے کام لے کر ان کا اشتقاق "وری" اور "نجل" سے بتانا اور ان کا وزن تَفْعِلَۃ اور اِفْعِیْل بیان کرنا اس وقت صحیح ہو سکتا ہے۔ جبکہ دونوں لفظ عربی ہوں۔ حضرت

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حسن بصریؒ نے اس کی قرأت اَنجیل کی ہے جس میں ہمزہ کو فتح ہے یہ اس کے عجمی ہونے کی دلیل ہے۔ کیونکہ انفیعل کے ہمزہ کا مفتوح ہونا سرے سے اوزانِ عرب میں موجود ہی نہیں ہے۔ انتہی (بحوالہ کشاف)

"تفسیر کشاف" کی اصل عبارت یوں ہے: وَقَرَأَ الْحَسَنُ الْأَنْجِيلَ بِفَتْحِ الْهَمْزَةِ فَإِنْ صَحَّ عَنْهُ فَلِأَنَّهُ أَعْجَمِيٌّ خَرَجَ لِعُجْمَتِهِ عَنْ زِنَاتِ الْعَرَبِيَّةِ كَمَا خَرَجَ هَابِيلُ وَآجُرُ۔ (کشاف ج ۱ ص ۲۶۳)

لفظ انجیل پر بحث

انجیل یونانی کلمہ ہے اس کا معنی بشارت ہے اور اصطلاح میں اس سے مراد وہ کتاب ہے جو اللہ تعالیٰ نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر نازل کی، قرآن مجید میں اس کی صفت یوں بیان کی ہے۔ وَقَفَّيْنَا عَلَىٰ آثَارِهِمْ بِعِيسَى ابْنِ مَرْيَمَ مُصَدِّقًا لِمَا بَيْنَ يَدَيْهِ مِنَ التَّوْرَاةِ وَآتَيْنَاهُ الْإِنْجِيلَ فِيهِ هُدًى وَنُورٌ وَمُصَدِّقًا لِمَا بَيْنَ يَدَيْهِ مِنَ التَّوْرَاةِ وَهُدًى وَمَوْعِظَةً لِلْمُتَّقِينَ ۝ (۵/۴۶) اور ان پیغمبروں کے بعد انہیں کے قدموں پر ہم نے عیسیٰ بن مریم کو بھیجا جو اپنے سے پہلے کی کتاب تورات کی تصدیق کرتے تھے۔ اور ان کو انجیل عنایت کی جس میں ہدایت اور نور ہے۔ اور تورات کی جو اُس سے پہلی (کتاب) ہے تصدیق کرتی ہے، اور پرہیزگاروں کو راہ بتاتی اور نصیحت کرتی ہے۔

بحث اناجیل

واضح رہے کہ عیسائیوں کی اصطلاح میں جو چار کتابیں اناجیل کے نام سے موسوم ہیں یہ سب حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بعد کے لوگوں کی تصنیفات ہیں۔ جن میں آپ کے اقوال و احوال کو صحیح اور غلط طور پر مرتب کر دیا گیا۔ گو ان میں اصل انجیل کے بھی کچھ مضامین موجود ہیں مگر ان میں سے کوئی بھی مکمل طور پر حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر نازل شدہ انجیل نہیں ہے۔ بلکہ یہ چاروں کتابیں متی، مرقس، یوحنا، لوقا نامی چار مختلف اشخاص کی تصنیفات ہیں، جو اپنے اپنے مصنف کے نام سے مشہور ہیں ان اناجیل کی کتابت کب عمل میں آئی اس کے تعین میں عیسائیوں کا سخت اختلاف ہے۔ اسی طرح یہ امر بھی زیرِ بحث ہے کہ آیا جن کے نام سے یہ کتابیں مشہور ہیں درحقیقت ان ہی کی جمع کردہ

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہیں یا بعد کے لوگوں کی تصنیف ہیں؟ تاہم اس بات پر ہمارا اور عیسائیوں کا اتفاق ہے کہ یہ چاروں کتب نہ حضرت عیسیٰؑ کی تصنیفات میں سے ہیں اور نہ ان کے عہد میں لکھی گئی ہیں۔

بہرحال قرآن مجید میں جس انجیل کا ذکر ہے اس سے مراد وہی اصلی انجیل ہے۔ جو حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر نازل ہوئی " لغات القرآن "

مسئلہ ہذا کی مزید وضاحت یوں ہوتی ہے کہ مروجہ چاروں اناجیل جو آج مشہور اور موجود ہیں۔ ۳۲۵ء کو نیقیہ میں قسطنطین کے زیرِ اہتمام اجتماع میں بڑی بحث وتمحیص کے بعد سرکاری سطح پر ان کے وجود کو تسلیم کر لیا گیا۔ جبکہ باقی تمام کتابوں کی حیثیت کو ختم کر دیا گیا تاکہ دیانتِ نصاریٰ کی شکل وصورت اور ہیئت قائم رہ سکے چونکہ یہ اجتماع مخصوص مقاصد کے پیشِ نظر منعقد ہوا تھا اور پولس (شاؤل) کے ذہنی اثرات اس پر اثر انداز تھے۔ جو درحقیقت یہودی تھا اور اپنے مذموم مقاصد کے حصول کی خاطر مسیحیت میں بڑے ڈرامائی انداز میں داخل ہوا تھا۔

نیز قسطنطین کے مشرکانہ ذہن کا بھی ان اناجیل کے تسلیم کرانے اور اسی اجتماع میں "تثلیث" کو مذہبی عقیدہ قرار دینے میں خاصہ دخل تھا۔ چونکہ وہ اپنی رعایا کے مشرکانہ عقائد پر اچھی طرح کاربند تھا۔ اسی لیے اس نے اس اجتماع میں اساقفہ کی واضح اکثریت (۱۶۵۲) کو نظر انداز کر کے چند لوگوں (۳۱۸) کی خواہش پر مذہب کی شکل بگاڑ دی اور تب سے اب تک نصرانیت آسمانی کتابوں اور ایک جلیل القدر رسولِ خدا کے نام پر تمام انبیاء کے متفقہ اصل الاصول توحید کی بجائے مشرکانہ دعوت کی علمبردار چلی آرہی ہے۔

ہر وہ فرد جس کو سابقہ تاریخ امم سے تھوڑا سا بھی لگاؤ ہے اس بات سے بخوبی واقف ہے کہ اِن اناجیل کا آپس میں شکلی اور موضوعی اختلاف اس قدر زیادہ ہے جو ان کی صداقت تو درکنار ان کے وجود کو بھی موہوم مشکوک اور مبہم بنا دیتا ہے۔

ہم ذیل میں ان چاروں اناجیل میں تحریف پر چند شواہد پیش کرتے ہیں۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ان کے الفاظ اور موضوعات میں باہمی اختلاف ہے۔ مثلاً شروع کے الفاظ ہی آپس میں مختلف ہیں ملاحظہ فرمائیں۔

۱۔ انجیل متی کی ابتداء:

(۱)۔ کِتَابُ مِیلَادِ یَسُوعَ الْمَسِیحِ بنِ دَاوُدَ بنِ اِبْرَاهِیمَ۔

ب: وَاِبْرَاهِیمُ وَلَدَ اِسْحٰقَ وَاِسْحٰقُ وَلَدَ یَعْقُوبَ وَیَعْقُوبُ وَلَدَ یَهُوذَا وَاِخْوَتَهٗ ..... الخ

۲۔ انجیل مُرقس کی ابتداء:

(۱)۔ بَدْءُ اِنْجِیلِ یَسُوعَ الْمَسِیحِ ابْنِ اللہِ

ب۔ کَمَا هُوَ مَکْتُوبٌ

۳۔ انجیل لُوقا کی ابتداء:

اِذَا کَانَ کَثِیرُونَ قَدْ اَخَذُوا بِتَأْلِیفِ قِصَّةٍ فِی الْاُمُورِ الْمُتَیَقَّنَةِ عِنْدَنَا۔

۴۔ انجیل یوحنا کی ابتداء:

فِی الْبَدْءِ کَانَ الْکَلِمَةُ عِنْدَ اللہِ۔

ان شواہد کی روشنی میں بلا خوفِ تردید کہا جا سکتا ہے کہ اس وقت عیسیٰؑ کی حقیقی دعوت اور عیسائیت کی صحیح صورت معلوم کرنے کے لیے قابلِ اعتماد مأخذ صرف اور صرف قرآنِ حکیم ہی ہے جو ہر قسم کی تحریف و تغیر سے مبرا ہے۔ اور ان اناجیل کا شکلی اختلاف یوں ہے کہ کسی ایک کا حجم دوسری سے نہیں ملتا۔

۱۔ انجیل متی: ۲۸، اصحاح (فصول)

۲۔ مرقس : ۱۶، اصحاح

۳۔ لُوقا : ۱۴، اصحاح

۴۔ یوحنا : ۲۱، اصحاح

یہ باہمی اختلاف ان اناجیل کے محرّف ہونے کی داخلی شہادتیں ہیں اور سب سے بڑی شہادت یہ ہے کہ موجودہ تورات میں ذاتِ باری تعالیٰ اور انبیاء کرام کو ہدفِ تنقید بنایا گیا ہے چنانچہ سفرِ تکوین کے اصحاح اوّل میں ہے

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

قَالَ اللّٰهُ نَجْعَلُ الْاِنْسَانَ عَلٰى صُوْرَتِنَا كَشَبِهِنَا ۔ اللہ نے فرمایا ہم انسان کو اپنی شکل وصورت پر بناتے ہیں اور سفر تکوین کے اصحاح ثانی میں ہے فَاُكْمِلَتِ السَّمٰوَاتُ وَالْاَرْضُ وَكُلُّ جُزْءِ هَا وَفَرَغَ اللّٰهُ فِي الْيَوْمِ السَّابِعِ مِنْ عَمَلِهِ الَّذِيْ عَمِلَ فَاسْتَرَاحَ فِي الْيَوْمِ السَّابِعِ مِنْ جَمِيْعِ عَمَلِهِ الَّذِيْ عَمِلَ وَبَارَكَ اللّٰهُ الْيَوْمَ السَّابِعَ وَقَدَّسَهُ لِاَنَّهُ اسْتَرَاحَ فِيْهِ مِنْ جَمِيْعِ عَمَلِهِ الَّذِيْ عَمِلَ اللّٰهُ خَالِقًا۔

اس کے برعکس دینِ فطرت میں اسلامی عقیدہ کی وضاحت وصراحت قرآنِ مجید میں یوں ہے :

لَيْسَ كَمِثْلِهٖ شَيْءٌ وَهُوَ السَّمِيْعُ الْبَصِيْرُ[1]

یعنی اس جیسی کوئی چیز نہیں اور وہ دیکھتا سنتا ہے۔

وَلَقَدْ خَلَقْنَا السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ وَمَا بَيْنَهُمَا فِيْ سِتَّةِ اَيَّامٍ وَّمَا مَسَّنَا مِنْ لُّغُوْبٍ۔[2]

اور ہم نے آسمانوں اور زمین کو اور جو (مخلوقات) اُن میں ہے سب کو چھ دن میں بنا دیا اور ہم کو ذرا بھی تھکان نہیں ہوا۔

جمہور اہلِ علم کا نظریہ ہے کہ ان سابقہ کتب اور صحف میں لفظی ومعنوی دونوں قسم کی تحریف ہوئی ہے۔

اگرچہ بعض اہلِ علم صرف تحریفِ معنوی کے قائل ہیں لیکن کتاب وسنت سے دلائل وبراہین پہلے مسلک کے مؤید ہیں۔ ارشادِ خداوندی ہے۔

اَفَتَطْمَعُوْنَ اَنْ يُّؤْمِنُوْا لَكُمْ وَقَدْ كَانَ فَرِيْقٌ مِّنْهُمْ يَسْمَعُوْنَ كَلٰمَ اللّٰهِ ثُمَّ يُحَرِّفُوْنَهٗ مِنْ بَعْدِ مَا عَقَلُوْهُ وَهُمْ يَعْلَمُوْنَ[3]

آیتِ ہذا کے حاشیہ پر مولانا فتح محمد جالندھری فرماتے ہیں: تحریف میں اختلاف ہے کہ کس قسم کی تھی بعض کہتے ہیں کہ لفظی تھی یعنی الفاظ بدل دیتے تھے بعض کہتے ہیں کہ معنوی تھی یعنی معنی بگاڑ دیتے تھے امام فخر الدین رازی مؤخر الذکر کے قائل ہیں۔ بعض کہتے ہیں لفظی اور معنوی دونوں طرح کی

---

[1] (۱۱/۴۲) [2] (۵۰/۳۸) [3] (۲/۷۵)

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تھی۔ بہرکیف جمہور اہل اسلام کتب یہود و نصاریٰ میں تحریف و تبدل کے قائل ہیں، جبکہ مسلمانوں کو اس بات پر ناز ہے کہ ان کی آسمانی کتاب میں تحریف نہیں ہوئی اور ہو سکتی بھی نہیں کیونکہ خدا نے اس کی حفاظت خود اپنے ذمے لی ہے۔ ارشاد ربانی ہے:

فَوَيْلٌ لِّلَّذِينَ يَكْتُبُونَ الْكِتَابَ بِأَيْدِيهِمْ ثُمَّ يَقُولُونَ هَٰذَا مِنْ عِندِ اللَّهِ ..... الآیۃ [1]

نیز فرمایا:

وَإِنَّ مِنْهُمْ لَفَرِيقًا يَلْوُونَ أَلْسِنَتَهُم بِالْكِتَابِ [2]

ایک اور مقام پر ارشاد ہوا۔

يُحَرِّفُونَ الْكَلِمَ عَن مَّوَاضِعِهِ [3]

اسفارِ خمسہ میں بھی اس پر کئی ایک شواہد موجود ہیں۔ جن کا انکار یہود کے لیے بھی ناممکن ہے۔

چنانچہ ان میں سے بعض اسفار میں حضرت موسیٰ علیہ السلام کی موت کی کیفیت اور تفصیل بھی بیان کی گئی ہے۔ جس کا کوئی عاقل اور دانش مند دعویٰ نہیں کر سکتا کہ موسیٰ علیہ السلام نے خود اپنے دستِ مبارک سے لکھا ہوگا اسی طرح یہود کا قول اَلْعُزَیْرُ ابْنُ اللّٰہِ اور لَيْسَ عَلَيْنَا فِي الْأُمِّيِّينَ سَبِيلٌ تحریفات کی قبیل سے ہیں نیز ان میں انبیاء علیہم السلام پر بھی اتہامات اور الزامات کی ایک لمبی فہرست ہے۔ بالاختصار یہ کہ مثلاً حضرت یعقوب علیہ السلام نے کشتی میں اللہ تعالیٰ کو گرا لیا۔

حضرت لوط علیہ السلام نے شراب پی اور اپنی دونوں بچیوں سے جبلِ صغر میں جُفتی کی۔

حضرت داؤد علیہ السلام کا اللہ کے ہاں رتبہ اور مقام کم ہو گیا۔ یہ سب ان کتب میں تحریفات کے واضح شواہد ہیں۔

مزید آنکہ ..... حافظ ابن القیمؒ نے اپنی تصنیف "إغاثة اللهفان" میں

---

[1] (۲/۷۹) [2] (۳/۷۸) [3] (۴/۴۶)

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تحریفِ تورات کے موضوع پر بڑی تفصیلی گفتگو کی ہے۔ اس کا حاصل یہ ہے کہ مسئلہ ہذا میں تین اقوال ہیں:

۱۔ کل تورات یا اس کا اکثر حصہ محرف و مبدل ہے۔ حتّٰی کہ بعض نے غلو سے کام لیتے ہوئے اس کے اوراق کو ہی ردّی قرار دیا ہے۔

۲۔ فقہاء و محدثین اور متکلمین کی رائے ہے کہ تبدیلی صرف تاویل میں ہوئی، چنانچہ امام بخاریؒ اپنی صحیح میں فرماتے ہیں:

"یُحَرِّفُوْنَ یُزِیْلُوْنَ لَیْسَ اَحَدٌ یُزِیْلُ لَفْظَ کِتَابٍ مِنْ کِتَابِ اللہِ لٰکِنَّھُمْ یَتَأَوَّلُوْنَہٗ عَلٰی تَأْوِیْلِہٖ"

یعنی کسی کو قدرت حاصل نہیں کہ کتاب اللہ سے ایک لفظ بھی تبدیل کر سکے۔ البتہ وہ لوگ اس کی غلط تفسیر کرتے تھے۔ اس قول کا ابتدائی حصہ حضرت عبداللہ بن عباسؓ سے مروی ہے۔

امام رازیؒ نے بھی اسی قول کو اختیار کیا ہے۔ تفصل کے لیے ملاحظہ ہو فتح الباری جلد ۱۳، صفحہ نمبر ۵۲۳ تا ۵۲۶۔

۳۔ تورات میں ہلکی سی کمی بیشی ہوتی ہے۔ امام موصوف فرماتے ہیں ہمارے شیخ یعنی امام ابن تیمیہؒ نے "اَلْجَوَابُ الصَّحِیْحُ لِمَنْ بَدَّلَ دِیْنَ الْمَسِیْحِ" میں اسی اصول کو پسند کیا ہے۔

راقم السطور کہتا ہے، مسئلہ ہذا پر مذکور کتاب میں درج ذیل عناوین قائم کئے گئے ہیں۔ جس سے بخوبی امام موصوف کے رجحان کا اندازہ لگایا جا سکتا ہے۔ ملاحظہ فرمائیں:

۱۔ فَصْلٌ فِیْ اَنَّ الْغَلَطَ اِنَّمَا وَقَعَ فِی التَّرْجَمَۃِ [۱]

۲۔ فَصْلٌ فِیْمَا حَدَثَ فِی التَّوْرَاۃِ مِنْ تَغْیِیْرٍ [۲]

۳۔ فَصْلٌ فِیْمَا حَدَثَ فِی الْاِنْجِیْلِ مِنْ تَبْدِیْلٍ [۳]

۴۔ فَصْلٌ فِیْ کَیْفِیَّۃِ التَّغْیِیْرِ الَّذِیْ حَدَثَ فِی الْاِنْجِیْلِ [۴]

---

[۱] اَلْجَوَابُ الصَّحِیْحُ لِمَنْ بَدَّلَ دِیْنَ الْمَسِیْحِ جزء ۲، ص ۱۶۔

[۲] ایضاً ج ۲، ص ۱۸ [۳] ایضاً ج ۲ ص ۲۰ [۴] ایضاً ج ۲، ص ۲۶

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

انجیل برنابا

مناسب معلوم ہوتا ہے کہ تھوڑا سا ذکر "برنابا" کا بھی ہو جائے۔ تاکہ مسیحی علماء کی "دیانت" اور آسمانی کتب کے ساتھ اُن کے "حُسنِ سلوک" کی حقیقت اچھی طرح واضح ہو جائے۔ "صحیفۂ اعمال" جو لُوقا کی تصنیف بتایا جاتا ہے، کی متعدد نصوص سے معلوم ہوتا ہے کہ برنابا اوّلین مسیحیت کے خاص ارکان و اعیان میں سے تھے۔ اس لیے مسیحیوں کا اس پر اجماع ہے کہ وہ مقدس بزرگ اور رسول تھے اور ان پہ روح القدس نازل ہُوا تھا البتہ وہ انہیں حواری تسلیم نہیں کرتے اگرچہ اُن کی انجیل انہیں حواری ثابت کرتی ہے۔ بہرحال وہ مُرقس کے استاد اور پولس کے راہنما تھے۔ (ملاحظہ ہو "اعمال" ۴-۹-۱۱ کی متعدد آیات)

سولھویں (۱۶) صدی کے آخر میں برنابا کی انجیل دریافت ہوئی ہُوا یوں کہ ایک لاطینی راہب کو اریانوس کے ایک خط کا پتہ چلا۔ جس میں پولس کی ان تحریروں کے بارے میں ناراضگی درج تھی جو اس نے برنابا کے حوالے سے لکھی تھیں اس واقعہ نے انہیں انجیل برنابا کی کھوج میں لگا دیا۔ بالآخر پوپ اسا کاٹس پنجم کے کتب خانہ میں اس کا سراغ مل گیا۔ اس نے خفیہ طور پر اس کے مطالعہ کے بعد اسلام قبول کر لیا۔ یہ انجیل ایک علمی حقیقت ہے۔ اور اس کا ظہور و خفاء اور ترجمہ تاریخی طور پہ ہوتا ہے۔ ۴۹۲ء میں بقول ڈاکٹر سعادت بک ہری اصحابِ کلیسا نے اسے اپنے مقصد کے خلاف پاکر اس پر پابندی لگا دی تھی۔ اور اس کا مطالعہ ممنوع قرار دیا تھا۔

انجیل برنابا کے مطالعہ سے پتہ چلتا ہے کہ دیگر اناجیلِ اربعہ میں کس قدر تحریف کی گئی ہے، اس کی تعلیمات میں خدا کو رب العٰلمین اور خالقِ ارض و سما کہا گیا ہے۔ عیسیٰ علیہ السلام کو خدا کا نبی کہہ کر پولس کی تحریفات پر افسوس کا اظہار بھی کیا گیا ہے۔ وغیرہ۔

(جاری ہے)

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مقالات (غازی عزیز)

حدیث چلّہ کشی محدثین کی نظر میں

اکثر صوفیاء اور خانقاہیت کے مبلغین تطہیرِ قلوب، تزکیۂ نفس، قربِ الٰہی، معرفتِ حق، اخلاص فی العبادت اور حکمت علی اللسان کے حصول کے لیے "چلّہ کشی" پر بہت زور دیتے ہیں۔ چنانچہ مولانا محمد زکریا کاندھلوی صاحب مرحوم (سابق شیخ الحدیث مدرسہ مظاہر العلوم سہارنپور، یوپی۔ بھارت) چلّہ کشی کے اثبات اور اس کی اہمیت پر روشنی ڈالتے ہوئے تحریر فرماتے ہیں:

"...... اور چالیس دن کی خصوصیت بظاہر اس وجہ سے ہے کہ حالات کے تغیر میں چالیس دن کو خاص دخل ہے، چنانچہ آدمی کی پیدائش کی ترتیب جس حدیث میں آتی ہے اس میں بھی چالیس دن تک نطفہ رہنا پھر گوشت کا ٹکڑا چالیس دن تک اسی طرح چالیس چالیس دن میں اس کا تغیر ذکر فرمایا ہے۔ اسی وجہ سے صوفیاء کے یہاں چلّہ بھی خاص اہمیت رکھتا ہے۔" [1]

جب "چلّہ کشی" کے حامی اور مبلغ علماء سے اس کی شرعی دلیل طلب کی جاتی ہے تو مندرجہ ذیل حدیث بطورِ سند انتہائی زور و شور کے ساتھ پیش کی جاتی ہے:

"مَنْ أَخْلَصَ لِلّٰهِ أَرْبَعِيْنَ يَوْمًا ظَهَرَتْ يَنَابِيْعُ الْحِكْمَةِ عَلٰى لِسَانِهٖ"

"جس نے اللہ کے لیے چالیس روز تک خلوص اختیار کیا تو (اللہ کی جانب سے) اس کی زبان پر حکمت کی باتیں ظاہر ہونے لگتی ہیں۔"

[1] تبلیغی نصاب (فضائل نماز، باب دوم) مصنفہ مولانا محمد زکریا کاندھلوی مرحوم ص ۳۸۸ طبع کتبہ امدادیہ ملتان

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

یہ حدیث متعدد طرق سے وارد ہوئی ہے، بعض روایات میں الفاظ کا تھوڑا ردّو بدل بھی پایا جاتا ہے۔ اس حدیث کو ابونعیمؒ نے حلیۃ الأولیاء[2] میں، ابوحامد الغزالیؒ نے "إحیاء علوم الدین[3]" میں، جلال الدین عبدالرحمن السیوطی (م ۹۱۱ھ) نے الدرر المنتثرۃ فی الاحادیث المشتہرۃ[4]"، "اللآلی المصنوعۃ فی الأحادیث الموضوعۃ[5]" اور "الجامع الصغیر[6]" میں، حسین المروزی نے "زوائد الزھد[7]" میں، امام احمد بن حنبلؒ نے "الزھد" میں، ابن ابی شیبہؒ نے "مصنف" میں، ہناد بن السریؒ نے "الزھد" میں، ابن ابی الدنیا نے "کتاب ذم الدنیا" میں، دارمیؒ[8] و ابن عدیؒ اور دیلمیؒ وغیرہ نے مرفوعاً و مرسلاً ہر دو طرح روایت کیا ہے۔ نیز علامہ منذریؒ نے "الترغیب والترھیب[9]" میں، قضاعیؒ نے "مسند الشہاب[10]" میں، علامہ عبدالرؤف المناویؒ نے "فیض القدیر[11]" میں، علامہ خزرجی نے "خلاصۃ تذھیب الکمال فی أسماء الرجال[12]" میں نورالدین سمہودیؒ (م ۹۱۱ھ) نے الغماز علی اللماز فی الموضوعات المشہورات[13]" میں حافظ تقی الدین احمد بن عبدالحلیم بن تیمیہؒ نے "أحادیث القصاص[14]" میں، علامہ بدرالدین محمد بن عبداللہ الزرکشیؒ (م ۷۹۴ھ) نے "اللآلی المنثورۃ فی الأحادیث المشہورۃ[15]" میں، عبدالرحمن بن علی بن محمد عمر الشیبانی الشافعی الاثریؒ (م ۹۴۴ھ) نے "تمییز الطیب

---

[2] حلیۃ الاولیاء لابی نعیم ج ۵، ص ۱۸۹ [3] احیاء علوم الدین للغزالیؒ ج ۴، ص ۳۶۵

[4] الدرر المنتثرۃ للسیوطیؒ ص ۳۶۴ طبع جامعۃ ریاض ۱۹۸۳ء۔ [5] اللآلی المصنوعۃ للسیوطیؒ ج ۲ ص ۳۲۸ تا ۳۲۹ طبع دار المعرفۃ بیروت ۱۹۷۵ء [6] الجامع الصغیر للسیوطیؒ ص ۸۳۶۱

[7] زوائد الزھد للمروزیؒ ج ۱ ص ۲۰۳ [8] دارمی ج ۱، ص ۳۵۹

[9] الترغیب والترھیب للمنذریؒ ج ۱ ص ۵۶۔ [10] مسند الشہاب للقضاعیؒ ج ۱ ص ۳۰۔ [11] فیض القدیر للمناویؒ ج ۶ ص ۲۳، طبع مصطفیٰ محمد بمصر ۱۹۳۸ء

[12] خلاصۃ تذھیب الکمال للخزرجیؒ ص ۸۲ [13] الغماز علی اللماز للسمہودیؒ ص ۲۰۷، طبع دار الکتب العلمیۃ بیروت ۱۹۸۶ء [14] احادیث القصاص لابن تیمیۃؒ ص ۳۰ تا ۳۰۷ طبع المکتب الاسلامی بیروت ۱۹۸۵ء [15] اللآلی المنثورۃ للزرکشی ص ۱۳۷ طبع دار الکتب العلمیۃ بیروت ۱۹۸۶ء

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

من الخبیث فیما یدور علی ألسنة الناس من الحدیث[16]" میں، نور الدین علی بن محمد بن سلطان المشہور بالملا علی القاری (م ۱۰۱۴ھ) نے "الاسرار المرفوعة فی الأخبار الموضوعة المعروف بالموضوعات الکبیر[17]" میں، ابو عبداللہ محمد بن احمد بن عثمان الذہبی (م ۷۴۸ھ) نے "میزان الاعتدال فی نقد الرجال[18]" میں، محمد درویش حوت البیروتی نے "أسنی المطالب فی الأحادیث المختلفة المراتب[19]" میں، محمد بن علی الشوکانی (م ۱۲۵۰ھ) نے "الفوائد المجموعة فی الأحادیث الموضوعة[20]" میں، اسماعیل بن محمد العجلونی الجراحی (م ۱۱۶۲ھ) نے "کشف الخفاء ومزیل الالباس عما اشتہر من الاحادیث علی ألسنة الناس[21]" میں، شمس الدین ابی الخیر محمد بن عبدالرحمن السخاوی (م ۹۰۲ھ) نے "المقاصد الحسنة فی بیان کثیر من الاحادیث المشتہرة علی الألسنة[22]" میں، ابوالحسن علی بن محمد بن عراق الکنانی (م ۹۶۳ھ) نے "تنزیہ الشریعة المرفوعة عن الاخبار الشنیعة الموضوعة[23]" میں، عبدالرحمن بن علی بن الجوزی التیمی القرشی (م ۵۹۷ھ) نے "الموضوعات" میں، صنعانی نے "الأحادیث الموضوعة[25]" میں، حافظ عراقی نے "تخریج الاحیاء" میں اور علامہ شیخ محمد ناصر الدین الالبانی حفظہ اللہ نے "سلسلة الأحادیث الضعیفة والموضوعة" میں اس کو وارد کیا ہے۔

ذیل میں اس روایت کے جملہ طرق اور اُن کا علمی جائزہ پیش کیا جاتا ہے:

۱۶؎ تمییز الطیب للشیبانی ص ۱۷۶ طبع دار الکتب العلمیة بیروت ۱۹۸۱ء

۱۷؎ الاسرار المرفوعة للقاری ص ۲۱۷-۲۱۸ - طبع دار الکتب العلمیة بیروت ۱۹۸۵ء

۱۸؎ میزان الاعتدال للذہبی ج ۲ ص ۲۶۵ طبع دار الکتب العلمیة بیروت۔

۱۹؎ أسنی المطالب للحوت بیروتی ص ۲۸۰ طبع دار الکتاب العربی بیروت ۱۹۸۳ء

۲۰؎ الفوائد المجموعة للشوکانی ص ۲۴۳ طبع مطبعة السنة المحمدیہ بمصر ۱۹۶۸ء

۲۱؎ کشف الخفاء للعجلونی ج ۲ ص ۲۹۲-۲۹۳ طبع مؤسسة الرسالة بیروت ۱۹۸۵ء

۲۲؎ المقاصد الحسنة للسخاوی ص ۳۹۵ طبع دار الکتب العلمیة بیروت ۱۹۸۱ء

۲۳؎ تنزیہ الشریعة المرفوعة لابن عراق الکنانی ج ۲ ص ۳۰۵ طبع دار الکتب العلمیة بیروت ۱۹۸۱ء

۲۴؎ الموضوعات لابن الجوزی ج ۳ ص ۱۳۴-۱۳۵ طبع مکتبة السلفیة المدینة المنورة ۱۹۶۶ء

۲۵؎ الاحادیث الموضوعة للصنعانی ص ۷۔

۲۶ سلسلة الاحادیث الضعیفة والموضوعة للألبانی ج ۱ ص ۵۵-۵۶

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

(الف) قَالَ أَبُو نُعَيْم : حَدَّثَنَا حَبِيبُ بْنُ الْحَسَنِ حَدَّثَنَا عَبَّاسُ بْنُ يُوسُفَ الشَّكْلِيُّ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَيَانٍ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ حَدَّثَنَا يَزِيدُ الْوَاسِطِيُّ أَنْبَأَنَا حَجَّاجٌ عَنْ مَكْحُولٍ عَنْ أَبِي أَيُّوبَ الْأَنْصَارِيِّ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ : مَنْ أَخْلَصَ لِلَّهِ أَرْبَعِينَ يَوْمًا ظَهَرَتْ يَنَابِيعُ الْحِكْمَةِ عَلَى لِسَانِهِ ۔"

اس حدیث کو حافظ ابو نعیمؒ نے "حلیۃ الاولیاء"[۲۷] میں روایت کیا ہے، لیکن اس کی سند میں کئی رواۃ مجروح ہیں۔

(۱) یزید الواسطی جو یزید بن عبد الرحمٰن الدالانی الواسطی ہے کے متعلق حافظ محمد بن حبان بن احمد ابی حاتم التیمی البستی (م ۳۵۴ھ) اور ان کے حوالہ سے امام ابن الجوزیؒ، امام سیوطیؒ، علامہ ابن عراق الکنانیؒ اور شیخ محمد ناصر الدین الالبانی حفظہ اللہ وغیرہ تحریر فرماتے ہیں کہ وہ کثیر الخطاء، فاحش الوہم اور روایات میں ثقات کی مخالفت کرنے والا تھا، پس اس سے احتجاج درست نہیں ہے۔" علامہ ابوالحسن احمد بن عبد اللہ بن صالح العجلی الکوفیؒ (م ۲۶۱ھ) نے اس پر کوئی کلام نہیں کیا ہے۔ علامہ احمد بن علی بن حجر عسقلانیؒ (م ۸۵۲ھ) فرماتے ہیں: "صدوق ہے کثرت کے ساتھ خطاء اور تدلیس کرتا ہے"۔ امام ذہبیؒ فرماتے ہیں: "ابو حاتمؒ نے اُسے صدوق کہا ہے۔ امام احمد بن محمد بن حنبل الشیبانیؒ (م ۲۴۱ھ) کہتے ہیں کہ اس میں کوئی حرج نہیں ہے۔ ابن عدی فرماتے ہیں کہ اس کی حدیث میں لچک ہوتی ہے۔ مگر وہ اس کی حدیث لکھا کرتے تھے"۔ صحاح ستہ میں یزید الواسطی سے کوئی حدیث مروی نہیں ہے۔ اس کے تفصیلی ترجمہ کے لیے "المجروحین من المحدثین والضعفاء والمتروکین" لابن حبان، "التاریخ الکبیر" للبخاری، "معرفۃ الثقات" للعجلیؒ، "تقریب التہذیب" لابن حجرؒ، "تہذیب التہذیب" لابن حجرؒ، "التعریف لاہل التقدیس بمراتب الموصوفین بالتدلیس" لابن حجرؒ، "الجرح والتعدیل" لابن ابی حاتمؒ، "تاریخ واسط"، "کتاب الاسامی والکنیٰ" لاحمد بن حنبلؒ، میزان الاعتدال فی نقد

---

[۲۷] حلیۃ الاولیاء لابی نعیم ج ۵ ص ۱۸۹

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

الرجال" للذہبیؒ، "المغنی فی الضعفاء" للذہبیؒ "کتاب الموضوعات" لابن الجوزیؒ، "اللآلی المصنوعۃ" للسیوطیؒ، تحفۃ الاحوذی" للشیخ عبدالرحمٰن المبارکفوریؒ، "سلسلۃ الاحادیث الضعیفۃ والموضوعۃ" للالبانی اور سلسلۃ الأحادیث الصحیحۃ" للألبانی وغیرہ کی طرف رجوع فرمائیں[۲۸]

اس سند میں دوسرا مجروح راوی حجاج یعنی حجاج بن ارطاۃ النخعی الکوفی ہے۔ جس کے متعلق امام بخاریؒ اور علامہ نورالدین علی بن ابی بکر الہیثمیؒ (م ۸۰۷ھ) وغیرہ فرماتے ہیں کہ "مدلس" ہے۔ ابن حجر عسقلانیؒ فرماتے ہیں: "صدوق مگر کثیر الخطاء اور مدلس ہے۔" ابن حبانؒ فرماتے ہیں: "ابن مبارکؒ، یحییٰ القطانؒ، ابن مہدیؒ یحییٰ بن معینؒ اور احمد بن حنبلؒ نے اسے ترک کیا ہے۔" ابوحاتم بیان کرتے ہیں: "حجاج نے جن کو دیکھا ہے اور جن کو نہیں دیکھا ان دونوں کے ساتھ تدلیس کرتا ہے۔" عقیلیؒ فرماتے ہیں "یحییٰ بن الحارث المحاربیؒ نے بیان کیا کہ ہمیں زائدہؒ نے حجاج بن ارطاۃ کی حدیث ترک کرنے کا حکم دیا ہے۔ عبداللہ بن مبارکؒ کا قول ہے کہ حجاج بن ارطاۃ تدلیس کرتا ہے۔ علی بن مدینیؒ فرماتے ہیں: میں نے حجاج کو عمداً ترک کیا ہے۔ میں اس سے کوئی حدیث نہیں لکھتا۔ بخاریؒ نے بھی اس کو ساقط کیا ہے۔ چنانچہ

۲۸ے کتاب المجروحین لابن حبان ج ۳ ص ۱۰۵، ۱۰۶ طبع دار الباز مکۃ المکرمۃ، التاریخ الکبیر للبخاریؒ ج ۴ ص ۳۴۶، معرفۃ الثقات للعجلیؒ ج ۲ ص ۲۹۹ طبع مکتبۃ الدار المدینۃ المنورۃ ۱۹۸۵ء تقریب التہذیب لابن حجرؒ ج ۲ ص ۲۱۶ طبع دار المعرفۃ بیروت ۱۹۷۵ء، تہذیب التہذیب لابن حجرؒ ج ۱۲ ص ۸۲، التعریف اہل التقدیس لابن حجرؒ ص ۱۱۹ طبع دار الکتب العلمیۃ بیروت ۱۹۸۴ء، الجرح والتعدیل لابن ابی حاتمؒ ج ۴ ص ۳۰ طبع حیدر آباد دکن ۱۳۷۱ھ، تاریخ واسط ص ۱۱۹-۱۲۰، الاسامی والکنی لأحمد بن حنبلؒ طبع ص ۶۲-۶۳ مکتبۃ دار الاقصیٰ کویت ۱۹۸۵ء، میزان الاعتدال للذہبی ج ۴ ص ۴۳۲ طبع دار المعرفۃ بیروت، المغنی فی الضعفاء للذہبیؒ ترجمہ ۷۱۳۲، کتاب الموضوعات لابن الجوزیؒ ج ۳ ص ۱۴۴-۱۴۵ اللآلی المصنوعۃ للسیوطیؒ ج ۲ ص ۳۲۶، تحفۃ الاحوذی للمبارکفوریؒ ج ۴ ص ۲۹۳ طبع دہلی ۱۳۴۳ھ، سلسلۃ الاحادیث الضعیفۃ والموضوعۃ للألبانی ج ۱ ص ۵۶، ج ۲ ص ۲۸۳، سلسلۃ الأحادیث الصحیحۃ للألبانی ج ۲ ص ۳۲، ج ۱ ص ۲۰۲۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اپنی صحیح میں اس سے کوئی روایت نہیں لی ہے بلکہ اس کا تذکرہ کتاب الضعفاء میں کیا ہے"۔ علامہ عجلیؒ فرماتے ہیں کہ جائز الحدیث مگر صاحب ارسال ہے اور یحییٰ بن کثیرؒ، مجاہدؒ اور مکحولؒ سے مرسلاً روایت کرتا ہے حالانکہ ان میں سے کسی سے اس کا قطعاً سماع نہیں ہے"۔ ابن عدیؒ فرماتے ہیں: "حجاج وہ راوی ہے جس کی حدیث لکھی جاتی ہے"۔ ابن خزیمہ کا قول ہے کہ "اس کے ساتھ کوئی حجت نہیں مگر جب وہ "انا" اور "سمعت" کے ساتھ کوئی روایت بیان کرے"۔ بزارؒ فرماتے ہیں "حافظ لیکن مدلس تھا اور فی نفسہٖ معجب بھی"۔ شعبہؒ اس کی ثناء بیان کرتے ہیں لیکن ثوریؒ نے اس میں لچک بتائی ہے۔

امام ذہبی نے اس کا تذکرہ معرفة الرواة المتكلم فيهم بما لا يوجب الرد میں کیا ہے۔ آں رحمہ اللہ میزان الاعتدالؒ میں فرماتے ہیں: "أحد الأعلام ہے لیکن اس کے ساتھ لین الحدیث بھی ہے۔ امام احمدؒ اسے حفاظ میں سے بتاتے ہیں۔ ابن معینؒ کہتے ہیں کہ قوی نہیں ہے، صدوق ہے اور تدلیس کرتا ہے۔ قطانؒ کا قول ہے کہ وہ اور ابن اسحاق میرے نزدیک ہم پلہ ہیں۔ ابوحاتمؒ کہتے ہیں کہ اگر "حدثنا" کہے تو وہ صالح ہے۔ نسائیؒ کا قول ہے کہ قوی نہیں ہے۔ دارقطنیؒ وغیرہ کا قول ہے کہ اس کے ساتھ کوئی حجت نہیں ہے۔

حجاج کے تفصیلی ترجمہ کے لیے ملاحظہ فرمائیں "الضعفاء الصغیر للبخاریؒ"، "التاریخ الکبیر للبخاریؒ"، "تقریب التہذیب لابن حجرؒ"، "تہذیب التہذیب لابن حجرؒ"، "تعریف اهل التقدیس لابن حجر"، "تاریخ بغداد للخطیب"، "طبقات الحفاظ للسیوطی"، "سیر اعلام النبلاء للذہبیؒ"، "مجموع الضعفاء والمتروکین للسیروان"، "معرفة الثقات للعجلیؒ"، "مجمع الزوائد للہیثمیؒ"، "کاشف للذہبیؒ"، "الکامل فی الضعفاء لابن عدیؒ"، فہارس مجمع الزوائد للزغلول، معرفة الرواة للذہبیؒ، "میزان الاعتدال للذہبیؒ"، "الضعفاء الکبیر للعقیلیؒ"، "کتاب المجروحین لابن حبانؒ"، "تحفة الاحوذی للمبارکفوریؒ"، "الموضوعات لابن الجوزیؒ"، اللآلی المصنوعة للسیوطیؒ، سلسلة الاحادیث الضعیفة والموضوعة للالبانی، سلسلة الأحادیث الصحیحة للالبانی وغیرہ۔[۲۹]

۲۹۔ الضعفاء الصغیر للبخاریؒ ترجمہ ۷۵، "التاریخ الکبیر للبخاری ج ۲ ص ۳۷۸،

(باقی حاشیہ اگلے صفحہ پر)

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

(۳) اس روایت کا تیسرا ہدفِ تنقید راوی محمد بن اسماعیل عند المحدثین "مجہول" ہے۔ ابن اسماعیل کے "مجہول" ہونے کی شہادت علامہ ابنِ جوزیؒ، علامہ سیوطیؒ، علامہ ابنِ عراق الکنانیؒ اور علامہ محمد ناصر الدین الألبانی حفظہ اللہ وغیرہ نے دی ہے۔[۳۰]

اس روایت کے ناقابلِ اعتماد ہونے کی ایک چوتھی علت یہ بھی ہے کہ حجاج بن ارطاۃ کا تابعی مکحول الدمشقی سے سماع نہیں ہے۔ جیسا کہ علامہ عجلیؒ نے بصراحت ذکر کیا ہے۔[۳۱] اسی طرح مکحول الدمشقی کا حضرت ابو ایوب انصاریؓ سے ملاقات ہونا بھی غیر درست ہے۔ جیسا کہ علامہ ابن جوزیؒ، علامہ سیوطیؒ اور علامہ ناصر الدین الألبانی وغیرہ نے لکھا ہے۔ علامہ ابن الجوزیؒ فرماتے ہیں کہ "محمد بن سعدؒ نے ذکر کیا ہے کہ علماء نے مکحول کی روایت کی قدح کی ہے۔ ان میں سے بعض کا قول ہے کہ وہ ضعیف الحدیث بھی تھے"۔ عجلیؒ مکحول کو "ثقہ" قرار دیتے ہیں۔ ابنِ حجر عسقلانیؒ "ثقہ مگر کثیر الارسال" فرماتے ہیں۔ ابن خراشؒ نے مکحول کو "صدوق"

گذشتہ سے پیوستہ، "تقریب التہذیب" لابن حجرؒ ج ۱ ص ۱۵۲، "تہذیب التہذیب" لابنِ حجرؒ ج ۲ ص ۱۶۶، "تعریف اھل التقدیس" لابن حجرؒ ص ۱۲۵، "تاریخ بغداد" للخطیبؒ ج ۵، ص ۲۲۴، طبقات الحفاظ للسیوطیؒ ص ۸۱، "سیر أعلام النبلاء" للذھبیؒ ج ۷، ص ۶۹، "کاشف" للذھبیؒ ج ۱ ص ۲۰۵، "معرفۃ الرواۃ" للذھبیؒ ص ۸۵، طبع دار المعرفۃ بیروت سنہ ۱۹۸۶ء، "میزان الاعتدال" للذھبیؒ ج ۱ ص ۴۵۸-۴۶۰، "مجموع الضعفاء والمتروکین للسیروانؒ ص ۴۲۳، طبع دار القلم بیروت سنہ ۱۹۸۵ء "معرفۃ الثقات" للعجلیؒ ج ۱ ص ۲۸۴، "مجمع الزوائد" للھیثمیؒ ج ۴ ص ۲۸۸ طبع دار الکتب العربی بیروت سنہ ۱۹۸۲ء، الکامل فی الضعفاء لابن عدیؒ ج ۲ ص ۶۴۶، فھارس "مجمع الزوائد" للزغلولؒ ج ۳ ص ۲۶۷، طبع دار الکتب العلمیۃ بیروت ۱۹۸۶ء، الضعفاء الکبیر للعقیلیؒ ج ۱ ص ۲۷۷-۲۸۳ طبع دار کتب العلمیۃ بیروت سنہ ۱۹۸۴ء، "کتاب المجروحین" لابن حبان ج ۱ ص ۲۲۵-۲۲۸، "تحفۃ الأحوذی" للمبارکفوریؒ ج ۱ ص ۲۳۱، ۳۴۲، ج ۲ ص ۱۱۳، "الموضوعات" لابن الجوزیؒ ج ۳ ص ۱۲۲-۱۲۵، اللآلی المصنوعۃ للسیوطیؒ ج ۲ ص ۳۲۷، "سلسلۃ الاحادیث الضعیفۃ والموضوعۃ للألبانی ج ۱ ص ۵۲، ج ۲ ص ۲۳، ج ۳ ص ۴۵، ۱۲۶، ۴۵۸، سلسلۃ الاحادیث الصحیحۃ للألبانی ج ۱ ص ۱۵۳، ۲۴۳، ج ۲ ص ۱۱، ۲۰۶، ج ۴ ص ۱۷، ۲۸۴۔

[۳۰] الموضوعات لابن الجوزیؒ ج ۳ ص ۱۲۲-۱۲۵، اللآلی المصنوعۃ للسیوطیؒ ج ۲ ص ۳۲۷-۳۲۹، سلسلۃ الأحادیث الضعیفۃ والموضوعۃ للالبانی ج ۱ ص ۵۶۔

[۳۱] معرفۃ الثقات للعجلیؒ ج ۱ ص ۲۸۴۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بتایا ہے۔ امام ذہبیؒ فرماتے ہیں: "ایک سے زیادہ علماء نے ان کو ثقہ بتایا ہے لیکن ابن سعدؒ کا قول ہے کہ ایک جماعت نے اُن کی تضعیف بھی کی ہے۔ میں (یعنی ذہبیؒ) کہتا ہوں کہ وہ صاحب تدلیس ہیں اور کثرت کے ساتھ بارسال روایت کرتے ہیں۔" مکحول الدمشقی کے تفصیلی ترجمہ کے لیے "معرفۃ الثقات" للعجلیؒ، "تقریب التہذیب" لابن حجرؒ، "تہذیب التہذیب" لابن حجرؒ، "طبقات الحفاظ" للسیوطیؒ، "سیر أعلام النبلاء" للذہبیؒ، "میزان الاعتدال للذہبیؒ" "معرفۃ الرواۃ" للذہبی، "کتاب الاسامی والکنی" لاحمد بن حنبلؒ، "مجمع الزوائد" للہیثمیؒ، "فہارس مجمع الزوائد" للزغلولؒ، "تحفۃ الاحوذی" للمبارکفوریؒ، "الموضوعات" لابن الجوزیؒ، "اللآلی المصنوعۃ" للسیوطیؒ، "سلسلۃ الاحادیث الضعیفۃ والموضوعۃ" للالبانی اور "سلسلۃ الاحادیث الصحیحۃ" للالبانی وغیرہ کی طرف مراجعت فرمائیں[۳۲]۔

ابونعیمؒ کے اس طریق کو امام ابن الجوزیؒ نے "الموضوعات" میں وارد کیا ہے اور فرماتے ہیں کہ "اس کا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بیان کرنا درست نہیں ہے[۳۳]"۔ اسی طرح علامہ شیبانیؒ، ملا علی القاریؒ، حوت البیروتیؒ، علامہ عجلونیؒ، ابن عراق

---

[۳۲] "معرفۃ الثقات" للعجلیؒ ج۲ ص۲۹۶، "تقریب التہذیب" لابن حجرؒ ج۲ ص۲۷۳، "تہذیب التہذیب" لابن حجرؒ ج۱۰ ص۲۸۹، "تعریف اہل التقدیس" لابن حجرؒ ص۱۱۳، "طبقات الحفاظ" للسیوطیؒ ص۴۲، "سیر أعلام النبلاء" للذہبی ج۵ ص۱۵۹، "میزان الاعتدال" للذہبیؒ ج۴ ص۱۷۷-۱۷۸، "معرفۃ الرواۃ" للذہبیؒ ص۱۷۹، "کتاب الاسامی والکنی" لاحمد بن حنبلؒ ص۱۱۸، "مجمع الزوائد" للہیثمیؒ ج۵ ص۲۴۲، ۲۶۱، "فہارس مجمع الزوائد" للزغلولؒ ج۲ ص۴۰۳، "تحفۃ الاحوذی" للمبارکفوریؒ ج۱ ص۳۵۳، "الموضوعات" لابن الجوزیؒ ج۳ ص۱۴۴-۱۴۵، "اللآلی المصنوعۃ" للسیوطیؒ ج۲ ص۳۲۷-۳۲۹، "سلسلۃ الاحادیث الضعیفۃ والموضوعۃ" للالبانی ج۱ ص۱۷، ج۳ ص۱۳۵، ۳۹۸، ۵۵۴، ۶۴۵، "سلسلۃ الاحادیث الصحیحۃ" للالبانی ج۲ ص۱۹، ۶۴۴، ج۴ ص۵۸۱،

[۳۳] "الموضوعات" لابن الجوزیؒ۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

الکنانیؒ، اور علامہ سخاویؒ فرماتے ہیں کہ "یہ ضعیف الاسناد ہے"[۳۴] لیکن علامہ جلال ا
سیوطیؒ نے حضرت ابوایوب انصاریؓ کی مذکورہ بالا مرفوع روایت کے غیر درست
ہونے کا اعتراف کرنے کے باوجود علامہ ابن الجوزیؒ پر تعقب کرتے ہوئے لکھا ہے
"تخریج الاحیاء میں حافظ عراقیؒ سے اس حدیث کی تضعیف میں خطا ہوئی ہے
اس کا ایک مرسل طریق "علی مکحول" بھی ہے۔ جس میں نہ محمد بن اسماعیل ہے او
نہ یزید ہے"[۳۵] (پھر آں رحمہ اللہ اس مرسل طریق کو بیان کرتے ہیں جس کا ذکر آگے انشاء ال
طریق "د" کے تحت آئے گا۔)

(ب) اس روایت کا دوسرا طریق ابن عدیؒ نے اس طرح بیان کیا ہے:

حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰہِ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ سَلْمٍ حَدَّثَنَا حُمَیْدُ بْنُ زَنْجُوَیَۃَ حَدَّثَنَا اَیُّوْبُ الدِّمَشْقِیُّ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْمَلِکِ بْنُ مِہْرَانَ الرِّفَاعِیُّ حَدَّثَنَا مَعْنُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنِ الْحَسَنِ عَنْ اَبِیْ مُوْسٰی الْاَشْعَرِیِّ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ: مَنْ زَہِدَ فِی الدُّنْیَا اَرْبَعِیْنَ یَوْمًا وَاَخْلَصَ فِیْہَا لِلّٰہِ اَخْرَجَ اللّٰہُ عَلٰی لِسَانِہٖ یَنَابِیْعَ الْحِکْمَۃِ مِنْ قَلْبِہٖ"

ابوموسیٰ اشعریؓ کی ابن عدیؒ کے طریق سے وارد ہونے والی اس روایت کو
علامہ ذہبیؒ نے "میزان الاعتدال" میں علامہ شوکانیؒ نے "الفوائد المجموعۃ" میں
اور علامہ سیوطیؒ نے اللآلی المصنوعۃ میں امام ابن الجوزیؒ کی "الموضوعات" میں
بیان کردہ روایت کے بمقابلہ معمولی لفظی اختلاف کے ساتھ یوں بیان کیا ہے۔

"مَنْ زَہِدَ فِی الدُّنْیَا اَرْبَعِیْنَ یَوْمًا وَاَخْلَصَ فِیْہَا الْعِبَادَۃَ اَجْرَی اللّٰہُ عَلٰی لِسَانِہٖ یَنَابِیْعَ الْحِکْمَۃِ مِنْ قَلْبِہٖ"

ابن عدیؒ کی اسی روایت کو علامہ ابن الجوزیؒ کے حوالے سے علامہ سخاویؒ او
علامہ عجلونیؒ نے اس طرح بیان کیا ہے "مَا مِنْ عَبْدٍ یُخْلِصُ لِلّٰہِ اَرْبَعِیْنَ

۳۴ الاسرار المرفوعۃ للقاری ص۲۱۷-۲۱۸، أسنی المطالب للحوت بیروتی ص
کشف الخفاء للعجلونی ج۲ ص۲۹۲-۲۹۳، المقاصد الحسنۃ للسخاوی ص۳۹۵-۳۹۲، تنزیہ
الشریعۃ المرفوعۃ لابن عراق ج۲ ص۳۰۵، تمییز الطیب للشیبانی ص۱۶۶ ۳۵ اللآلی المصنوعۃ للسیوطی ج۲ ص۳۲۶-۳۲۹

محکم دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

یَوْماً الخ" حالانکہ "الموضاعات [36] لابن الجوزی" میں ابن عدیؒ کی روایت مذکورہ الفاظ کے ساتھ مروی نہیں ہے۔

اس روایت کے متعلق علامہ ابن الجوزیؒ، علامہ سیوطی، علامہ ابن عراق الکنانی اور علامہ شوکانی رحمہم اللہ فرماتے ہیں: ابن عدی کا قول ہے کہ یہ حدیث "منکر" ہے اور عبد الملک مجہول ہے" علامہ ذہبیؒ نے عبد الملک بن مہران کے ترجمہ میں اس حدیث کو بیان کرنے کے بعد اس پر "باطل" ہونے کا حکم لگایا ہے۔[37]

اس روایت کے مجروح راوی عبد الملک بن مہران الرفاعی کے متعلق علامہ ابن عراق الکنانیؒ فرماتے ہیں کہ "احادیث باطلہ روایت کرتا ہے" علامہ ہیثمیؒ فرماتے ہیں "عقیلیؒ نے اسے صاحب مناکیر بتایا ہے۔ ابن ابی حاتمؒ نے اسے مجہول بتایا اور اس کی ایک حدیث نقل کر کے اسے باطل قرار دیا ہے" خطیب نے بھی کچھ ایسا ہی لکھا ہے۔ ابن حبانؒ نے اس کی توثیق کی ہے عقیلیؒ فرماتے ہیں: "صاحب مناکیر ہے، اس کی حدیث پر وہم کا غلبہ ہوتا ہے" عقیلیؒ نے اس سے مروی تین احادیث نقل کرنے کے بعد لکھا ہے کہ "ان سب کی کوئی اصل نہیں ہے" عبد الملک بن مہران کے تفصیلی ترجمہ کے لیے تنزیۃ الشریعۃ المرفوعۃ لابن عراق الکنانیؒ، مجمع الزوائد للہیثمیؒ، الضعفاء الکبیر للعقیلیؒ، الجرح والتعدیل لابن ابی حاتمؒ، لسان المیزان لابن حجرؒ، تہذیب مجمع الزوائد للزغلولؒ، میزان الاعتدال للذہبیؒ اور سلسلۃ الاحادیث الضعیفۃ والموضوعۃ للألبانی وغیرہ کی طرف رجوع فرمائیں۔[38]

---

[36] المقاصد الحسنۃ للسخاویؒ ص۳۹۵-۳۹۶ وکشف الخفاء للعجلونیؒ ج۲ ص۲۶۳-۲۹۳۔ [37] الموضوعات لابن الجوزیؒ ج۳ ص۱۴۴-۱۴۵، الفوائد المجموعۃ للشوکانیؒ ص۲۲۳، اللآلی المصنوعۃ للسیوطیؒ ج۲ ص۳۲۷-۳۲۹، تنزیۃ الشریعۃ لابن عراقؒ ج۲ ص۳۰۵، میزان الاعتدال للذہبیؒ ج۲ ص۲۲۵

[38] مجمع الزوائد للہیثمیؒ ج۱ ص۳۲۷، تنزیۃ الشریعۃ المرفوعۃ لابن عراقؒ ج۱ ص۱۸، الضعفاء الکبیر للعقیلیؒ ج۳ ص۳۴-۳۵، الجرح والتعدیل لابن ابی حاتمؒ باقی اگلے صفحہ پر

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

(ج) اس روایت کے تیسرے طریق کی تخریج ابو عبداللہ محمد بن سلامہ القضاعیؒ نے اپنی "مسند الشہاب" میں اس طرح فرمائی ہے۔

"أَنْبَأَنَا أَبُو الْقَاسِمِ يَحْيَى بْنُ عَلِيٍّ الْأَذْرَعِيُّ حَدَّثَنَا أَبُو الطَّاهِرِ الْحَسَنُ بْنُ أَحْمَدَ بْنِ إِبْرَاهِيمَ بْنِ فِيلٍ حَدَّثَنَا عَامِرُ بْنُ سَيَّارٍ حَدَّثَنَا سَوَّارُ بْنُ مُصْعَبٍ عَنْ ثَابِتٍ الْبُنَانِيِّ عَنْ مُقْسِمٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: مَنْ أَخْلَصَ لِلَّهِ تَعَالَى أَرْبَعِينَ صَبَاحًا ظَهَرَتْ يَنَابِيعُ الْحِكْمَةِ مِنْ قَلْبِهَا"۔ [۳۹]

لیکن قضاعیؒ کے اس طریق میں ایک راوی سوار بن مصعب الہمدانی الکوفی ہے۔ جسے امام نسائیؒ نے "متروک الحدیث" اور امام بخاریؒ نے "منکر الحدیث" قرار دیا ہے۔ علامہ ابن عراق الکنانیؒ بیان کرتے ہیں کہ "اس کے متروک ہونے پر اتفاق ہے"۔ امام حاکمؒ فرماتے ہیں کہ عطیہ العوفی سے موضوعات روایت کرتا ہے۔ علامہ ہیثمیؒ نے ایک مقام پر اسے "بہت زیادہ ضعیف" اور دوسرے مقام پر "متروک" لکھا ہے۔ عقیلیؒ فرماتے ہیں کہ یحییٰ بن معینؒ کا ایک قول ہے کہ "ضعیف ہے" انہی کا ایک دوسرا قول ہے کہ "کچھ بھی نہیں ہے"۔ ابن حبانؒ نے بھی یحییٰ بن معینؒ کا قول نقل کیا ہے اور فرماتے ہیں کہ یہ وہ شخص ہے جو مشاہیر کی طرف منسوب کرکے مناکیر لاتا ہے۔ علامہ ذہبیؒ فرماتے ہیں کہ ابوداؤدؒ نے بھی اس کے غیر ثقہ ہونے کی شہادت دی ہے۔ ابن مصعب کی تفصیلی ترجمہ کے لیے "الضعفاء الصغیر"

گذشتہ سے پیوستہ

ج ۲ ص ۳۰۲، لسان المیزان لابن حجرؒ ج ۳ ص ۶۹، فہارس مجمع الزوائد للزغلولؒ ج ۳ ص ۳۳۹، میزان الاعتدال للذہبیؒ ج ۲ ص ۶۶۵، سلسلۃ الاحادیث الضعیفۃ والموضوعۃ للالبانیؒ ج ۲ ص ۱۹۲۔

[۳۹] مسند الشہاب للقضاعیؒ ج ۱ ص ۳۰ وکذا فی المقاصد الحسنۃ للسخاویؒ، ص ۳۹۵-۳۹۶ وکشف الخفاء للعجلونی ج ۲، ص ۲۹۲-۲۹۳ والموضوعات لابن الجوزیؒ ج ۳ ص ۱۴۴-۱۴۵، واللآلی المصنوعۃ للسیوطیؒ ج ۲، ص ۳۲۷، ۳۲۹ وتنزیہ الشریعۃ المرفوعۃ لابن عراقؒ ج ۲ ص ۳۰۵۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

للبخاریؒ، "مجموع الضعفاء والمتروکین" للسیروانؒ، "الضعفاء والمتروکون" للنسائیؒ، "تاریخ یحییٰ بن معینؒ"، "الجرح والتعدیل لابن ابی حاتمؒ" "الکامل فی الضعفاء لابن عدیؒ"، "الضعفاء الکبیر" للعقیلیؒ، "فہارس مجمع الزوائد" للزغلولؒ، "کتاب المجروحین" لابن حبانؒ، "مجمع الزوائد" للھیثمیؒ "تنزیہ الشریعۃ المرفوعۃ" لابن عراق الکنانیؒ، "میزان الاعتدال" للذہبیؒ "الموضوعات" لابن الجوزیؒ، "اللآلی المصنوعۃ" للسیوطیؒ "سلسلۃ الأحادیث الضعیفۃ والموضوعۃ للألبانی اور سلسلۃ الأحادیث الصحیحۃ للالبانی وغیرہ کی طرف رجوع فرمائیں۔[۱]

مندرجہ بالا طریق میں سوار بن مصعب جس راوی سے روایت کرتا ہے وہ ثابت بن اسلم البنانی ابو محمد تابعی البصریؒ ہیں، جن کی ثقاہت عند المحدثین مشہور ہے ان کے ترجمہ میں علامہ ذہبیؒ نے ابن عدیؒ کا ایک بہت اہم قول نقل فرمایا ہے: "ان کی حدیث میں جو نکارت واقع ہوتی ہے وہ (ثابت البنانیؒ کی طرف سے نہیں بلکہ اس راوی کی طرف سے ہوتی ہے جو اُن کے بعد اُن سے روایت کرتا ہے کیونکہ ان سے بہت سے ضعفاء نے روایت کی ہیں"۔ پس معلوم ہوا کہ اس روایت میں اصل خرابی کی جڑ سوار بن مصعب ہی ہے۔ واللہ اعلم۔ ثابت البنانیؒ کے تفصیلی ترجمہ

---

[۱] "الضعفاء الصغیر" للبخاری ترجمہ ۱۵۵، "التاریخ الکبیر" للبخاریؒ ج ۲، ص ۱۶۹، "الضعفاء والمتروکون" للنسائیؒ ترجمہ ۲۵۹، تاریخ یحییٰ بن معین ج ۲ ص ۲۴۳، "مجموع الضعفاء والمتروکین" للسیروان ص ۱۱۸، ۲۴۴، "الجرح و التعدیل" لابن ابی حاتم ج ۴ ص ۲۷۱، الکامل فی الضعفاء لابن عدی ج ۳ ص ۱۲۹۳، الضعفاء الکبیر للعقیلی ج ۲ ص ۱۶۸، کتاب المجروحین لابن حبان ج ۱ ص ۳۵۶، "میزان الاعتدال" للذہبی ج ۲ ص ۲۴۶، "فہارس مجمع الزوائد" للزغلول ج ۳ ص ۳۰۵، "مجمع الزوائد" للھیثمی ج ۱ ص ۱۳۰، ۱۶۳، ج ۳ ص ۱۱۱، "الموضوعات" لابن الجوزی ج ۳ ص ۱۳۳-۱۳۵، "اللآلی المصنوعۃ" للسیوطی ج ۲ ص ۳۲۷-۳۲۹، "تنزیہ الشریعۃ المرفوعۃ" لابن عراق ج ۱ ص ۲۶، سلسلۃ الأحادیث الضعیفۃ والموضوعۃ للألبانی ج ۱ ص ۲۹، ۵۶، سلسلۃ الأحادیث الصحیحۃ للألبانی ج ۲ ص ۵۶۵۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کے لیے "معرفۃ الثقات" للعجلیؒ، "تہذیب التہذیب" لابن حجرؒ، "مجمع الزوائد" للھیثمیؒ، "میزان الاعتدال" للذھبیؒ، "فہارس مجمع الزوائد" للزغلولؒ اور تحفۃ الأحوذی للمبارکفوریؒ وغیرہ کی طرف رجوع فرمائیں۔[1]

(د) اس روایت کا ایک چوتھا اور مرسل طریق بھی ہے جس کی تخریج ابونعیمؒ نے "حلیۃ الأولیاء" میں اس طرح کی ہے:

"حَدَّثَنَا أَبُو الْحَسَنِ مُحَمَّدُ بْنُ مُحَمَّدِ الْجُرْجَانِيُّ حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ عَلُوِيَّةَ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ مُعَاذٍ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ الطَّنَافِسِيُّ عَنْ أَبِي مُعَاوِيَةَ عَنْ حَجَّاجٍ عَنْ مَكْحُولٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: مَا مِنْ عَبْدٍ يُخْلِصُ الْعِبَادَةَ لِلّٰهِ أَرْبَعِينَ يَوْمًا إِلَّا ظَهَرَتْ يَنَابِيعُ الْحِكْمَةِ مِنْ قَلْبِهِ عَلَى لِسَانِهِ"

ابونعیمؒ کے علاوہ اس مرسل طریق کی تخریج ھناد بن السریؒ نے "الزھد" میں حَدَّثَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ عَنْ حَجَّاجٍ عَنْ مَكْحُولٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حسین بن الحسن المروزیؒ نے "زوائد الزھد" میں ثنا أَبُو مُعَاوِيَةَ أَنْبَأَنَا حَجَّاجٌ عَنْ مَكْحُولٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، امام احمد بن حنبلؒ نے "الزھد" میں "عَنْ مَكْحُولٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ" اور ابن ابی شیبہؒ نے اپنی "مصنف" میں: حَدَّثَنَا أَبُو خَالِدٍ الْأَحْمَرُ عَنْ حَجَّاجٍ عَنْ مَكْحُولٍ قَالَ: بَلَغَنِي أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ" کے ساتھ کی ہے۔

ھناد کی مرسل روایت کے الفاظ اس طرح ہیں: مَنْ أَخْلَصَ لِلّٰهِ الْعِبَادَةَ أَرْبَعِينَ يَوْمًا ظَهَرَتْ يَنَابِيعُ الْحِكْمَةِ مِنْ قَلْبِهِ عَلَى لِسَانِهِ" امام احمد بن حنبلؒ کی روایت کے الفاظ یہ ہیں: "مَنْ أَخْلَصَ لِلّٰهِ أَرْبَعِينَ يَوْمًا تَفَجَّرَتْ

---

[1] "معرفۃ الثقات" للعجلی ج ۱ ص ۲۵۹، تہذیب التہذیب لابن حجر ج ۲ ص ۳، تقریب التہذیب لابن حجر ج ۱ ص ۱۱۵، "میزان الاعتدال للذھبی ج ۱ ص ۲۶۲" "مجمع الزوائد" للھیثمی ج ۲ ص ۲۷۵، "فہارس مجمع الزوائد" للزغلول ج ۳ ص ۲۶۱ تحفۃ الأحوذی للمبارکفوری ج ۱ ص ۲۷۷، ۱۵۷، ۲۸۹۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

يَنَابِيعُ الْحِكْمَةِ مِنْ قَلْبِهٖ عَلٰى لِسَانِهٖ" اور ابنِ ابی شیبہ کی روایت میں یہ الفاظ اس طرح وارد ہوئے ہیں: "مَا اَخْلَصَ عَبْدٌ اَرْبَعِيْنَ صَبَاحًا اِلَّا ظَهَرَتْ يَنَابِيْعُ الْحِكْمَةِ مِنْ قَلْبِهٖ عَلٰى لِسَانِهٖ"۔

ابو نعیم کی مرسل روایت کو علامہ سیوطیؒ نے "اللآلی المصنوعۃ" [۴۲] میں نقل کیا ہے۔ امام احمدؒ کی مرسل روایت کو امام ابنِ تیمیہؒ نے "احادیث القصاص" میں، علامہ زرکشیؒ نے "اللآلی المنثورۃ" میں، علامہ شیبانیؒ نے "تمییز الطیب" میں، ملا علی قاریؒ نے "الاسرار المرفوعۃ" میں، علامہ عجلونیؒ نے کشف الخفاء میں اور علامہ سخاویؒ نے المقاصد الحسنۃ [۴۳] میں وارد کیا ہے۔ (علامہ عجلونیؒ فرماتے ہیں "اللآلی" میں کہا گیا ہے کہ اسے احمدؒ وغیرہ نے مکحول سے مرسلاً روایت کیا ہے"۔ اگر "اللآلی" سے علامہ عجلونیؒ کی مراد امام سیوطیؒ کی "اللآلی المصنوعۃ" ہے تو یہ دعویٰ غلط ہے۔ البتہ امام زرکشیؒ نے "اللآلی المنثورۃ" میں ایسا ذکر کیا ہے مگر امام زرکشیؒ کی اللآلی عموماً "التذکرۃ فی الاحادیث المشتہرۃ" کے نام سے معروف ہے) ابنِ ابی شیبہؒ کی مرسل روایت کو علامہ سیوطیؒ نے "اللآلی المصنوعۃ" میں، ابن عراق الکنانیؒ نے تنزیۃ الشریعۃ المرفوعۃ" میں، اور علامہ شوکانیؒ نے "الفوائد المجموعۃ" میں نقل کیا ہے۔ مگر اس کی صحت پر کوئی کلام نہیں کیا ہے۔ [۴۴]

علامہ حافظ جلال الدین سیوطیؒ نے اپنی عادت کے مطابق علامہ حافظ ابن الجوزیؒ کی حضرت ابو ایوب انصاریؓ والی مرفوع روایت (جس کا ذکر اوپر طریق "الف"

۴۲؎ "اللآلی المصنوعۃ" للسیوطیؒ، ج ۲ ص ۳۲۸، تنزیۃ الشریعۃ المرفوعۃ لابن عراق ج ۲ ص ۳۰۵

۴۳؎ "احادیث القصاص" لابن تیمیۃ ص ۳۰۲، "اللآلی المنثورۃ" للزرکشی ص ۱۳۷، "تمییز الطیب" للشیبانی ص ۱۶۷، "الاسرار المرفوعۃ" للقاری ص ۲۱۷-۲۱۸، "کشف الخفاء" للعجلونی ج ۲ ص ۲۹۲-۲۹۳، "المقاصد الحسنۃ" للسخاوی ص ۳۹۵، ۳۹۶

۴۴؎ اللآلی المصنوعۃ للسیوطی ج ۲ ص ۳۲۸، تنزیۃ الشریعۃ المرفوعۃ لابن عراق ج ۲ ص ۳۰۵ الفوائد المجموعۃ للشوکانی ص ۲۴۳

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

میں ہو چکا ہے۔) پر تعقب کرتے ہوئے لکھا ہے: "تخریج الاحیاء میں حافظ عراقیؒ سے اس حدیث کی تضعیف میں خطاء ہوئی ہے کیونکہ اس کا ایک مرسل طریق عن مکحول بھی ہے۔ جس میں نہ محمد بن اسمٰعیل ہے اور نہ یزید" پھر علامہ سیوطیؒ اس چوتھے طریق "د" کے تحت ذکر کی گئی روایات میں سے ابو نعیمؒ وہنادؒ اور ابن ابی شیبہؒ کی مرسل روایات کا ذکر کرتے ہیں اور اس طریق پر کوئی کلام نہ کرتے ہوئے سکوت اختیار فرماتے ہیں حالانکہ وہ بخوبی جانتے ہیں کہ اس مرسل طریق میں بھی حجاج بن ارطاۃ النخعی الکوفی موجود ہے، جو کثیر الخطاء اور مدلس ہے بلکہ بقول ابن حبانؒ: ابن مبارکؒ، یحیٰی القطانؒ، ابن مہدیؒ، یحیٰی بن معین، احمد بن حنبلؒ، زائدہؒ، علی بن مدینیؒ وغیرہ نے اسے ترک کیا اور امام بخاریؒ نے ساقط کرتے ہوئے اس کا ذکر ضعفاء میں کیا ہے۔ حجاج بن ارطاۃ پر تفصیلی جرح طریق "الف" کے تحت گزر چکی ہے۔

علامہ سیوطیؒ کے بیان کردہ اس مرسل طریق میں ایک دوسری اہم خرابی یہ بھی ہے کہ حجاج بن ارطاۃ النخعی، تابعی مکحول الدمشقی سے روایت کرتا ہے۔ حالانکہ حجاج کا مکحول سے قطعاً سماع نہیں ہے۔ جیسا کہ علامہ عجلیؒ اور شیخ عبدالرحمٰن بن یحیٰی المعلمی الیمانیؒ وغیرہ نے صراحت[۴۵] فرمائی ہے۔

(ھ) اس روایت کی تائید میں علامہ جلال الدین سیوطیؒ اور علامہ شوکانیؒ نے دیلمیؒ کی ایک اور مرفوع روایت پیش کی ہے جو اس طرح ہے:

وَأَنْبَأَنَا أَحْمَدُ بْنُ نَصْرٍ أَنْبَأَنَا طَاهِرُ بْنُ مَاهِلَةَ أَنْبَأَنَا صَالِحُ بْنُ أَحْمَدَ إِجَازَةً ذَكَرَ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ الْحَسَنِ وَجَدْتُ فِي كِتَابِ جَدِّي أَحْمَدَ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ عُبَيْدٍ حَدَّثَنَا بِشْرُ بْنُ زَاذَانَ حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ صُبْحٍ عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ عَنْ أَبِي ذَرٍّ مَرْفُوعًا: مَا زَهِدَ عَبْدٌ فِي الدُّنْيَا إِلَّا أَثْبَتَ اللّٰهُ الْحِكْمَةَ فِي قَلْبِهِ وَأَنْطَقَ بِهَا لِسَانَهُ وَبَصَّرَهُ عَيْبَ الدُّنْيَا دَاءَهَا وَدَوَاءَهَا وَأَخْرَجَهُ مِنْهَا سَالِمًا إِلَى دَارِ

---

۴۵ معرفۃ الثقات للعجلی ج ۱ ص ۲۸۴ وحاشیہ بر الفوائد المجموعۃ للشیخ الیمانی ص ۲۴۳

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

السّلام "۔[۴۶]

لیکن اس طریق میں بھی دو راوی انتہائی مجروح ہیں :

(۱) بشیر بن زاذان اور (۲) عمر بن صبح ابو نعیم البلخی الخراسانی ۔

بشیر بن زاذان کے متعلق امام عقیلیؒ فرماتے ہیں : "یحییٰؒ کا قول ہے کہ کچھ بھی نہیں ہے "۔ ابن حبانؒ فرماتے ہیں کہ اس کی حدیث پر وہم کا غلبہ رہتا ہے۔ یہاں تک کہ وہ انہیں باطل بنا دیتا ہے۔" علامہ برہان الدین حلبیؒ، علامہ ابن عراق الکنانیؒ، علامہ ابن حجر عسقلانیؒ اور علامہ ذہبیؒ فرماتے ہیں کہ " دار قطنیؒ وغیرہ نے اس کی تضعیف کی ہے ۔ اور ابن الجوزیؒ نے اس کو حدیث وضع کرنے کے لیے متہم ٹھیرایا ہے "۔ بشیر بن زاذان کے تفصیلی ترجمہ کے لیے کَشْفُ الْحَثِيْثِ عَمَّنْ رُمِيَ بِوَضْعِ الْحَدِيْثِ للشیخ برہان الدین حلبیؒ، تعریف اہل التقدیس لابن حجرؒ، الکامل فی الضعفاء لابن عدیؒ، الموضوعات لابن الجوزیؒ، تنزیۃ الشریعۃ المرفوعۃ لابن عراقؒ، الضعفاء الکبیر للعقیلیؒ، کتاب المجروحین لابن حبانؒ، "میزان الاعتدال" للذہبیؒ، اور سلسلۃ الأحادیث الصحیحۃ للألبانی وغیرہ کی طرف رجوع فرمائیں۔[۴۷]

اس طریق کا دوسرا مجروح راوی عمر بن صبح ہے جس کے متعلق ابن حبان فرماتے ہیں : " یہ وہ شخص ہے جو ثقات پر احادیث وضع کرتا ہے، اس کی حدیث کا لکھنا جائز نہیں ہے "۔ ابن عراق الکنانیؒ فرماتے ہیں : " کذاب اور وضع احادیث کا معترف ہے "۔ برہان الدین حلبی کا قول ہے کہ " مجاہیل میں سے ہے، نہ ثقہ ہے

---

[۴۶] اللآلی المصنوعۃ للسیوطی ج ۲ ص ۳۲۹، الفوائد المجموعۃ للشوکانی ۔

[۴۷] کشف الحثیث للحلبی ص ۱۱۳ طبع وزارۃ الأوقاف بغداد ۱۹۸۴ء، الکامل فی الضعفاء لابن عدی ج ۱ ص ۱۶۰، تعریف اہل التقدیس لابن حجر ص ۱۳۸، الموضوعات لابن الجوزی ج ۲ ص ۳، تنزیۃ الشریعۃ المرفوعۃ لابن عراق ج ۱ ص ۴۲، الضعفاء الکبیر للعقیلی ج ۱ ص ۱۴۳، کتاب المجروحین لابن حبان ج ۱ ص ۱۹۲، میزان الاعتدال للذہبی ج ۱ ص ۳۲۸، سلسلۃ الأحادیث الصحیحۃ للألبانی ج ۲ ص ۱۵

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

رہ گئے ابن حجر عسقلانیؒ فرماتے ہیں کہ "متروک ہے، ابن راہویہؒ نے اس کی تکذیب کی ہے"۔ علامہ ذہبیؒ فرماتے ہیں: "دارقطنیؒ وغیرہ نے اسے متروک بتایا ہے اور ازدیؒ کا قول ہے کہ کذاب ہے"۔ عمر بن صبیح کے تفصیلی ترجمہ کیلئے کشف الحثیث للحلبیؒ، الکامل فی الضعفاء لابن عدیؒ، تقریب التہذیب لابن حجرؒ، کتاب المجروحین لابن حبانؒ، میزان الاعتدال للذہبیؒ تنزیہ الشریعۃ المرفوعۃ لابن عراقؒ، سلسلۃ الاحادیث الضعیفۃ والموضوعۃ للألبانی اور سلسلۃ الاحادیث الصحیحۃ للألبانی وغیرہ[۴۸] ملاحظہ فرمائیں۔

(و) یہ حدیث عن یوسف بن عطیۃ الصفار عن ثابت عن انسؓ کے طریق سے مسنداً بھی مروی ہے جس کا تذکرہ علامہ حافظ ابن تیمیہؒ نے احادیث القصاص میں، علامہ زرکشیؒ نے "اللآلی المنثورۃ" میں، ملا علی قاریؒ نے علامہ زرکشیؒ کے حوالہ سے "الأسرار المرفوعۃ" میں اور علامہ اسماعیل عجلونیؒ نے کشف الخفاء میں کیا ہے۔

اس چھٹے طریق میں ایک راوی یوسف بن عطیہ الصفار ابوسہیل البصری ہے جو انتہائی ضعیف اور ناقابلِ احتجاج ہے۔ امام نسائیؒ فرماتے ہیں کہ "متروک الحدیث" ہے۔ علامہ ہیثمیؒ نے ایک مقام پر اسے "متروک" دوسرے مقام پر "ضعیف" اور ایک اور جگہ "ضعیف جداً" بتایا ہے۔ علامہ برہان الدین حلبیؒ کہتے ہیں کہ "اس کے ضعف پر اجماع ہے۔ فلاسؒ کا قول ہے کہ میرے علم میں نہیں ہے کہ وہ کذب بیانی کرتا ہو لیکن اس میں وہم پایا جاتا ہے"۔ علامہ ذہبیؒ بیان کرتے ہیں: "یحییٰؒ کا قول ہے کہ وہ کچھ بھی نہیں ہے۔ ابن عدیؒ فرماتے ہیں کہ اس کی احادیث عموماً غیر محفوظ ہوتی ہیں"۔ امام ذہبیؒ نے اس کی مناکیر میں سے تین احادیث

[۴۸] کشف الحثیث للحلبی ص۳۱۷، الکامل فی الضعفاء لابن عدی ج ۲ ص۲۰۳، تقریب التہذیب لابن حجر ج ۲ ص۵۹، کتاب المجروحین لابن حبان ج ۲ ص۸۸، میزان الاعتدال للذہبی ج ۳ ص۲۰۶-۲۰۷، تنزیہ الشریعۃ المرفوعۃ لابن عراق ج ۱ ص۹۱، سلسلۃ الأحادیث الضعیفۃ والموضوعۃ للألبانی ج ۲ ص۳۷۷۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کا ذکر کیا ہے۔ عقیلیؒ فرماتے ہیں: "امام بخاریؒ نے اسے منکر الحدیث بتایا ہے۔ یحییٰؒ نے اس کی ایک حدیث کا ذکر کرنے کے بعد لکھا ہے کہ اس حدیث کی اسناد ثابت نہیں ہیں۔" امام ابن حجر عسقلانیؒ نے بھی اسے "متروک" قرار دیا ہے۔ ابنِ حبانؒ فرماتے ہیں: "یہ وہ شخص ہے جو اسانید از خود بنا لیتا اور متونِ موضوعہ کو اسانید صحیحہ کے ساتھ گھڑ کر بیان کرتا ہے۔ اس کے ساتھ کسی طور پر بھی احتجاج جائز نہیں ہے۔" علامہ ابنِ تیمیہؒ، علامہ زرکشیؒ اور علامہ اسماعیل عجلونیؒ وغیرہ نے بھی ابنِ عطیہ کی تضعیف کی ہے۔ ابنِ عطیہ کے تفصیلی ترجمہ کے لیے "الضعفاء والمتروکون" للنسائیؒ، "تاریخ یحيٰی بن معینؒ"، "سؤالات محمد بن عثمانؒ"، "التاریخ الکبیر" للبخاریؒ، "التاریخ الصغیر للبخاریؒ"، "المعرفۃ والتاریخ للبسویؒ"، "الجرح والتعدیل" لابنِ ابی حاتمؒ، "الکامل فی الضعفاء لابن عدیؒ"، "الضعفاء والمتروکون للدارقطنیؒ"، "تہذیب التہذیب" لابن حجر، "تقریب التہذیب" لابن حجرؒ، "مجموع الضعفاء والمتروکین" للسیروان، "مجمع الزوائد" للھیثمیؒ، "تنزیہ الشریعۃ المرفوعۃ لابن عراقؒ"، "فہارس مجمع الزوائد" للزغلول، "کشف الحثیث للحلبیؒ"، "تاریخ روایۃ الدوریؒ"، "الضعفاء الکبیر" للعقیلیؒ "کتاب المجروحین لابن حبان"، "میزان الاعتدال" للذھبیؒ، "احادیث القصاص" لابن تیمیۃؒ، "اللآلی المنثورۃ" للزرکشیؒ، "کشف الخفاء للعجلونیؒ"، "سلسلۃ الأحادیث الضعیفۃ والموضوعۃ للألبانی اور سلسلۃ الأحادیث الصحیحۃ للألبانی وغیرہ کی طرف رجوع فرمائیں۔[۷۹]

اب زیرِ مطالعہ حدیث کے ان جملہ طرق پر بحث کرنے کے بعد چند مشہور ائمہ حدیث کے فیصلے بھی پیشِ خدمت ہیں۔

علامہ ابن جوزیؒ نے اپنی کتاب "الموضوعات" کے باب "مَنْ أَخْلَصَ أَرْبَعِيْنَ صَبَاحًا" میں حضرات ابو ایوب انصاریؓ، ابوموسیٰ

[۷۹] "الضعفاء والمتروکون" للنسائی ترجمہ ۲۱۵، تاریخ یحيٰی بن معین ج ۲ ص ۲۰۹، سؤالات محمد بن عثمان ۲۳، "التاریخ الکبیر للبخاری ج ۸ ص ۳۵۹"، "التاریخ الصغیر للبخاری ج ۲ ص ۲۲۳"، المعرفۃ والتاریخ للبسوی ج ۳ ص ۶۰، الجرح والتعدیل لابن ابی حاتم ج ۴ ص ۲۲۶، "الکامل فی الضعفاء" (باقی اگلے صفحہ پر)

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اشعریؒ اور ابن عباسؓ کی تینوں مرفوع روایات نقل کرنے کے بعد فرمایا ہے:
"یہ حدیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بیان کرنا صحیح نہیں ہے" یعنی امام ابن الجوزیؒ کے نزدیک یہ حدیث "موضوع" ہے۔ علامہ سمہودیؒ، حوت بیروتیؒ اور علامہ صنعانیؒ نے بھی امام ابن الجوزیؒ کی رائے سے اتفاق کیا اور توقیر فرمائی ہے۔ لیکن علامہ صنعانیؒ کی بیان کردہ روایت کے الفاظ اس طرح ہیں: "مَن أَخْلَصَ لِلّٰهِ أَرْبَعِيْنَ صَبَاحًا نَوَّرَ اللّٰهُ تَعَالٰى قَلْبَهٗ وَأَجْرٰى يَنَابِيْعَ الْحِكْمَةِ مِنْ قَلْبِهٖ عَلٰى لِسَانِهٖ" یہ روایت علامہ صنعانیؒ کے نزدیک "موضوع" ہے۔ علامہ ابن تیمیہؒ، علامہ زرکشیؒ، ملا علی القاریؒ، علامہ شیبانیؒ، علامہ شوکانیؒ، علامہ عجلونیؒ، علامہ عراقی، علامہ ابن عراق الکنانیؒ، علامہ سخاویؒ اور علامہ محمد ناصر الدین الألبانی حفظہ اللہ وغیرہ نے اسے "موضوع" کے بجائے "ضعیف" قرار دیا ہے۔ علامہ ذہبیؒ اُسے "باطل" قرار دیتے ہیں۔ علامہ سیوطی نے اس کے کچھ طرق کی تضعیف کی ہے اور کچھ کو اپنے موقف کی دلیل اور اثبات کے طور پر پیش کیا ہے۔
علامہ ابن عراق الکنانیؒ جامع رزین العبدری میں ابن عباسؓ سے مروی روایت کے متعلق حافظ

بقیہ حاشیہ: لابن عدی ج ۷ ص ۲۶۱، "الضعفاء والمتروکون" للدارقطنی ترجمہ ۶۰۱، تہذیب التہذیب لابن حجر ج ۱۱ ص ۲۱۹، "تقریب التہذیب" لابن حجر ج ۲ ص ۳۸۱، "مجموع الضعفاء والمتروکین" للسیروان ص ۲۳۷-۲۹۱، مجمع الزوائد للہیثمی ج ۳ ص ۱۳۶، ج ۷ ص ۲، ج ۱۰ ص ۲۰، "کشف الحثیث" للحلبی ص ۲۶۸، "تاریخ روایۃ الدوری" ۳۲۷۲، "الضعفاء الکبیر" للعقیلی ج ۲ ص ۲۵۵، "کتاب المجروحین" لابن حبان ج ۳ ص ۱۳۲، "میزان الاعتدال" للذہبی ج ۴ ص ۴۱۶-۴۱۷، فہارس مجمع الزوائد للزغلول ج ۳ ص ۴۳۰، "تنزیہ الشریعۃ المرفوعۃ" لابن عراق ج ۱ ص ۱۳۰، احادیث القصاص لابن تیمیہ ص ۷۰، "اللآلی المنثورۃ" للزرکشی ص ۱۳۷، کشف الخفاء للعجلونی ج ۲ ص ۲۹۲-۲۹۳، "سلسلۃ الأحادیث الضعیفۃ والموضوعۃ" للألبانی ج ۱ ص ۲۵۵، ج ۲ ص ۱۴، ج ۳ ص ۲۱۸، سلسلۃ الأحادیث الصحیحۃ للألبانی جلد ۱ ص ۸۵، جلد ۲ ص ۴۲۶۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

منذریؒ کا قول نقل فرماتے ہیں :" میں اس کی کسی صحیح اور حسن اسناد سے واقف نہیں ہوں مگر اس کا ذکر ضعفاء کی کتب مثلاً الکامل لابن عدیؒ وغیرہ میں ملتا ہے۔" ملا علی قاریؒ اس کے مرسل طریق کے متعلق فرماتے ہیں :" حدیث مرسل بھی عند الجمہور حجت ہے۔" حالانکہ آن مرحوم کا یہ دعویٰ انتہائی قابلِ گرفت ہے۔ جو لوگ " مصطلح الحدیث " سے بخوبی واقف ہیں ان پر یہ حقیقت پوشیدہ نہیں ہے کہ جمہور علمائے حدیث کے نزدیک حدیث مرسل کا شمار بھی ضعیف حدیث کی قسم میں ہی ہوتا ہے۔ چنانچہ علامہ محمد ناصر الدین الالبانی اور شیخ عزالدین بلیق وغیرہ نے اپنی تصانیف میں اس امر کی صراحت فرمائی ہے اور ظاہر ہے کہ ضعیف احادیث حجت نہیں ہوا کرتیں۔

مختصر یہ کہ مروج " چلہ کشی " کا جواز کسی صحیح حدیث سے ثابت نہیں ہے۔ نیز اس سے مزعومہ فضیلت و مقاصد کا حصول بالکل بے بنیاد اور لغویات ہے۔ چنانچہ علامہ ابن الجوزیؒ فرماتے ہیں :

" صوفیاء اور زاہدین کی ایک جماعت اس حدیث پر عمل کرتی ہے حالانکہ سرے سے یہ بات ثابت ہی نہیں ہے یہ لوگ آبادیوں سے کٹ کر ویران، خلوت کے مسکن اور خانقاہوں میں چالیس دن تک رہتے ہیں اور روٹی کھانے سے پرہیز کرتے ہیں۔ ان میں سے بعض صرف پھلوں پر ہی گزر کرتے ہیں یا ایسی اشیاء کھاتے ہیں جو روٹی کی بہ نسبت کم طاقت ور اور بدن کو ضعف پہنچانے والی ہوں۔ پھر چالیس دن پورے کرنے کے بعد اپنی خانقاہوں سے باہر نکل کر ہذیان کی باتیں کرنا شروع کر دیتے ہیں اور یہ گمان کرتے ہیں کہ وہ تمام لغویات اصلاً حکمت کی باتیں ہیں۔ اگر یہ حدیث صحیح ہوتی تو بھی اخلاص کا تعلق

؎ سلسلة الأحاديث الضعيفة والموضوعة للألباني جلد ۱ ص ۱۵، منهاج الصالحين من الأحاديث وسنة خاتم الأنبياء والمرسلين للشيخ عزالدين بليق ص ۲۹، طبع دار الفتح بيروت ۱۹۸۲ء۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

قصدِ قلب سے ہوتا نہ کہ جسمانی فعل سے[1]

عصرِ موجودہ میں "چلّہ کشی" کی یہ وبا صرف خانقاہوں اور ویران مقامات تک ہی محدود نہیں رہی ہے بلکہ برِصغیر کی ایک غیر منظم لیکن فعال بڑی دینی جماعت (تبلیغی جماعت) کے طریقۂ تبلیغ کا ایک لازمی جزو بن چکی ہے۔ چنانچہ زیرِ مطالعہ حدیث پر عمل کرتے ہوئے۔ اس جماعت کے وابستگان دین کی تبلیغ واشاعت کی غرض سے انتہائی خلوص اور دینی جذبہ سے سرشار ہو کر چالیس دن کے لیے اللہ کی راہ میں اپنے گھروں سے نکل پڑتے ہیں اور دور دراز مقامات کے سفر کی صعوبتیں برداشت کر کے کوچہ کوچہ پھر کر بندگانِ خدا کو نماز و روزہ وغیرہ کی تلقین کرتے ہیں جو شخص جتنی بار ان چلّوں میں شرکت کرتا ہے اتنا ہی زیادہ اُسے باسعادت اور خوش نصیب تصور کیا جاتا ہے۔ بعض لوگ ان تبلیغی چلّوں میں شرکت کو اس درجہ اہمیت دیتے ہیں کہ حقوق العباد، عائلی ذمہ داریوں، معاشی اور معاشرتی تقاضوں سے راہِ فرار اختیار کرتے ہوئے سب کچھ محض ڈوٹے جملے "توکل علی اللہ" اور "فی امان اللہ" کہہ کر اپنے گھروں سے نکل پڑتے ہیں۔ ایک بار گھر سے نکلنے کے بعد پے در پے کئی کئی چلّے کرتے چلے جاتے ہیں اور دور دراز شہروں (کبھی کبھی سمندر پار کئی کئی برِّاعظموں) کے سیر سپاٹے سے فارغ ہو کر سالہا سال بعد گھر لوٹتے ہیں، جو اس تبلیغی چلّہ کی انتہائی کریہہ، مذموم اور قابلِ نفرت صورت ہے۔

"چلّہ کشی" کے غیر مشروع ہونے پر جو بحث اور پیش کی جا چکی ہے اس کے بعد اب مزید کسی وضاحت و تفصیل کی نہ حاجت باقی ہے اور نہ گنجائش لہٰذا ہم علامہ اقبال مرحوم کے ایک شعر کے ساتھ ہی زیرِ نظر مضمون کو ختم کرتے ہیں۔

یہ معاملے ہیں نازک جو تری رضا ہو تو کر
کہ مجھے تو خوش نہ آیا یہ طریقِ خانقاہی[2]

وَآخِرُ دَعْوَانَا أَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰى رَسُولِهِ الْكَرِيمِ

---

[1] الموضوعات لابن الجوزی ج ۳ ص ۱۴۵

[2] "بالِ جبریل" مصنفہ علامہ اقبال ص ۲۸

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

قسط ۷ (پروفیسر محمد دین قاسمی)

اشتراکیت کی درآمد، قرآن کے جعلی پرمٹ پر

کارل مارکس اور لینن کی اشتراکیت اور پرویز صاحب کا نظامِ ربوبیت

سوشلزم یا کمیونزم کیا نظام ہے؟ پرویز صاحب نے اس سوال کا جواب بڑی تفصیل سے اپنی مختلف کتب میں دیا ہے۔

کمیونزم کا جو تجربہ روس میں ہو رہا ہے نوعِ انسانی کے لیے بدترین تجربہ ہے جس میں اوّل تو انسانی زندگی اور حیوانی زندگی میں فرق نہیں کیا جا سکتا، دونوں کی زندگی محض طبعی زندگی سمجھی جاتی ہے، جس کا خاتمہ موت کر دیتی ہے۔ لہٰذا اس میں انسانیت کے تقاضے، طبعی تقاضوں سے زیادہ کچھ نہیں سمجھے جاتے .... میں نے ایک مدت تک اس تحریک کا دقّتِ نظر سے مطالعہ کیا ...... اس مطالعہ کے بعد اس نتیجہ پر پہنچا کہ یہ تحریک انسانیت کی سب سے بڑی دشمن ہے، اس تصور سے میری روح کانپ اٹھتی ہے کہ اگر یہ نظام کہیں ساری دنیا پر مسلط ہو گیا تو اس سے وہ کس عذابِ الیم میں مبتلا ہو جائے گی۔

(نظامِ ربوبیت ص ۲۲)

سوشلزم کا نظام، نظامِ سرمایہ داری سے بھی زیادہ بدترین نتائج پیدا کرتا ہے وہ اس طرح کہ جب مختلف کارخانے (محنت گاہیں) مختلف مالکوں کے ہوں تو کم از کم مزدور کو یہ ذہنی اطمینان ضرور حاصل رہتا ہے کہ اگر اس کارخانہ میں حسبِ پسند کام اور اجرت نہ ملے گی تو میں کسی اور جگہ کام تلاش کر لوں گا، لیکن سوشلزم میں چونکہ

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تمام محنت گاہوں کا مالک ایک ہی ہوتا ہے یعنی حکومت، اس لیے مزدور سے یہ ذہنی اطمینان بھی چھن جاتا ہے اور وہ اپنے آپ کو بے بس قیدی سمجھنے لگ جاتا ہے۔ (نظامِ ربوبیت ص۳۷۶)

★ ــــ اگر محنت کش، نظامِ سرمایہ داری میں اپنے آپ کو مجبور پاتا تھا تو سوشلزم میں مجبور تر سمجھتا ہے اور یہی چیز اس نظام کی ناکامی کی بنیادی وجہ ہے، محنت کش سے یہ کہنا کہ ــــ جو کچھ ہم تمہیں دیتے ہیں تمہیں اس پر کام کرنا ہوگا، طوعاً نہ کروگے تو کرہاً کرایا جائے گا۔ اور تم اُسے چھوڑ کر کہیں اور جا بھی نہیں سکتے۔ کیونکہ رزق کے تمام دروازوں پر ہمارا ہی کنٹرول ہے" ــــ یہ ایسا جہنم ہے جس کی مثال کہیں نہیں مل سکتی۔ (نظامِ ربوبیت ص۴۳۷)

★ ــــ روس کا تجربہ شاہد ہے کہ انھوں نے عوام کو (محتاجوں اور غریبوں کو) یہ کہہ کر کہ ــــ اٹھو اور امیروں کو لوٹ لو، ان کی دولت و حشمت کے مالک تم بن جاؤ گے" ــــ انہیں بے پناہ قربانیوں کے لیے آمادہ کر دیا، انھوں نے اس نشہ سے مدہوش ہو کر ہنگامی طور پر وہ کچھ کر دیا جسے دیکھ کر دنیا انگشت بدنداں رہ گئی، لیکن جب ان کا نشہ اُتر گیا تو ایثار و قربانی کا وہ جذبہ بھی ختم ہوگیا، اس کے بعد جب ان محنت کشوں سے کہا گیا کہ ــــ "تم زیادہ سے زیادہ محنت کرو اور اس میں سے بقدر اپنی ضرورت کے لے لو" ــــ تو انہوں نے کہا ــــ "سرکار! پھر اس میں اور قدیم نظامِ سرمایہ داری میں کیا فرق ہے؟ اس میں کارخانہ دار ہم سے زیادہ سے زیادہ محنت کرواتا تھا اور ہمیں بقدرِ ضروریات کے دیتا تھا، یہی کچھ اب آپ کرنا چاہتے ہیں، ہم ایسا کیوں کریں؟" ــــ اس کا کوئی اطمینان بخش جواب ان کے پاس نہ تھا، انھوں نے اپنا نظام قائم رکھنے کے لیے ڈنڈے سے کام لینا چاہا، یہ کچھ وقت کے لیے تو چلا لیکن پھر ناکام رہ گیا۔ کوئی

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نظام قوت کے بل پر مسلسل نہیں چل سکتا۔ اس لیے مجبور ہو کر روس والوں کو اپنے نظام میں تبدیلی کرنا پڑی۔[۱]

(نظامِ ربوبیت ص ۲۹۴)

★ —— پردہ اٹھا کر دیکھئے تو اس (سوشلزم ۔ قاسمی) کے پیکر میں سرمایہ داری ہی کی روح کارفرما نظر آئے گی، فرق صرف اصطلاحات کا ہوگا۔ نظام سرمایہ داری میں وسائلِ پیداوار افراد کی ملکیت میں رہتے ہیں۔ سوشلزم میں یہ وسائل افراد کے اس گروہ کے ہاتھ میں آ جاتے ہیں جو مملکت کے اقتدار پر قابض ہو جاتا ہے۔ غریب محنت کش ویسے کا ویسا ہی محتاج و محکوم رہتا ہے۔ اسی حقیقت کے پیشِ نظر اقبالؒ نے کہا تھا کہ:

؎ نظامِ کار اگر مزدور کے ہاتھوں میں ہو پھر کیا
طریق کوہکن میں بھی وہی حیلے ہیں پرویزی

(تفسیر مطالب الفرقان ج ۱ ص ۱۱۷)

★ —— اس نظام (سوشلزم) میں محنت کش کی حالت پہلے سے بھی بدتر ہو گئی ہے۔ پہلے اگر اس کی ایک مالک سے نہیں بنتی تھی تو وہ اُسے چھوڑ کر کسی اور کی ملازمت اختیار کر لیتا تھا۔ اب چونکہ وسائلِ رزق پر کلی اجارہ داری اسٹیٹ کی ہوتی ہے۔ اس لیے وہ اس کا دروازہ چھوڑ کر کہیں اور جا ہی نہیں سکتا۔ یہ ملوکیت کی بدترین شکل ہے، یہی وہ جہنم ہے جس کے متعلق قرآن نے کہا ہے کہ كُلَّمَا أَرَادُوا أَنْ يَخْرُجُوا مِنْهَا مِنْ غَمٍّ أُعِيدُوا

---

[۱] یہ تبدیلی کیا تھی؟ پرویز صاحب اسے بیان نہیں کریں گے۔ کیونکہ یہ ان کے خودساختہ "نظامِ ربوبیت" کے خلاف ہے ۔ یہ تبدیلی یہ تھی کہ "مفادِ خویش" کے جذبہ کو تحریک دینے کے لیے چھوٹے پیمانے پر ذاتی ملکیت کے اصول کو رواج دیا گیا۔ اسے واشگاف الفاظ میں بیان کرنا تو درکنار اشارے کنائے سے بھی اُسے ذکر کرنے سے پرویز صاحب نے جس وجہ سے گریز کیا ہے وہ ناقابلِ فہم نہیں ہے۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فِيهَا (الحج - ۲۲) جب وہ غم واندوہ کے اس عذاب سے چھٹکارا حاصل کرنے کے لیے اس سے نکلنے کا ارادہ کریں گے تو انہیں پھر اس میں دھکیل دیا جائے گا۔"

(تفسیر مطالب الفرقان ج ۱، ص ۱۱۷)

اشتراکیت کے اس نظام کو "غم و اندوہ کا عذاب" "جہنم کا نمونہ" "ملوکیت کی بدترین شکل" اور نہ جانے کیا کچھ قرار دینے کے بعد، یہ بھی فرماتے ہیں کہ:

★ —— "جہاں تک کمیونزم کے معاشی نظام کا تعلق ہے وہ قرآن کے تجویز کردہ معاشی نظام کے مماثل ہے۔"

(نظامِ ربوبیت، ص ۳۵۸)

★ —— اس وقت کمیونزم کی طرف سے دنیا کے سامنے اس کا معاشی نظام پیش کیا جا رہا ہے۔ اس کا فلسفہ نہیں، اس نظام کے متعلق بدلائل و شواہد بتایا جا رہا ہے کہ یہ سرمایہ دارانہ نظام کے مقابلہ میں انسانیت کے لیے آیۂ رحمت ہے۔ اور یہ واقعہ بھی ہے[1]۔

(نظامِ ربوبیت، ص ۳۹۸)

★ —— دوسری طرف کمیونزم ہے جس کا نظام تو قرآنی نظام کے مماثل ہے لیکن اس کا فلسفۂ حیات، قرآنی فلسفۂ زندگی کی نقیض ہے۔"

(نظامِ ربوبیت ص ۴۰۶)

مودودی پرویز

یہاں ایک بات قابلِ غور ہے۔ پرویز صاحب کا باصرار یہ دعویٰ ہے کہ قرآن کا معاشی نظام اور اشتراکیت (خواہ اس کا نام مارکسزم ہو، سوشلزم ہو یا کمیونزم ہو) کا نظام باہم مماثل ہیں۔ لیکن دوسری طرف، جمہور علماء کی

---

[1] اسی آیۂ رحمت" نظام کے متعلق، پرویز صاحب اسی کتاب کے شروع میں فرما چکے ہیں کہ "کمیونزم کا جو تجربہ روس میں ہو رہا ہے نوعِ انسانی کے لیے بدترین تجربہ ہے۔۔۔ میں نے ایک مدت تک دقتِ نظر سے مطالعہ کیا۔۔۔۔ اس نتیجہ پر پہنچا کہ یہ تحریک انسانیت کی سب سے بڑی دشمن ہے۔ اس تصور سے میری روح کانپ اٹھتی ہے کہ اگر یہ نظام کہیں ساری دنیا پر مسلط ہو گیا تو اس سے وہ کس عذاب الیم میں مبتلا ہو جائے گی۔

(نظامِ ربوبیت ص ۲۲)

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہمنوائی میں مولانا مودودیؒ صاحب یہ فرماتے ہیں کہ (۱) اسلام اور سرمایہ دارانہ نظام کے فلسفہ ہائے حیات میں بھی مکمل منافات پائی جاتی ہے اور (۲) فلسفۂ حیات کے علاوہ دونوں کے اصول وارکان میں بھی بونِ بعید ہے۔ صرف ایک چیز دونوں میں مشترک ہے اور وہ ہے ذاتی ملکیت کا حق۔ بقول مولانا مودودیؒ یہ حق اسلام میں بھی مسلّم ہے اور نظامِ سرمایہ داری میں بھی۔ لیکن صرف اتنی بات پر جناب پرویز صاحب کے نزدیک علماء کرام اور مودودی صاحب کا تصورِ اسلام "سرمایہ دارانہ" ہو جاتا ہے۔ لیکن خود پرویز صاحب مارکسزم کے پورے معاشی نظام کو برملا اسلام کے معاشی نظام کے مماثل قرار دینے کے باوجود نہ تو مارکسسٹ کہلوانا پسند کرتے ہیں اور نہ ہی سوشلسٹ یا کمیونسٹ اور نہ ہی اپنے پیش کردہ نظام کو اشتراکی نظام کہنے کے لیے تیار ہیں۔ بلکہ وہ اسے خود اپنی طرف سے ایک نام دیتے ہیں ـــــ "نظامِ ربوبیت" لیکن اس لیبل کے پیچھے جو کچھ ہے وہ اشتراکیت کے سوا کچھ نہیں ہے۔

یہ ستم ظریفی بھی قابلِ داد ہے کہ جب وہ اشتراکیت کی ایک ایک شق کو مطابقِ قرآن ثابت کرنے پر تل جاتے ہیں۔ تو خود انہیں بھی احساس ہے کہ لوگ یہ کہے بغیر نہیں رہ سکتے کہ ـــــ "یہ تو بالکل کمیونزم ہی ہے۔ جسے قرآن کا نام لے کر پیش کیا جا رہا ہے۔" نہیں بلکہ ـــــ "دراصل یہ تو عین اشتراکیت ہی ہے جسے اسلام کا لیبل لگا کر پیش کیا جا رہا ہے"، تو وہ پہلے تو انہیں "سطح بین لوگ" قرار دیتے ہیں اور پھر انہیں جہالت اور بے علمی کا یہ طعنہ دیتے ہیں کہ۔ "تم نہ تو قرآن ہی کو جانتے ہو اور نہ ہی اشتراکیت کو۔ تم جاہل مطلق ہو، بھلا علم کی ان باتوں سے تمہیں کیا سروکار؟"

"جو کچھ قرآنِ مجید سے میں سمجھا ہوں وہ یہی ہے کہ قرآن کسی کے پاس فاضلہ دولت نہیں رہنے دیتا۔ اور وسائلِ پیداوار پر خواہ وہ فطری ہوں یا مصنوعی، کسی کی ذاتی ملکیت کے اصول کو تسلیم نہیں کرتا، خواہ ملکیت افراد کی ہو یا اسٹیٹ کی۔ اس مقام پر اکثر سطح بین حضرات فوراً کہہ اٹھیں گے کہ ـــــ یہ عجیب بات ہے کہ میں ایک طرف کمیونزم کو انسانیت کا بدترین دشمن قرار دیتا ہوں اور دوسری طرف اسلام، جو کچھ پیش کرتا ہے، اُسے اشتراکیت پیش کرتی ہے،

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نوعِ انسانی کے حق میں آبِ حیات تصور کرتا ہوں، بعض لوگ شاید اس سے بھی آگے بڑھیں اور کہیں کہ جو کچھ میں نے لکھا ہے، یہ اشتراکیت ہی ہے۔ جسے اسلام کا لیبل لگا کر پیش کیا جا رہا ہے۔ جیسا کہ آپ تمن کتاب میں دیکھیں گے، اس قسم کی باتیں، ان لوگوں کی طرف سے پیش کی جاتی رہی ہیں جو نہ یہ جانتے ہیں کہ کمیونزم کیا ہے اور نہ یہ کہ اسلام کیا ہے؟"

(نظامِ ربوبیت صـ ۲۳)

اعتذار

گزشتہ ماہ (مئی) کے شمارہ "محدث" میں شائع کئے جانے والے شیخ الحدیث حافظ ثناء اللہ مدنی حفظہ اللہ کے مضمون بعنوان "تقابلِ ادیان" کے صفحہ ۵۸۷ پر تحریر شدہ قول "اَلْاِسْنَادُ سِلَاحُ الْمُؤْمِنِ" کہ "سند مومن کا ہتھیار ہے۔ عبداللہ ابن المبارکؒ کی طرف غلط منسوب کر دیا گیا ہے۔ جس پر ادارہ معذرت خواہ ہے۔

دراصل یہ قول سفیان ثوریؒ کا ہے۔ جو "جامع الاصول" کے مقدمہ میں مندرج ہے۔ جبکہ عبداللہ ابن المبارکؒ کا صحیح قول مقدمہ "صحیح مسلم" میں بایں الفاظ منقول ہے اَلْاِسْنَادُ مِنَ الدِّیْنِ وَلَوْلَا الْاِسْنَادُ لَقَالَ مَنْ شَآءَ مَا شَآءَ یعنی سند دین کا جزء ہے اگر سند نہ ہوتی تو جو جی چاہتا جیسے چاہتا بات ہانک دیتا۔

قارئینِ "مُحَدِّث" ادارہ کے اس تساہل کو نظر انداز کرتے ہوئے تصحیح فرمالیں شکریہ!

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تاریخ و سیر

شاہ بلیغ الدین

مردِ مجاہد

حضرت طفیل بن عمرو دوسی رضی اللہ عنہ

وہ مشہور شاعر بھی تھے اور قبیلے کے سردار بھی! دونوں ہی باتیں ایسی تھیں کہ ان کا بڑا مان تھا۔ مان بھی ایسا کہ دور دور کے لوگ انہیں ہاتھوں ہاتھ لیتے اور عزت سے بٹھاتے تھے۔ یہ جنوب کے رہنے والے تھے یعنی علاقہ یمن کے۔

لیکن جب بھی مکہ جاتے اُن کی بڑی آؤ بھگت ہوتی۔ سینکڑوں میل دور سے یہ اس زمانے میں مکہ جاتے جب وہاں بتوں کی یاترا ہوتی۔ اس موقع پر قبیلے قبیلے کے لوگ دیکھنے میں آتے بھانت بھانت کی بولیاں سننے میں آتیں۔ ساتھ ہی خاصہ لین دین بھی ہو جاتا۔ کوئی بڑا آدمی ہوتا کسی قبیلے کا سردار تو اس موقع پر اس کی بڑی عزت کی جاتی۔ اُس زمانے میں چونکہ شاعروں کی کچھ زیادہ ہی عزت تھی اِس لئے ایسے لوگ اور بھی زیادہ عزت کے مستحق سمجھے جاتے جو شعر کہتے اور شعر کی خوبیوں کو پرکھ سکتے تھے۔

ایک محتاط اندازے کے مطابق اسوقت ڈیڑھ سو سے کچھ زیادہ مرد اور عورتیں مسلمان ہو چکی تھیں اور اعلانِ نبوت کو چھ سال سے کچھ زیادہ ہی کا عرصہ گزر چکا تھا۔ حضرت حمزہؓ اور حضرت عمرؓ بھی ایمان لا چکے تھے۔ یہ وہ زمانہ ہے جب حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم مکہ معظمہ کی قریبی آبادیوں میں تبلیغ کے لئے اکثر تشریف لے جایا کرتے۔ خاص کر میلوں ٹھیلوں کے موقعوں پر یاتریوں سے ضرور ہی خطاب فرماتے۔ اُدھر مکّہ کے مشرک بھی ہر بات پر نظر رکھتے تھے۔ جہاں حضورِ اکرم صلّی اللہ علیہ وسلم جاتے وہاں یہ لوگ بھی پہنچ جاتے اور اپنے پروپیگنڈے کی مہم تیز سے تیز تر کر

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

دیتے۔ کبھی ابو لہب آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) کے پیچھے پیچھے دھول اڑاتا جاتا کبھی نضر بن حارث اِن یاترا پر آنے والوں کے پاس پہنچ جاتا۔ نضر حیرہ کا رہنے والا تھا۔ فارس کے علاقے میں بھی رہ چکا تھا۔ مختلف قوموں کی عبادت کے طریقے دیکھ چکا تھا۔ اس لئے کہتا کہ —— جب تم لوگ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی باتیں سنتے ہو تو میری بھی سنو! میں کہاں ان سے کم ہوں۔ کبھی ایک عیسائی غلام جبر کا نام لے کر دشمنانِ دین پروپیگنڈہ کرتے کہ یہ جو محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے کلام کے نام سے آیتیں سناتے ہیں اور پچھلی قوموں کی تاریخ سنا کر عذاب الٰہی سے ڈراتے ہیں یہ ساری گھڑی ہوئی باتیں ہیں جو انھیں جبر بتاتا ہے! یہ پروپیگنڈہ حد سے بڑھ گیا تو وہ آیتیں نازل ہوئیں جن کا مطلب ہے —— "اور ہم جانتے ہیں کہ یہ لوگ کہتے ہیں کہ ایک شخص آپ کو آیات قرآنی کی تعلیم دیتا ہے لیکن جس کی جانب یہ لوگ اشارہ کرتے ہیں اُس کی زبان تو عجمی ہے اور یہ (قرآن) صاف عربی زبان میں ہے۔

اسی زمانے میں یاترا کے لئے طفیل بن عمرو دوسی مکہ پہنچے۔ وہی جن کے ساتھ ۷ھ ہجری میں حضرت ابو ہریرہ اور قبیلہ دوس کے اَسّی (۸۰) آدمی ایمان لے آئے۔ اِن بزرگوں نے خیبر جا کر اسلام قبول کیا تھا کیونکہ اُس زمانے میں خیبر کی لڑائی ہو رہی تھی اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم وہیں ٹھہرے ہوئے تھے۔

طفیل بن عمرو مکہ پہنچے ہی تھے کہ کچھ لوگ اُن کے پاس آئے۔ آتے ہی مسافر کو پکڑا اور بولے کہ —— آپ کے بھلے کی بات کہتے ہیں مانیں یا نہ مانیں آپ کی مرضی! یہاں ایک صاحب نے ہم میں پھوٹ ڈال رکھی ہے۔ ہم لوگ ان سے بہت تنگ ہیں۔ اُن کی زبان میں کچھ ایسا جادو ہے اور باتوں میں ایسی تاثیر کہ اپنے کام کے لئے وہ باپ بیٹے میں بھائی بھائی میں اور ماں بیٹی میں جدائی ڈال دیتے ہیں، شوہر کو بیوی سے چھڑا دیتے ہیں۔ اُن کے گنوں کی کیا تعریف کریں۔ بس یہ

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سمجھ لیجئے کہ ان سے دور رہنے میں ہی عافیت ہے۔ کانوں میں اُن کی آواز پڑ ہی نہیں کہ خیالات بگڑے نہیں۔ آپ ہمارے معزز مہمان اور بڑے مرتبے والے آدمی ہیں اس لئے آپ کو خبردار کر دینا ہمارا فریضہ ہے آگے آپ کی مرضی! یہ ٹولا ولید بن مغیرہ کے مشورے پر کام کر رہا تھا۔ ولید بن مغیرہ سردارانِ قریش کا سربراہ تھا اور ابوجہل کا چچا۔ دونوں چچا بھتیجے اسلام دشمنی میں اندھے ہو گئے تھے۔

طفیلؓ کو بڑا دوستانہ مشورہ دیا گیا تھا کہ نہ رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے ملیں نہ آپؐ سے بات کریں۔ وہ ان لوگوں کے کہنے میں آگئے بلکہ اس حد تک ڈر گئے کہ کہیں سے روئی لے کر جلدی سے اپنے کانوں میں ٹھونس لی کہ کوئی ایسی ویسی بات کان میں نہ پڑ جائے اور پُورا اہتمام کیا کہ نبی برحق کے سائے سے بھی بچیں۔

ہونے والی بات تو ہو کر ہی رہتی ہے۔ اللہ کا کرنا کیا ہوا کہ ایک دن کانوں میں روئی ٹھونسے حضرت طفیل بن عمرو دوسیؓ حرمِ کعبہ کی طرف سے گزر رہے تھے کہ دیکھا کہ وہی ذاتِ بابرکات جس سے ملنے سے روکا گیا تھا سامنے تھی۔ حضرت ختمی مرتبت صلی اللہ علیہ وسلم اُس وقت خانۂ کعبہ میں نماز پڑھ رہے تھے طفیلؓ نے چوری چھپے آپ کو دیکھا اور بار بار دیکھا۔ ان کے دل نے کہا — یہ آفتاب و ماہتاب چہرہ کسی بُرے آدمی کا ہو ہی نہیں سکتا۔ حضرت عمرؓ کے ایمان لانے کے بعد سے اب مسلمان گھاٹیوں میں چھپ کر یا گھروں میں رہ کر نماز نہ پڑھتے بلکہ اب کھلے عام عبادت کرنے لگے تھے۔ قدرت کے ڈھنگ نرالے ہوتے ہیں۔ نہ کوئی احتیاط دوسی سردار کے کام آئی نہ کانوں میں ٹھسی ہوئی روئی۔ اس آواز کو روک سکی، جو برحق تھی۔ آتے جاتے طفیل بن عمرو دوسیؓ کے کان میں کچھ آیتیں پڑ گئیں، جن کی حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم تلاوت فرما رہے تھے۔ اللہ کا کلام سنتے ہی اُن کے قدم رک گئے۔ قدم کیا رُکے دل بے قابو ہو گیا۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اُنھوں نے سوچا ـــــ یہ بھی خوب رہی کہ میں کانوں میں روئی ٹھونسے پھر رہا ہوں حالانکہ میں خود شاعر ہوں، شعر کی خوبی کو پرکھ سکتا ہوں، اچھے بُرے کلام کی مجھے پہچان ہے۔ آخر میں یہ کلام کیوں نہ سنوں جسے کلامِ حق کہا جاتا ہے؟ کوئی خوبی ہو گی تو داد دوں گا۔ انصاف کا تقاضا یہی ہے ورنہ میرا کیا بگڑتا ہے بغیر کسی توجہ کے آگے بڑھ جاؤں گا۔ خوب سوچ کر اُنھوں نے کانوں میں سے روئی نکال پھینکی اور وہاں کھڑے دھیان سے کلام اللہ کی آیتیں سنتے رہے ـــــ خدا کی دین ہے جس کو نصیب ہو جائے ـــــ دوسی سردار کا دل ایسا بدلا کہ کچھ اور سُننے کے لئے تڑپنے لگا۔ حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نماز ختم کر کے چلے تو پیچھے پیچھے طفیل بن عمرؓ و دوسی بھی چلے۔ کاشانۂ نبوت پر پہنچے تو مشرکین کی ساری گفتگو سنا کر بولے ـــــ اب آپ مجھے دینِ حق کی باتیں بتائیں! میں غور سے آپ کی ایک ایک بات سنوں گا۔ افسوس کہ میں کافروں کی باتوں میں آگیا! اللہ کے رسولؐ نے اُن کی تڑپ دیکھی تو دینِ حق کی باتیں سنائیں۔ حضرت طفیلؓ سر جھکائے ادب و عقیدت سے ایک ایک بات سنتے رہے۔ باتیں ختم ہوئیں، تو بولے ـــــ اللہ کا شکر ہے کہ میں کفر کے دام سے بچ گیا آپ کا دستِ حق پرست عطا ہو تو ایمان لے آؤں!

حضرت طفیل بن عمرو دوسیؓ ایمان لے آئے تو بولے ـــــ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! خدا نے اپنی مہربانی سے مجھے اپنے قبیلے کا سردار بنایا ہے۔ اب اگر اجازت ہو تو میں وطن جا کر اپنے لوگوں کو اللہ کا پیغام سناؤں! سرورِ کونین صلی اللہ علیہ وسلم نے اجازت مرحمت فرمائی اور دعائیں دے کر رخصت کیا۔

گھر سے نکلے تو طفیل بت پرست تھے گھر پہنچے تو خدا پرست تھے۔ اپنے قلعے میں قدم رکھنے بھی نہ پائے تھے کہ باپ دوڑے دوڑے آئے۔ ہونہار بیٹا دور کے سفر سے آیا تھا۔ گلے لگانا چاہتے تھے۔ بیٹا خود بھی قدم بوسی کے لئے بے چین تھا لیکن اب

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ذہن کی کیفیت کچھ بدلی ہوئی تھی۔ حضرت طفیلؓ چلا کر بولے ــــــ حضرت والا! اب آپ مجھ سے ذرا دور رہیں! باپ نے بڑی حیرت سے پوچھا ــــــ بیٹا! کیا بات ہے؟ بیٹے نے کہا ــــــ آپ کے اور میرے درمیان ایک بڑی دیوار حائل ہوگئی ہے باپ نے پوچھا ــــ وہ کون سی! بیٹے نے کہا ــــــ بت پرستی کی! میں تو مکے سے مسلمان ہو کر لوٹا ہوں! بیٹا بڑا قابل اور بڑا چہیتا بیٹا تھا۔ باپ نے دینِ حق کی کچھ باتیں سنیں پھر سوچا ایسا اچھا بیٹا تو گمراہ نہیں ہو سکتا۔ اس لیے بے اختیار باپ نے کہا ــــ بیٹا جو دین تمہارا وہی دین میرا! باپ مسلمان ہو گئے تو حضرت طفیلؓ کو بڑی خوشی ہوئی۔ گھر میں خدا کا نور پھیلنے لگا تھا۔ اب شریکِ حیات کا نمبر تھا۔ نیک دل بی بی نے شوہر سے کہا ــــــ جو کچھ آپ نے طے کیا ہے وہ یقیناً بہتر ہوگا۔ میں بھی آج سے ایمان لے آئی!

جو کامیابی حضرت طفیلؓ کو اپنے گھر میں ہوئی وہ قبیلے میں حاصل نہ ہو سکی لوگوں نے اپنا دین چھوڑنے سے انکار کر دیا۔ جب انھوں نے دیکھا کہ ان کی آواز بے اثر ثابت ہو رہی ہے تو خدمتِ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم میں مکہ پہنچے۔ حالات عرض کیے اور التجا کی کہ ــــــ آپ میرے قبیلے کے لئے دعا فرمائیں! زبانِ رسالت سے ارشاد ہوا کہ ــــــ خداوند! دوس کو ہدایت دے اور اس پر ابرِ رحمت نازل فرما! دعا مانگ چکے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ ــــــ واپس جاؤ اور نرمی اور محبت سے لوگوں کو اسلام کی طرف بلاؤ! ارشادِ ربانی ہے اُدْعُ اِلٰی سَبِیْلِ رَبِّکَ بِالْحِکْمَةِ وَالْمَوْعِظَةِ الْحَسَنَةِ وَجَادِلْهُمْ بِالَّتِیْ هِیَ اَحْسَنُ ۔ (اے پیغمبر!) لوگوں کو نرمی اور دلآویزی سے اپنے پروردگار کے راستے کی طرف بلاؤ اور جب بحث کا موقع آئے تو اچھا طریقہ اختیار کرو۔ اب جو حضرت طفیلؓ لوٹ کر آئے تو حالات ہی کچھ اور ہو گئے۔ لوگ اسلام اور ایمان کی باتیں سننے دور دور سے کھنچے چلے

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

آتے اور آوازۂ حق سُن کر کلمۂ شہادت پڑھتے۔

حضرت طفیلؓ وطن میں رہتے تو مکہ کے حالات معلوم کرنے کے لئے سخت بے چین رہتے۔ جب معلوم ہوا کہ مشرکین کی زیادتیاں بڑھتی جا رہی ہیں اور حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی کو خطرہ لاحق ہے تو فوراً خدمتِ نبویؐ میں پہنچے۔ دوس میں ان کا اپنا قلعہ بڑا مضبوط تھا۔ صحیح مسلم میں ہے حضرت طفیلؓ نے درخواست کی کہ ——— آپ میرے قلعے میں منتقل ہو جائیں۔ حفاظت کے سارے انتظامات میں خود کروں گا! یہ ان دنوں کی بات ہے جب ہجرت کا حکم آنے ہی والا تھا۔ یہ شرف تو طیبہ کو حاصل ہونا تھا کہ خدا کا برگزیدہ پیغمبر ہجرت کر کے وہاں تشریف لے جائے۔ اس لئے سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم نے اس دعوت کو قبول نہ فرمایا۔

حضرت طفیلؓ ہجرت کے ساتویں برس اپنا وطن چھوڑ کر ہجرت کے ارادے سے نکلے۔ آپؓ کے ساتھ اسّی افراد اور بھی تھے۔ مدینہ پہنچے تو معلوم ہوا کہ حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم خیبر میں ہیں۔ حضرت طفیلؓ وہاں پہنچے۔ خیبر کی لڑائی میں انہی صحابۂ کرام کو شریک رکھا گیا تھا جو صلح حدیبیہ کے موقع پر بیعتِ رضوان میں شریک تھے لیکن حضرت طفیل بن عمرو دوسیؓ کو یہ منزلت حاصل ہوئی کہ اللہ کے رسولؐ نے تمام دوسیوں کو اسلامی لشکر میں داخل کر دیا۔ یہ سب کے سب دائیں جانب کے دستے میں متعین ہوئے۔ ابنِ سعد لکھتے ہیں خیبر کی غنیمت سے بھی انھیں حصہ ملا۔ خیبر فتح کر کے مسلمان لوٹے تو حضرت طفیلؓ بھی اپنے ساتھیوں کے ساتھ مدینہ چلے آئے پھر حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے جیتے جی مدینے سے باہر نہیں گئے۔

فتح مکہ کے موقع پر انھیں مجاہدِ اعظم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ رہنے کی عزت حاصل ہوئی۔ طائف کے محاصرے میں نہ صرف یہ کہ شریک رہے بلکہ حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم سے حضرت طفیلؓ اس موقع پر یمن گئے اور اپنے ساتھ چار سو

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بہادروں کی ایک جمعیت لائے آئے جو سازوسامان سے لیس تھی۔ ان کے آنے کے بعد لڑائی میں منجنیقوں اور دبابوں کو بھی استعمال کیا گیا۔ دوسی اس میں مہارت رکھتے تھے اس موقع پر اللہ کے رسولؐ نے کچھ صحابہ کرامؓ کو جرش (جُرَش) روانہ کیا تھا۔ یاقوت نے لکھا ہے کہ یہ یمن میں دفاعی صنعت کا بہت بڑا مرکز تھا۔ یہاں بڑے بڑے منجنیق بنائے جاتے تھے۔ حضرت طفیلؓ کے ساتھ صحابہ کرام کو نئی جنگی تیکنیک سیکھنے کے لیے وہاں بھیجا گیا تھا۔

انساب الاشراف میں بلاذری نے لکھا ہے کہ جرش میں تربیت حاصل کرنے والے صحابہ کرامؓ میں عروہ بن مسعود ثقفیؓ اور غیلان بن مسلمہؓ کے علاوہ حضرت خالد بن سعید بن عاصؓ شامل تھے۔ وہ اپنے ساتھ ایک دبابہ بھی لے آئے تھے۔ یہ ایک محفوظ اور ہتھیار بند گاڑی ہوتی تھی۔ جس میں بیٹھ کر سپاہی دشمنوں کے قلعوں کے نیچے پہنچ جاتے تھے۔ یہ لکڑی اور چمڑے سے بنائی جاتی تھی۔

جُرش اس زمانے میں اسلامی مملکت میں شامل نہیں ہوا تھا۔ طائف فصیلوں سے گھرا ہوا اور بڑا محفوظ شہر تھا۔ مضبوط فصیلوں کو توڑنے کے لیے خاص طرح کی منجنیقیں درکار تھیں۔ اللہ کے رسولؐ نے یہ منجنیقیں منگوائیں اور صحابہؓ کے تربیت یافتہ دستے کو اس کام پر لگایا۔ اللہ تعالیٰ کا جو حکم سورۂ انفال میں ہے کہ ـــــ ہر محاذ پر پوری طیاری کے ساتھ ڈٹے رہو! اس کی تعمیل اسی طرح ہو سکتی ہے کہ ہم جہاں سے مل سکے جدید ٹیکنالوجی حاصل کریں۔

حضرت ابوبکر صدیقؓ کے دور میں اسلام لا کر پھر جانے والوں کا جو فتنہ شروع ہوا اُسے دبانے میں حضرت طفیلؓ نے بڑی سرگرمی سے حصہ لیا۔ طُلیحہ اور اَسوَد عنسی نے پیغمبری کا دعوی کر رکھا تھا۔ ان جھوٹے نبیوں کا قلع قمع کر کے حضرت طفیلؓ مسیلمہ

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کذاب کے خلاف صف آرا ہوئے جھوٹے نبیوں میں مسیلمہ سب سے زیادہ طاقت ور تھا اور بہت سے لوگ صرف اسلام دشمنی کی خاطر اُس کی مدد کر رہے تھے۔

سنہ ۱۱ ہجری میں یمامہ میں مسیلمہ سے جو لڑائی ہوئی اُس میں حضرت طفیلؓ شریک تھے۔ ساتھ اپنے بیٹے عمرو کو بھی لے گئے تھے۔ دونوں دین کی راہ میں بے جگری سے لڑتے رہے۔ مؤرخین کا خیال ہے اس وقت تک جتنی لڑائیاں ہوئی تھیں اُن میں یہ سب سے زیادہ سخت لڑائی تھی۔ استیعاب کی روایت ہے اسی لڑائی میں یہ مردِ مجاہد بہادری کا حق ادا کر کے اللہ کو پیارا ہوا۔ بعض مؤرخین نے جنگِ یرموک میں ان کی شہادت لکھی ہے۔

شعر و ادب جناب عبدالرحمٰن عاجز

صدائے حق سے بزمِ کفر میں محشر بپا کر دے

الٰہی وہ بصیرت دیدہ و دل کو عطا کر دے،
جو شب کو روزِ روشن، آگہی کو رہنما کر دے!

مجھے کچھ اس طرح ساغر کشِ صبر و رضا کر دے،
کہ غم، ہر ناتوانی کو توانائی عطا کر دے!

رہوں محفوظ دشمن سے کروں میں دوست کی عزت
خدا دشمن سے واقف، آشنا سے آشنا کر دے

ہر اک کا دکھ مرا دکھ ہو ہر اک کا سکھ مرا سکھ ہو
مجھے یارب غمِ انسانیت میں مبتلا کر دے

جب اہلِ حق پیامِ حق لیے میدان میں آجائیں
صدائے حق سے بزمِ کفر میں محشر بپا کر دے

اسے پھر دولتِ دنیا سے کچھ الفت نہیں رہتی
جسے ربِّ دو عالم دولتِ ایماں عطا کر دے

محکم دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تذکرۃ المشاہیر عبدالرشید عراقی

امام یحییٰ بن شرف نوویؒ اور انکی خدمت حدیث

۶۳۱ھ ——— ۶۷۶ھ

امام یحییٰ بن شرف، نوویؒ کا شمار بلند پایہ محدثین کرام میں ہوتا ہے، ائمہ فن اور تذکرہ نگاروں نے ان کے حفظ و ضبط اور عدالت و ثقاہت کا اعتراف کیا ہے۔ علم حدیث اور اس کے متعلقات سے انہیں غیر معمولی شغف تھا اور ان کا شمار ممتاز شراح حدیث میں ہوتا ہے۔ امام نوویؒ حدیث و فنون حدیث کے حافظ، متبحر عالم تھے[۱] امام نوویؒ حدیث کی طرح فقہ و افتاء میں بھی ممتاز تھے۔ اور اس میں ان کی معلومات وسیع اور گہری نظر تھی۔ اور ان کا شمار اکابر فقہاء شوافع میں ہوتا تھا[۲] اور درجہ اجتہاد پر فائز تھے۔ اور بعض مسائل میں ان کے اقوال اپنے مذہب کے علماء سے مختلف ہوتے تھے[۳] امام نوویؒ جملہ علوم اسلامیہ یعنی تفسیر، حدیث، فقہ، اصول فقہ، لغت، عربیت، نحو و صرف، منطق اور فلسفہ میں مہارت تامہ رکھتے تھے اور تمام علوم میں جامع کمالات تھے[۴]

امام نوویؒ جہاں تمام علوم اسلامیہ پر دسترس رکھتے تھے، وہاں بڑے متدین عابد اور زاہد شخص تھے۔ ورع و تقویٰ میں بے مثال تھے۔ انھوں نے اپنی زندگی اسلامی علوم خصوصاً حدیث و سنت کی خدمت و اشاعت میں گزاری اور ان کی اصل دلچسپی کا مرکز فقہ و حدیث تھا[۵] صبر و استقلال میں بھی بے مثال تھے اور سیرت و کردار کے لحاظ سے بھی بڑے ممتاز تھے۔ بہترین اوصاف، و فضائل اور پاکیزہ سیرت و

---

[۱] ذہبی تذکرۃ الحفاظ ج ۴ ص ۲۶۲، [۲] ابن کثیرؒ البدایۃ والنہایۃ ج ۱۳، ص ۲۷۸

[۳] ابن سبکی، طبقات الشافعیۃ ج ۵ ص ۱۶۵، [۴] ابن کثیرؒ البدایۃ والنہایۃ ج ۱۳، ص ۲۷۱

[۵] ذہبی تذکرۃ الحفاظ ج ۴ ص ۲۶۱۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اخلاق سے متصف اور محاسن و کمالات ، میں عدیم النظیر تھے۔[۱]

علمائے کرام ، ارباب سیر اور تذکرہ نگاروں نے امام نوویؒ کے فضل و کمال کا اعتراف کیا ہے اور اس پر سب نے اتفاق کیا ہے کہ امام نوویؒ علم و زہد اور امر بالمعروف و نہی عن المنکر میں ممتاز تھے اور یہ تینوں خصوصیت ان میں بدرجہ اتم موجود تھیں۔[۲] محی السنہ مولانا سید نواب صدیق حسن خانؒ قنوجی رئیس بھوپال (م ۱۳۰۷ھ) نے لکھا ہے :

"امام نوویؒ گوناگوں فضائل و محاسن کے جامع ، علوم میں تبحر، حدیث، فقہ اور لغت میں واسع المعرفت عالم و فاضل یگانہ ، ولی کبیر، سید شہیر، تمام معاصرین سے فائق و برتر ، ہر سو ان کے محاسن کا چرچا اور فضائل کی شہرت تھی۔"[۳]

امام یحییٰ بن شرف نوویؒ نے گو کم عمر پائی ۔ تاہم اللہ تعالیٰ نے ان کے سلسلے کا موں میں برکت عطا کی اور وہ زندگی بھر علم و فن کی خدمت میں مصروف رہے اور آپ نے مفید و علمی کتابیں یادگار چھوڑیں ۔

علّامہ ابن سبکیؒ (م ۷۷۱ھ) فرماتے ہیں :

"اہل بصیرت سے یہ مخفی نہیں کہ امام نوویؒ اور اُن کی تصنیفات کے ساتھ اللہ تعالیٰ کی خاص عنایت اور توجہ شامل حال رہی ہے۔"[۴]

ارباب سیر نے امام نوویؒ کی ۲۸ کتابوں کا تذکرہ کیا ہے ۔

آپ کی تصانیف میں ایک کتاب "منہاج الطالبین و عمدۃ المفتین" ہے ۔ یہ کتاب مذہب شافعی میں بہت مشہور و متداول ہے ۔ یہ کتاب علّامہ ابوالقاسم عبدالکریم بن محمد رافعی قزوینی (م ۶۲۳ھ) کی تصنیف ہے ۔ امام نوویؒ نے اس کو مختصر کیا ہے اور اس میں بعض مفید اور عمدہ مسائل و مباحث کا اضافہ بھی کیا ہے ۔ امام نوویؒ کی ایک اور تصنیف تہذیب الاسماء والثقات ہے ، اس کا شمار امام صاحب

۱۔ یافعی مرآۃ الجنان ج ۴ ص ۱۸۵

۲۔ ابن العماد شذرات الذہب ج ۵ ص ۳۵۶

۳۔ نواب صدیق حسن خان " اتحاف النبلاء " ص ۴۲۰

۴۔ ابن سبکی ، طبقات الشافعیہ ج ۵ ص ۱۶۶ ۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ۶۰

www.KitaboSunnat.com

کی مشہور تصانیف میں ہوتا ہے۔ اس میں آپؒ نے اسماء و اعلام کے الفاظ و لغات کی تشریح و توضیح کی ہے۔ اس کے علاوہ آپ کی ایک اور تصنیف "کتاب الاذکار" ہے۔ یہ کتاب بھی امام صاحب کی مشہور تصانیف میں سے ہے۔ اس میں حدیث کی کتابوں سے شب و روز کے اشغال و اذکار اور دعائیں جمع کی گئی ہیں اور اس کتاب میں صرف احادیث سے ادعیہ و اذکار نقل کرنے پر ہی اکتفا نہیں کیا گیا۔ بلکہ ان سے متعلق آیات قرآنی اور متقدمین کے اقوال بھی نقل کئے ہیں۔ امام نوویؒ کی ایک اور مختصر سی کتاب "مقاصد النوویؒ" ہے۔ یہ کتاب توحید، عبادت اور تصوف سے متعلق ہے اور ۱۳۲۲ھ میں بیروت سے شائع ہوئی[1]

حدیث اور متعلقات حدیث سے متعلق امام نوویؒ کی تصنیفات

۱۔ الارشاد فی علوم الحدیث : یہ اصولِ حدیث میں ہے اور علامہ ابن صلاح کی مشہور و معتبر کتاب مختصر علوم الحدیث کا خلاصہ ہے۔

۲۔ التقریب و التیسیر فی مصطلح الحدیث : یہ کتاب الارشاد کی مختصر ہے اور اس کا نام تقریب الارشاد بھی ہے۔ علامہ عبدالرحمٰن سخاوی (م ۹۰۲ھ) نے اس کی شرح لکھی ہے اور امام سیوطی (م ۹۱۱ھ) کی مشہور کتاب "تدریب الراوی"، جو گوناگوں فوائد اور علمی نکات پر مشتمل ہے۔ اس کی شرح ہے۔[2]

۳۔ شرح البخاری : امام نوویؒ اس کو صرف کتاب الایمان تک لکھ سکے اس کے بارہ میں فرماتے ہیں :

> میں نے شرح بخاری میں گوناگوں معلومات جمع کی ہیں۔ یہ مختصر ہونے کے باوجود مفید اور متنوع علوم و فوائد پر مشتمل ہے۔[3]

۴۔ ریاض الصالحین : ترغیب و ترہیب اور زہد و ریاضت نفس سے متعلق صحیح حدیثوں کا مجموعہ ہے۔ معتبر اور مفید ہونے کی وجہ سے اس کو بڑی شہرت نصیب ہوئی۔ اور یہ مدارس اسلامیہ کے نصاب میں داخل ہے۔ اس کتاب کے اردو میں تراجم

---

[1] ضیاء الدین اصلاحی، تذکرۃ المحدثین ج ۲ ص ۲۲۷

[2] حاجی خلیفہ بن مصطفیٰ کشف الظنون ج ۱، ص ۳۱۸

[3] نوویؒ مقدمہ شرح صحیح مسلم ص ۴،

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہو چکے ہیں۔ مولانا سید عبداللہ غزنوی (م ۱۳۱۳ھ) نے سب سے پہلے اس کا اردو میں ترجمہ کر کے امرتسر سے شائع کیا۔[1] مولانا محمد صادق خلیل نے بھی اس کا اردو ترجمہ کیا ہے۔ جو نعمانی کتب خانہ لاہور نے شائع کیا ہے۔

۵۔ اربعین نوویؒ: اربعین بھی حدیث کی ایک قسم ہے اور اکثر محدثین کرام نے چالیس چالیس حدیثوں کے مجموعے مرتب کئے ہیں۔ اور علمائے کرام نے مختلف اغراض و مقاصد کے تحت اربعینات مرتب کئے۔ بعض نے توحیدِ الٰہی کی چالیس حدیثوں کو جمع کیا۔ بعض نے اصول و مہماتِ دین کی روایتیں اکٹھی کیں۔ بعض نے جہاد کی اور بعض نے زہد و مواعظ اور بعض نے آداب و اخلاق اور فضائل و اعمال وغیرہ کے متعلق چالیس چالیس حدیثیں جمع کیں۔ امام نوویؒ نے اپنی اربعین میں ان سب امور کا لحاظ رکھا ہے۔ اس لیے ان کا یہ مجموعہ بہت جامع اور گوناگوں اغراض و مقاصد کا حامل ہے۔ امام صاحب کا خود بیان ہے:

وَهِيَ أَرْبَعُونَ حَدِيثًا مُشْتَمِلَةٌ عَلَى جَمِيعِ ذٰلِكَ وَكُلُّ حَدِيثٍ مِنْهَا قَاعِدَةٌ عَظِيمَةٌ مِنْ قَوَاعِدِ الدِّينِ۔

یہ چالیس حدیثیں ان سب امور کو شامل ہیں اور ان میں ہر ہر حدیث دین کے کسی عظیم الشان قاعدہ پر مبنی ہے۔

امام صاحبؒ نے اپنی اس اربعین میں اکثر احادیث صحیح بخاری و مسلم سے لی ہیں۔ اربعین نوویؒ کی اہمیت کا اندازہ اس سے بھی لگایا جا سکتا ہے کہ اس کی بیشمار شرحیں لکھی گئی ہیں۔ سب سے طویل شرح اس کی ابنِ رجب بغدادی حنبلی (م ۷۹۵ھ) نے لکھی۔ اور امام ابن رجب نے اپنی طرف سے آٹھ احادیث کا اضافہ کیا اور اس کا نام جامع العلوم والحکم شرح خمسین حدیثاً من جوامع الکلم" رکھا۔ یہ شرح ۱۳۴۶ھ میں مصطفیٰ البابی الحلبی کے مطبع سے شائع ہوئی۔ ابن رجبؒ کے علاوہ احمد بن حجر ہیثمی (م ۹۷۳ھ) نے بھی فتح المبین کے نام اس کی شرح لکھی جو ۱۳۰۲ھ میں قاہرہ شائع ہوئی۔ ملا علی قاری حنفی (م ۱۰۱۴ھ) نے اس کی دو شرحیں لکھیں ان میں ایک شرح نہایت مضبوط، جامع اور گوناگوں علمی فوائد و نکات پر مشتمل ہے۔ اور صاحب کشف

[1] ابو یحییٰ امام خان نوشہروی، "ہندوستان میں اہلحدیث کی علمی خدمات" ص ۴۶،

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

الظنون حاجی خلیفہ بن مصطفیٰ نے اس کو سب سے بہتر اور عمدہ شرح بتایا ہے۔[1]

علامہ ابن حجر عسقلانیؒ (م ۸۵۲ھ) نے اربعین نووی کی حدیثوں کی تخریج کی ہے۔[2]

مولانا ضیاء الدین اصلاحی ایڈیٹر ماہنامہ معارف اعظم گڑھ نے "تذکرۃ المحدثین" میں اربعین نووی کی ۲۱ شروح کا ذکر کیا ہے۔[3]

اربعین نوویؒ کی فارسی شرح مولوی فریدالدین کاکوروی مرحوم نے کی اور اردو میں اس کی شرح مولانا عبدالمجید خادم سوہدروی (م ۱۳۷۹ھ) نے لکھی اور پنجابی نظم میں اس کی شرح مولانا محی الدین عبدالرحمان لکھوی (م ۱۳۱۲ھ) نے لکھی۔[4]

۶۔ شرح صحیح مسلم : اس کا اصل نام "المنہاج فی شرح مسلم بن الحجاج" ہے۔ یہ امام نوویؒ کی سب سے مشہور تصنیف ہے اور ان کے علمی تبحر، وسعتِ مطالعہ اور ذوقِ تحقیق کی شاہکار ہے۔ صحیح مسلم کی متعدد شرحیں لکھی گئی ہیں۔ مگر ان میں سے کوئی بھی شرف، شہرت اور مقبولیت کے اعتبار سے اس کے ہم پایہ نہیں۔ یہ شرح نہ تو مطول اور مفصل ہے نہ بہت مختصر بلکہ متوسط ہے۔ اس کے بارے میں امام نوویؒ فرماتے ہیں کہ:

"اگر لوگوں کی ہمتیں پست نہ ہوتیں تو میں اس شرح کو ایک سو ۱۰۰ جلدوں میں مکمل کرتا۔ لیکن تین ۳ جلدوں میں ختم کر دیا۔"[5]

امام نوویؒ نے شروح میں اس کا ایک علمی مقدمہ بھی تحریر فرمایا ہے۔ جس میں آپؒ نے صحیحین خصوصاً صحیح مسلم کی خصوصیت و اہمیت، امام مسلم (م ۲۶۱ھ) کی حدیث میں عظمت، برتری یا غیر معمولی احتیاط و کاوش، دقتِ نظر کے علاوہ اصولِ روایت اور فنِ حدیث کے مباحث و مصطلحات تحریر کئے ہیں۔

امام نوویؒ کی یہ شرح جامع اور بے شمار مفید مسائل اور مباحث پر مشتمل ہے ایک حدیث کی شرح دوسری حدیث سے کی گئی ہے اور ساتھ ہی یہ تصریح کر دی ہے کہ یہ حدیث فلاں آیتِ قرآنی کے موافق ہے اور اس کے ساتھ مشکل الفاظ کی توضیح و تشریح بھی کی ہے:

---

[1] حاجی خلیفہ بن مصطفیٰ، کشف الظنون ج ۱ ص ۸۰ [2] ایضاً ص ۸۱ [3] ضیاء الدین اصلاحی تذکرۃ المحدثین ج ۲ ص ۴۲۹ تا ۴۳۱، [4] ابویحییٰ امام خان نوشہروی "ہندوستان میں اہلحدیث کی علمی خدمات ص ۷۴

[5] عبدالسلام مبارکپوری، سیرت البخاری ص ۲۱۵۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

امام صاحبؒ نے اس شرح میں فنِ حدیث کے علاوہ اصول شروحِ حدیث، فقہ و احکام، تفسیر، تاریخ، کلام، عقائد، سیر و تراجم، رجال و انساب، نعت و ادب، صرف و نحو، اعراب و امالی اور قرأت و تجوید کے مسائل و مباحث پر بھی تفصیلی اور عمدہ علمی بحث فرمائی ہے اور اس میں ہر فن کی کتابوں کے حوالے بھی دیئے ہیں۔

بعض لوگوں نے یہ خیال ظاہر کیا ہے کہ چونکہ امام نوویؒ شافعی تھے۔ اس لیے آپ نے اس شرح میں مذہبِ شافعی کی طرف خاص توجہ کی ہے۔ اور اسی کو راجح اور قوی قرار دیا ہے۔ مگر محی السنّۃ والا جاہ امیر الملک حضرت مولانا سید نواب صدیق حسن خانؒ قنوجی رئیس بھوپال (م ۱۳۰۷ھ) نے اس خیال کی تردید کی ہے۔ آپ فرماتے ہیں:

"وہ منزہ بود از تعصب شافعیت و متصف بانصاف و نقل می کرد در کتب خود از اقوالِ ابوحنیفہ"۔ [۱]

شافعی مذہب کی عصبیت سے پاک اور انصاف پسند تھے اور اپنی کتابوں میں امام ابوحنیفہؒ کے اقوال و مسالک بھی بیان کرتے تھے"۔

یہ شرح تحریر و تصنیف کی خوبی و دلکشی سے بھی معمور ہے۔ عبارت میں سلاست اور روانی، پیرایہ بیان میں دلاویزی ہے۔

امام نوویؒ ۶۳۱ھ میں قصبہ نوا، من مضافات ملک شام میں پیدا ہوئے۔ اسی نسبت سے نوویؒ مشہور ہوئے۔ امام نوویؒ نے جن اربابِ کمال سے تعلیم حاصل کی علامہ ذہبی (م ۷۴۸ھ) نے ان کی تفصیل تذکرۃ الحفاظ میں بیان کی ہے۔ [۱]

آپؒ نے درس و تدریس کے فرائض مختلف مدارس میں سرانجام دیئے۔ اس لیے آپ کے تلامذہ کی فہرست بھی طویل ہے اور ذہبی نے آپؒ کے تلامذہ کا بھی ذکر کیا ہے۔ [۲]

امام نوویؒ نے ۴۵ سال کی عمر میں، ۲۴ رجب ۶۷۶ھ کو اپنے وطن نوا میں میں انتقال کیا۔ [۳] اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ

[۱] ابوالحسن علی ندوی: تاریخ دعوت و عزیمت ج ۱ ص ۱۴۱۔

[۲] شمس الدین ذہبی: تذکرۃ الحفاظ ج ۴ ص ۲۶۰، [۳] ایضاً ص ۲۶۱

[۴] یافعی مرآۃ الجنان ج ۴ ص ۱۸۶

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

Regd. No. L : 7895

Phone : 852897

Monthly 'MUHADDIS' Lahore

★ عناد اور تعصّب قوم کے لیے زہرِ ہلاہل کی حیثیت رکھتے ہیں ـــــ لیکن تعصّبات سے بالاتر رہ کر افہام و تفہیم اُمّت کے لیے رحمت کا باعث ہے۔

★ علومِ جدیدہ سے ناواقفیّت اور انکار، انسانی اِرتقا کو تسلیم کرنے میں بخل کا درجہ رکھتے ہیں ـــــ لیکن قدیم علوم اسلامیہ کو فرسودہ قرار دینا اور مذہبی روایات کے حاملین کو دقیانوس بتانا اُمّت کی تباہی کا سبب ہے۔

★ غیر مذاہب کے بارے میں معاندانہ رویہ اختیار کرنا اسلامی اقدار کے منافی ہے ـــــ لیکن دین اسلام پر غیر مذاہب کے حملوں کا دفاع نہ کرنا اور اسلام کی تبلیغ کا فریضہ سر انجام نہ دینا، حمیّت دینی اور غیرتِ اسلامی سے یکسر انحراف ہے۔

★ تبلیغِ دین اور نشر و اشاعت اسلام میں حکمتِ عملی کو نظر انداز کر دینا مصالحِ دینیّہ کے خلاف ہے، ـــــ لیکن حرام و حلال کے امتیاز میں رواداری برتنا اور قوانین و مسائلِ اسلامیہ کو نرم کر دینا اسلامی رُوح کو کمزور کر دینے کے مترادف ہے۔

★ آئین و سیاست سے بیگانہ ہو کر عبادت کے لیے گوشہ نشین ہو جانا زندگی سے فرار ہے ـــــ لیکن

ع جُدا ہو دیں سیاست سے تو رہ جاتی ہے چنگیزی

★ جاہل کو دور ہی سے سلام کر دینا عبادِ صالحین کے اوصاف میں داخل ہے ـــــ لیکن جاہلیّت کو مٹانا اور باطل کا تعاقب کرنا عین جہاد ہے۔

◎

اگر آپ ایسا منصفانہ اور معتدلانہ رویہ پسند کرتے ہیں تو:

مُحدّث

کا مطالعہ فرمایئے۔ آپ اس کو ان جملہ صفات و محاسن سے مزیّن پائیں گے ان شاء اللہ۔ کیونکہ اس کے مضامین اسی مخصوص طرزِ فکر کے حامل ہوتے ہیں۔

زرِ سالانہ ۵۰ روپے

فی پرچہ ۵/- روپے

ISLAMIC RESEARCH COUNCIL : 99 (J) MODEL TOWN, LAHORE - 14

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فَبِأَيِّ حَدِيثٍ بَعْدَهُ يُؤْمِنُونَ (القرآن)

176

مُحدِّث

مُدیر: حافظ عبدالرحمٰن مدنی

مجلس التحقیق الاسلامی

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ملتِ اسلامیہ کا علمی اور اصلاحی مجلہ

ماہنامہ

مُحدِّث

لاہور

جلد ۔ ۱۹ | ذوالقعدہ ۱۴۰۹ھ مطابق جون ۱۹۸۹ء | عدد ۔ ۱۱

اس شمارے میں

فکر و نظر:

بدعت اور مصالح مرسلہ (مدیر ادارہ) ۲

الکتاب والحکمۃ:

ترجمان القرآن — نواب صدیق حسن خانؒ ۹

تفسیری مباحث کے سلسلہ میں:

تقابلِ ادیان — حافظ ثناء اللہ مدنی ۱۶

مقالات:

خودکشی محدثین کی نظر میں — غازی عزیر ۲۲

تحقیق و تنقید:

اشتراکیت کی درآمد — پروفیسر محمد دین قاسمی ۲۵

تاریخ و سیر:

مردِ مجاہد طفیل بن عمرو دوسیؓ — شاہ بلیغ الدین ۵۱

تذکرۃ المشاہیر:

امام نوویؒ اور ان کی خدمت حدیث — عبدالرشید عراقی

مجلسِ ادارت

حافظ عبد الرحمن مدنی
مولانا سید مجتبیٰ سعیدی
مولانا محمد رمضان سلفی
مولانا عبد الرحمن کیلانی
مولانا عبد القوی لقمان

بدلِ اشتراک

زرِ سالانہ ۔ ۵۰ روپے
فی پرچہ ۔ ۵ روپے

دفترِ رابطہ

۹۹ جے ماڈل ٹاؤن ۔ لاہور ۱۴

فون: ۸۵۲۸۹۷

مُحدِّث کتاب و سنت کی روشنی میں آزادانہ بحث و تحقیق کا حامی ہے۔ ادارہ کا مضمون نگار حضرات سے کلی اتفاق ضروری نہیں!

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

ناشر: حافظ عبد الرحمن ... لاہور

www.KitaboSunnat.com

فکر و نظر

بدعت اور مصالح مرسلہ

زیرِ نظر مقالہ مدیر "محدث" حافظ عبدالرحمٰن مدنی کی کلیۃ الشریعۃ (جامعہ لاہور الاسلامیۃ) کے ہفتہ وار اجتماع میں کی گئی ایک تقریر ہے جس میں گزشتہ دنوں "محدث" میں شائع شدہ "دین میں بدعات" کے موضوع پر مسئلہ کے بعض پہلوؤں کی وضاحت کی گئی تھی۔ موجودہ شکل میں اسے ٹیپ سے منتقل کر کے ھدیۂ قارئین کیا جا رہا ہے۔

ادارہ

بدعت عربی زبان کا لفظ ہے اور ب، د، ع اس کے حروفِ اصلی ہیں — بدعت کے معنی "نئی چیز" کے ہیں — کوئی ایسی چیز، جس سے پہلے اسی قسم کی کوئی چیز نہ ہو، لغوی اعتبار سے اسے "بدعت" کہتے ہیں یا یوں کہئیے کہ کوئی ایسی چیز، جس کی مثل، یا اس کی کوئی نظیر پہلے سے موجود نہ ہو، تو "بدعت" کہتے ہیں — قرآن مجید میں ہے:

"قُلْ مَا كُنْتُ بِدْعًا مِّنَ الرُّسُلِ - الآية"؛

(الاحقاف: ۹)

"(اے نبیؐ!) آپ فرما دیجئے، میں رسولوں میں سے کوئی پہلا رسول نہیں ہوں (کہ مجھ سے پہلے کوئی رسول نہ ہو گزرا ہو)"!

اللہ تعالیٰ کی ایک صفت "بدیع" ہے۔ چنانچہ قرآن مجید میں ہے:

"بَدِيعُ السَّمٰوٰتِ وَالْأَرْضِ وَإِذَا قَضٰى أَمْرًا فَإِنَّمَا يَقُولُ

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

لَهٗ كُنْ فَيَكُوْنُ" (البقرۃ : ۱۱۷)

"آسمانوں اور زمینوں کو (ایسا) پیدا کرنے والا (کہ اس سے پہلے ان کی کوئی مثال یا نظیر موجود نہ تھی) اور (اللہ تعالیٰ) جب کسی کام کا فیصلہ کر لیتے ہیں، تو اسے کہتے ہیں: ہو جا! پس وہ ہو جاتا ہے۔"

یہ بدعت کے لغوی معنی ہیں:

شرعی اصطلاح میں بدعت اس چیز کو کہتے ہیں کہ دینی امور میں اس کی کوئی مثال پہلے سے موجود نہ ہو جانچنے کیلئے مثال موجود نہ ہونے کا یہ معنی نہیں کہ بالکل اسی قسم کا ہو بہو کوئی واقعہ موجود نہ ہو۔ کیونکہ یہ تو ہو ہی نہیں سکتا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات مبارکہ میں جو واقعات پیش آئے، بعد کے زمانہ میں بھی بالکل اسی طرح کے واقعات پیش آئیں اور کوئی واقعہ اس سے مختلف شکل میں پیش نہ آئے — یہ ناممکن ہے۔ لہٰذا "بدعت" کی صرف اسی قدر تعریف ناکافی ہے۔ بلکہ یہ کہا جائے گا کہ اگر کوئی ایسی شرعی اثر موجود نہ ہو، جس سے بعد میں پیش آنے والے کسی واقعہ کا حکم مستنبط ہو سکتا ہو، تو بھی (بعد کا) یہ (کام) "بدعت" ہے۔ ورنہ اس پر بدعت کا اطلاق نہیں ہو گا۔ جیسا کہ جمعہ کی دوسری اذان ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مبارک عہد میں جمعہ کی صرف ایک اذان تھی۔ اذانِ ثانی حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مقرر کی، لیکن یہ بدعت نہیں ہے۔ اس لئے کہ اس کی دلیل شریعت میں موجود ہے۔ چنانچہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے صبح کی اذان سے قبل بھی ایک اذان رکھی تھی۔ پہلی اذان حضرت بلال دیا کرتے تھے اور دوسری اذان حضرت عبداللہ بن اُمِّ مکتوم رضی اللہ عنہ ان ہر دو اذانوں میں صرف اسی قدر وقفہ ہوتا تھا جس قدر کہ صبح کاذب — اور صبح صادق میں ہوتا ہے — صبح کاذب، صبح صادق سے پہلے ہوتی ہے اور اس کی نشانی یہ ہے کہ اس میں سفیدی بھیڑیئے کی دُم کی طرح اوپر کو اٹھی ہوتی ہے اور یوں معلوم ہوتا ہے کہ جیسے صبح ہو رہی ہو، یہ صبح کاذب ہے۔ اس کے کوئی آدھ گھنٹہ بیس منٹ بعد صبح صادق ہوتی ہے۔ جس میں اوپر سفیدی ہوتی ہے نیچے سیاہی اور درمیان میں ایک خط یوں معلوم ہوتا ہے جیسے سفید دھاری اور سیاہ دھاری آپس میں مل رہی ہوں — قرآن مجید میں ہے:

حَتّٰى يَتَبَيَّنَ لَكُمُ الْخَيْطُ الْاَبْيَضُ مِنَ الْخَيْطِ الْاَسْوَدِ مِنَ

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

الفَجْرِ - الآیۃ ؛ (البقرۃ : ۱۸۷)

یعنی جب صبح کی سفید دھاری، سیاہ دھاری سے ممتاز ہو جاتے !

رمضان شریف آیا، تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے وضاحت فرمائی کہ :

"لَا یَمْنَعَنَّکُمْ اَذَانُ بِلَالٍ فَاِنَّہٗ یُؤَذِّنُ بِلَیْلٍ"

"بلالؓ کی اذان تمہیں سحری کھانے سے نہ روکے، اس لئے کہ وہ رات کو (صبح صادق سے پہلے) اذان دیتے ہیں !"

اور اس کی حکمت یہ بیان فرمائی کہ :

"لِیُوْقِظَ نَائِمَکُمْ وَلِیَرْجِعَ قَائِمَکُمْ"

"تاکہ (یہ اذان) تمہارے سونے والے کو جگا دے اور تہجد پڑھنے والے کو واپس کر دے۔"

گویا اس اذان کا فائدہ یہ تھا کہ ایک تو نمازِ تہجد اور صبح کی نماز کے درمیان تھوڑا سا وقفہ ہو جائے اور تہجد پڑھنے والوں کو پے در پے نماز کا تسلسل تھکا نہ دے۔ دوسرے لمبی نیند کے بعد جاگنے والے قضائے حاجت اور صفائی وغیرہ کے امور سے فارغ ہو جائیں۔

اب ایسی ہی ایک ضرورت جمعہ کی نماز کے سلسلہ میں پیش آئی۔ اس لئے کہ حدیث میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا :

"نمازِ جمعہ کے لئے سب سے پہلے آنے والے کو اونٹ کی قربانی کا ثواب ملتا ہے۔ دوسرے نمبر پر آنے والے کو گائے کی قربانی کا، تیسرے نمبر پر بکرے چھترے کی قربانی کا۔ الخ"

(اسی طرح یہ ثواب مسلسل کم ہوتا چلا جاتا ہے حتیٰ کہ خطیب جب خطبہ دینے کے لئے منبر پر کھڑا ہو جاتا ہے، تو ثواب لکھنے والے فرشتے ثواب لکھنا بند کر دیتے ہیں اب جو شخص خطبہ شروع ہونے کے بعد مسجد میں آتا ہے اس کے لئے یہ ثواب نہیں لکھا جاتا۔ لہٰذا ضرورت محسوس ہوئی کہ لوگ یہ نہ کریں کہ خطبہ کے درمیان آیا کریں، بلکہ اس سے قبل ہی ایک (پہلی) اذان سن کر تمام لوگ مسجد میں جمع ہو جایا کریں اور یوں جہاں وہ ثواب سے محروم نہ رہیں، وہاں اطمینان سے پورے کا پورا خطبہ بھی سن سکیں۔ چنانچہ حضرت عثمانؓ کی طرف سے جمعہ کی دوسری اذان کا یہ اضافہ بدعت نہیں۔ اس لئے کہ اس میں بھی

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

صبح کی پہلی اذان کی طرح ایک حکمت پائی جاتی ہے ۔ گویا صبح کی اذان کی صورت میں اس کی دلیل موجود ہے اور صبح کی یہ اذان سنتِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہے ۔

حاصل یہ کہ بدعت کی تعریف میں صرف یہ بات کافی نہیں کہ وہ نئی چیز ہو، یا اس کی کوئی دلیل یا نظیر پہلے سے موجود نہ ہو بلکہ اگر کوئی ایسی چیز، جو ایسے طور پر نئی ہو، کہ اس کی دلیل کتاب وسنت میں موجود نہ ہو، تب وہ بدعت ہوگی ۔

پھر بدعت کی تعریف میں یہ بات بھی بڑی اہم ہے کہ کسی دینی اَمر میں کوئی احداث (نیا پن)، اضافہ یا تبدیلی کی جائے یعنی ایسا کرنے والے کی نیت حصولِ ثواب کی ہو، تو یہ بدعت ہے ۔ دنیاوی امور پر اس کا اطلاق نہیں ہوگا ۔ مثلاً صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کھجوروں کی پیوندکاری[۱] کرتے تھے ۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے ناپسند کرتے ہوئے اس سے منع فرمایا تو پھل تھوڑا آیا ۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے شکایت کی ۔ آپ نے فرمایا :

"إِنَّمَا أَنَا بَشَرٌ إِذَا أَمَرْتُكُمْ بِشَيْءٍ مِنْ دِينِكُمْ فَخُذُوا بِهِ وَإِذَا أَمَرْتُكُمْ بِشَيْءٍ مِنْ رَأْيٍ فَإِنَّمَا أَنَا بَشَرٌ"

"بے شک میں تو آدمی ہوں ۔ جب میں کوئی دین کی بات تم کو بتلاؤں تو اسے اپناؤ ، اور جب کوئی بات اپنی رائے سے کہوں ، تو آخر میں آدمی ہوں"

(صحیح مسلم : کتاب الفضائل)

اور مسلم ہی کی ایک حدیث میں یہ الفاظ بھی مروی ہیں ۔ آپ نے فرمایا :

"أَنْتُمْ أَعْلَمُ بِأَمْرِ دُنْيَاكُمْ" ۔

"کہ تم اپنے دنیاوی معاملات کو مجھ سے زیادہ جانتے ہو ۔"

نتیجہ یہ کہ کسی دنیاوی اَمر میں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی بات کو چھوڑ کر اگر اپنے تجربہ پر عمل کیا جائے ، تو چونکہ آپ نے اس کی اجازت دی ہے ، لہٰذا اس سے بدعت وغیرہ کا کوئی مسئلہ پیدا نہ ہوگا ۔ ہاں اگر یہی صورتحال کسی دینی اَمر میں ہو، تو بلاشبہ یہ بدعت ہے ـــــ بدعت گمراہی ہے اور ہر گمراہی جہنم کی نذر ہوگی ۔

---

[۱] اس کو "تأبیر" کہتے ہیں ۔ کھجور میں ایک نر ہوتا ہے ایک مادہ ۔ نر کا بور اور زیرہ لے کر مادہ کھجور پر ایک خاص انداز سے ڈالا جاتا ہے تو پھل اچھی قسم کا اور زیادہ پیدا ہوتا ہے عربی میں اسے "تأبیر نخل" کہتے ہیں ۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مذکورہ بالا نکات کی مزید وضاحت کے لئے ہم چند مثالیں پیش کرتے ہیں :

۱۔ آج ہم جتنے لوگ موجود ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں موجود نہ تھے تو ہمارا صرف یہ وجود دینی امر نہیں ۔ لہٰذا یہ بدعت نہیں ہے ۔

۲۔ آج کسی ایسے واقعہ کا پیش آنا، جو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں پیش نہ آیا تھا، بدعت نہیں ہے ۔

۳۔ جدید مشینیں اور ایجادات، جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں موجود نہ تھیں ۔ مثلاً جدید اسلحہ، جدید ذرائع نقل و حمل اور آمد و رفت اور اسی قبیل کی دیگر چیزیں، یہ بھی بدعت نہیں ہیں ۔

۴۔ بدعت کا تعلق دینی امور سے ہے ــــ امور میں سے بعض تو وہ ہیں کہ جن کے کرنے کا اللہ تعالیٰ نے ہمیں حکم دیا ہے، اور یہ کبھی حتمی ہوتے ہیں ۔ انہیں واجب کہتے ہیں ــــ بعض امور ایسے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے ان سے منع فرمایا ہے ۔ انہیں حرام کہتے ہیں ــــ پھر بعض امور ایسے ہیں کہ جن کی انجام دہی کے لئے اللہ تعالیٰ نے کچھ شرائط، کچھ علامتیں اور کچھ طریقے مقرر فرمائے ہیں ــــ مثلاً نماز کے لئے طہارت شرط ہے، عورت مخصوص ایام میں نماز نہیں پڑھ سکتی، فلاں نماز فلاں وقت پر پڑھی جائے ــــ نماز اس طریقہ سے پڑھی جائے ــــ یہ سب احکامِ الٰہی ہیں ۔ ان احکام میں سے کسی حکم کے اندر تبدیلی کرنا، حک و اضافہ کرنا ــــ واجب کو غیر واجب اور غیر واجب کو واجب قرار دینا ــــ کسی حکم کو اس کے مقررہ طریقے سے ہٹ کر ادا کرنا، یہ سب بدعات ہیں ــــ اسی طرح عبادات میں کوئی ایسی عبادت، کہ شریعت میں اس کی کوئی مخصوص صورت مقرر نہ ہو، اگر اس کی صورت مقرر کر دی جائے تو یہ بدعت ہے ۔ مثلاً یہ کہا جائے کہ فلاں وقت میں فلاں نماز پڑھنے سے اس قدر ثواب ملتا ہے، اور شریعت میں اس کے لئے کوئی دلیل موجود نہ ہو تو یہ نماز بدعت ہو گی ۔

پھر عبادات کی ایک خاص شکل بھی شریعت میں متعین ہے ۔ اگر اس شکل سے ہٹ کر کوئی ایسی شکل پیدا کر دی جائے جو پہلے سے موجود نہ ہو تو یہ بھی بدعت ہو گی ۔ اس کی مثال یہ ہے کہ نماز تکبیر تحریمہ سے شروع ہوتی ہے اور تسلیم (السلام علیکم ورحمۃ اللہ)

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پر ختم ہو جاتی ہے۔ اب اگر کوئی شخص یہ عقیدہ رکھتا ہے کہ سلام پھیرنے کے بعد اجتماعی دعاء نہ کی جائے گی، تو نماز ناقص رہے گی ___ یہ عقیدہ رکھ کر اس پر عمل بدعت ہے ___ ہاں اگر اس عقیدہ کے بغیر اجتماعی دعاء کی جائے۔ مثلاً نماز کے بعد کوئی شخص امام صاحب سے کہتا ہے کہ فلاں بیمار کے لئے دعا کیجئے، یا اپنی کسی دیگر حاجت کے لئے وہ دعا کی درخواست کرتا ہے اور سب نمازی مل کر دعا کریں، تو یہ بدعت نہیں ہو گی۔ اس لئے کہ نماز باجماعت ختم ہونے کے بعد دعاء کے لئے یہ ایک دیگر اجتماعی شکل ہے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت ہے کہ اگر آپ سے کسی نے دعاء کے لئے درخواست کی ہے، تو آپ نے نماز کے بغیر بھی اجتماعی طور پر ہاتھ اٹھا کر دعاء کی ہے ___ پس نماز کے بعد اجتماعی دُعاء، اس عقیدہ کے بغیر کہ اس سے نماز ناقص رہے گی، بدعت نہیں ہو گی۔

واضح رہے کہ عبادات میں اصل، حرمت اور ممانعت ہے۔ نیز تمام عبادات کی شکلیں متعین ہیں۔ اس لئے عبادات میں بدعت کا مسئلہ بڑی آسانی سے واضح ہو جاتا ہے، کہ اگر دلیل موجود نہ ہو تو یہ بدعت ہو گی ورنہ یہ بدعت نہیں ہو گی۔ جیسے کہ پہلے ہم نے جمعہ کی دوسری اذان کا ذکر کیا ہے۔

لیکن جہاں تک معاملات کا تعلق ہے، تو ان کی شکلیں متعین نہیں ہیں، البتہ ان کے لئے مقاصد متعین کر کے اجمالی ہدایات دے دی گئی ہیں یعنی کچھ بنیادی اصول دے دیئے گئے ہیں، کچھ حدود متعین کر دی گئی ہیں اور اس کے کچھ اندازے مقرر کر دیئے گئے ہیں جن کو "اقدارِ دینی" کہہ سکتے ہیں اور ان اقدار، اصول و ضوابط اور حُدود کے اندر رہتے ہوئے ہمیں تدبیر کی کھلی اجازت ہے۔ یہ تدبیر ہم اپنی عقل و بصیرت سے کریں تو یہ بدعت نہیں ہو گی۔ مثلاً صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے دَور میں قرآن مجید کو کتابی صورت میں جمع کرنے کی ضرورت محسوس ہوئی کیونکہ مُسیلمہ کذاب سے جنگ میں قرآن مجید کے حفاظ صحابہ کی ایک بڑی تعداد شہید ہو گئی تھی، لیکن حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو اس سلسلہ میں یہ خیال مانع تھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ کام نہ کیا تھا ___ ظاہر ہے، قرآن مجید کو جمع کرنا، دینی امر تھا۔ تاہم حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو یہ اصرار تھا کہ یہ کام بدعت نہیں ہے اور وہ اس سلسلہ میں دلائل سے قائل کرنے کی کوشش بھی کرتے رہے۔ بالآخر حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ بھی اس نتیجہ پر پہنچے کہ قرآن مجید، جو خود دین ہے، اس کی حفاظت

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بھی دینی امر ہے اور یہ مطلوب بھی ہے مقصود بھی ہے ـــــ تاہم یہ حفاظت کس طرح کی جائے؟ اس کا تعلق تدبیر کے میدان سے ہے۔ گویا قرآن مجید کو جمع کرنا دین کی حفاظت کا ایک ذریعہ اور تقاضا ہے۔ لہٰذا یہ دین میں کمی بیشی نہیں اور نہ ہی یہ بدعت ہے۔ چنانچہ یہ کام کر دیا گیا۔

اس کی دوسری مثال، نماز کے لئے پاک پانی کا حصول ہے ـــــ نماز کے لئے طہارت شرط ہے۔ اور طہارت ظاہر ہے، پاک پانی سے ہوگی۔ اب پاک پانی کا حصول بذاتِ خود دین نہیں ہے، لیکن یہ دین کے لئے ایک ذریعہ بن کر دینی امر ہو گیا۔ پس ایسا امر، جو بالواسطہ دینی امر بن جائے۔ شریعت میں اس پر بدعت کا اطلاق نہیں ہوگا۔

(جاری ہے)

★ محدث خود پڑھیں اور دوسروں کو پڑھنے کی ترغیب دیں۔

★ اہل قلم حضرات، مضامین کاغذ کے ایک طرف، خوشخط اور واضح کر کے لکھیں۔

★ واضح رہے کہ محدث میں مطبوعہ مضامین شائع نہیں ہوتے۔

★ قلمکار حضرات علمی و تحقیقی اور اصلاحی مضامین ارسال فرما کر "محدث" کو مزید معیاری بنانے میں تعاون فرمائیں۔

★ خط و کتابت کرتے وقت خریداری نمبر کا حوالہ ضرور دیں ورنہ تعمیل ممکن نہ ہو گی۔

شکریہ

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

انسائیکلوپیڈیا آف قرآن (نواب صدیق حسن خان)

ترجمان القرآن

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ ۝ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ۝ مَالِکِ یَوْمِ الدِّیْنِ ۝ اِیَّاکَ نَعْبُدُ وَاِیَّاکَ نَسْتَعِیْنُ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی عَبْدِہٖ وَرَسُوْلِہٖ مُحَمَّدٍ سَیِّدِ الْمُرْسَلِیْنَ وَخَاتَمِ النَّبِیِّیْنَ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَمَنْ تَبِعَھُمْ بِالْاِحْسَانِ اَجْمَعِیْنَ اَکْتَعِیْنَ اَبْصَعِیْنَ۔

ہر مسلمان پر فرض ہے کہ وہ اپنے پروردگار اور اپنے معبود کو پہچانے، اس کی صفتوں کو جانے، اس کے احکام معلوم کرے، اس کی رضامندی اور ناراضگی کو سمجھے کیونکہ اس کے بغیر بندگی نہیں ہوتی۔ جو بندگی بجا نہ لائے، وہ بندہ نہیں گندہ ہے۔ اللہ کی پہچان بتانے سے آتی ہے۔ آدمی محض نادان پیدا ہوتا ہے۔ سب چیزیں سکھانے سے سیکھ لیتا ہے۔ بتانے سے جان لیتا ہے۔ لیکن بتانے والے کتنی ہی تقریریں کریں۔ وعظ و نصیحت سے کام لیں مگر ان کے وعظ و نصائح اللہ تعالیٰ کے اُن مواعظ حسنہ کے برابر نہیں ہو سکتے جو اللہ تعالیٰ نے خود بتائے ہیں۔ جو ہدایت اللہ کے کلام میں ہے ہرگز کسی دوسرے کے کلام میں نہیں ہو سکتی قرآنِ مجید عربی زبان میں نازل ہوا۔ اس لیے اہلِ ہند کو اس کا سمجھنا محال تھا۔ اس لیے شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ نے "فتح الرحمٰن" کے نام سے سب سے پہلے فارسی زبان میں اس کا ترجمہ کیا۔ اس کے بعد اُن کے فرزندِ ارجمند شاہ عبدالقادرؒ نے اردو زبان میں "موضح القرآن" سے اس کا ترجمہ کیا۔ اس اردو ترجمہ سے مسلم اہلِ ہند کو اسی طرح بڑا فائدہ ہوا جس طرح فارسی ترجمے سے اہلِ علم نے فائدہ اٹھایا۔

دنیا میں قرآنِ مجید کی ان گنت تفاسیر ہیں۔ "کتاب اکسیر" میں تیرہ سو (۱۳۰۰) تفاسیر کا ذکر کیا گیا ہے۔ ان تفاسیر میں سے عربی زبان میں بہت زیادہ ہیں، فارسی میں دو

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

چار اور اردو زبان میں ایک دو ہیں۔ اس لیے مدت سے اہلِ علم کی ایک جماعت مجھ سے اردو زبان میں ایسی تفسیر لکھنے کا مطالبہ کر رہی تھی جو نہ بہت لمبی ہو، نہ بہت مختصر بلکہ بین بین ہو۔ قرآنِ مجید کا مطلب واضح کرے، کم علموں کو راہِ ہدایت کی طرف رہنمائی کرے۔ مجھے اس کام کی فرصت نہ تھی۔ لیکن احباب کا جب تقاضا اصرار کی صورت اختیار کر گیا تو چار و ناچار ۱۳۰۲ھ میں رمضان کے چاند کے طلوع ہوتے ہی سوموار کے روز اس تفسیر کا آغاز کر دیا۔ "موضح القرآن" ۱۲۰۵ھ میں لکھی گئی تھی، اس پر ۹۷ سال کی مدت بیت گئی ہے۔ "موضح القرآن" ترجمہ تھا اور "بیان القرآن بلطائف البیان" تفسیر ہے۔ رمضان المبارک میں اس کام کا آغاز اس لیے کیا کہ سب سے پہلے قرآنِ مجید کا آسمان دنیا سے بیت العزت پر نزول اسی مبارک مہینے میں ہوا تھا۔ فرمانِ باری تعالیٰ ہے:

"شَهْرُ رَمَضَانَ الَّذِي أُنزِلَ فِيهِ الْقُرْآنُ" (البقرۃ: ۱۸۵)

ماہِ رمضان وہ مہینہ ہے جس میں قرآنِ مجید نازل کیا گیا۔

اس تفسیر میں آیات کا ترجمہ اور فوائد "موضح القرآن" سے لیے گئے ہیں۔ تفسیر کے باقی مطالب تفسیر ابنِ کثیرؒ (علامہ ابنِ کثیرؒ)، تفسیر فتح البیان (قاضی محمد بن علی شوکانیؒ) سے اخذ کیے ہیں۔ "موضح القرآن" کی عبارت کو روزمرہ کے استعمال کی زبان میں ڈھال لیا ہے، اس لئے کہ ۹۷ ستانوے سال کی طویل مدت میں اردو زبان و بیان کے بعض محاورے بھی بدل گئے ہیں۔

مقصدِ تفسیر

تفسیر لکھنے کا مقصد یہ ہے کہ برصغیر پاک و ہند کے مسلمان اپنی زبان (اردو) میں قرآنِ مجید کے مطالب و مفاہیم کو جانیں اور اس کا علم حاصل کریں۔ علمی باتیں جنہیں عام لوگ نہیں سمجھ سکتے۔ جیسے مسائل کا ادراک، علمِ صرف و نحو، معانی و بیان قرأت وغیرہ اس تفسیر میں نہیں لکھے گئے۔ قرآنِ مجید کی جو تفسیر حدیثِ رسولؐ سے، صحابہ کرامؓ سے، تابعینؒ، تبع تابعینؒ، یا لغتِ عرب سے ثابت ہے صرف وہی اس تفسیر میں لکھی گئی ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ کلام پاک کا جو مطلب رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور قرونِ ثلاثہ کے سلف صالحین سمجھتے اور بیان کرتے تھے، ویسا مطلب ہر عالم بیان نہیں کر سکتا۔ قرآنِ مجید کے معانی

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اپنی رائے سے بیان کرنا یا غیر کی رائے کو دخل دینا، یا علم معقول کا استعمال کرنا بڑا گناہ ہے۔ تفسیر وہی مستند اور قابل اعتماد ہو سکتی ہے جو سلف سے منقول ہو۔ تمام امتِ مسلمہ پر لازم ہے کہ جس طرح اپنے بچوں کو ناظرہ قرآن پڑھاتے ہیں، اسی طرح اس بات کا بھی اہتمام کریں کہ جو بچہ اردو زبان پڑھنے بولنے لگے۔ اُسے سب سے پہلے موضح القرآن " کا مطالعہ کرائیں تاکہ وہ قرآن مجید کے لفظی معانی سمجھ لے پھر اسے یہ تفسیر پڑھائیں۔ (بیان القرآن بلطائف البیان) اس میں یہ فائدہ ہوگا کہ سب سے پہلے اللہ کی کتاب کا مطلب اس کے دل میں بیٹھ جائے گا۔ جب قرآنِ مجید پڑھ لے گا۔ اس کے مطلب سے واقف ہو جائے گا۔ تو (بچے کو) صحاح ستہ " (حدیث کی صحیح چھ کتابیں) پڑھائیں۔ ان کتابوں کا اردو زبان میں ترجمہ ہو چکا ہے۔ جسے صرف احکامِ دین کو سمجھنا مقصود ہو تو اس کے لیے عمل کے واسطے صرف اتنا علم ہی کافی ہے، مگر جس کو اللہ تعالیٰ بلند ہمت عطا کرے اُسے چاہیے کہ وہ سارے علوم پڑھ کر عالم و فاضل بنے۔ ایسے لوگوں کے لیے عربی تفسیروں کا مطالعہ لازمی ہے، صحاح و سنن کی کتابیں پڑھے اور عالی مقام حاصل کرے قرآنِ مجید میں ہے:

"هَلْ يَسْتَوِى الَّذِيْنَ يَعْلَمُوْنَ وَالَّذِيْنَ لَا يَعْلَمُوْنَ ۝"

کہو بھلا جو لوگ علم رکھتے ہیں اور جو نہیں رکھتے دونوں برابر ہو سکتے ہیں۔ (سورۃ الزمر: ۹)

یعنی ہرگز نہیں۔ اہل علم کے مراتب بڑے بلند ہیں۔ اللہ سے ڈرنے والے اہل علم ہی ہیں۔ جنت بھی اللہ تعالیٰ سے ڈرنے والوں (متقین) کا مقدر ہے۔ اللہ کو علم کے بغیر کوئی نہیں پہچان سکتا۔ علم انہیں تین چیزوں کا نام ہے۔

۱۔ اللہ کا کلام ۲۔ رسول اللہ کی سنت

۳۔ فرائض کا علم۔

اس کے علاوہ جو کچھ ہے وہ سب فضول ہے۔ دین دُنیا کی درستی کے لیے علوم قرآن و حدیث اور فرائض ہی کافی ہیں۔ جب ان پر عمل ہُوا تو سمجھو آخرت درست ہو گئی۔ اب کچھ بھی باقی نہیں رہا۔ جس کے لیے آدمی بے فائدہ محنت کرے۔ ایسا آدمی جس نے قرآنِ مجید معہ ترجمہ پڑھ لیا ہے، حدیثِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کا علم حاصل کر لیا ہے اور اس آیت کا مصداق ہو جائے گا۔ (ان شاء اللہ)

وَاٰتَيْنٰهُ فِي الدُّنْيَا حَسَنَةً ۖ وَاِنَّهٗ فِي الْاٰخِرَةِ لَمِنَ الصّٰلِحِيْنَ ۝ (النحل : ۱۲۲)

ترجمہ: اور ہم نے ان کو دنیا میں بھی خوبی دی تھی اور وہ آخرت میں بھی نیک لوگوں میں ہوں گے۔

دینِ اسلام کا سارا دار و مدار دو امور پر ہے اخلاص اور صواب۔ اخلاص کے یہ معنی ہیں کہ خالص اللہ کی عبادت کرے۔ کسی چیز کو اس کی عبادت میں کسی حال میں شریک نہ کرے اسی کو اپنا معبود سمجھے، اسی کو اپنا رب جانے، یہی توحید الوہیت ہے اور یہی توحید ربوبیت۔

صواب کے معنی یہ ہیں کہ صریح حدیث اور ظاہر سنت کے مطابق عمل کرے بدعت اور ذاتی رائے کی اسے ہوا بھی نہ لگنے دے جب یہ دونوں باتیں کسی مسلمان میں جمع ہو جاتی ہیں تو وہ شخص کامل مومن ہو جاتا ہے۔ ورنہ اس کے ایمان میں نقص ہے کیونکہ اخلاص نہ ہوا تو ضرور کوئی نہ کوئی کھلا چھپا شرک اس سے صادر ہو گا، یا اس کے عقیدے میں موجود ہو گا۔ صواب نہ ہوا تو عمل میں بدعت شامل ہو جائیگی، ہر بدعت گمراہی ہے اور شرک و بدعت میں پھنس کر انسان بالکل برباد ہو جاتا ہے، پہلے وہ انسان تھا اب جانور اور چوپایہ تسلیم ہو گا۔ لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللّٰهِ۔

بہر حال اس تفسیر کو سلیس اردو زبان میں لکھا گیا ہے۔ اور اس کا تاریخی نام

"ترجمانُ القرآن بلطائفِ البیان"

رکھا ہے۔

دعا ہے اللہ تعالیٰ اس خدمت کو اپنے فضل و کرم سے اسی طرح خالصاً لوجہ اللہ قبول فرمائے جس طرح "شاہ ولی اللہؒ" کے "ترجمۂ فارسی" کو اور ان کے فرزند شاہ عبد القادرؒ کے اردو ترجمہ "موضح القرآن" کو قبول کر کے ایک عالم کو ان سے فیض یاب رشد و ہدایت کیا ہے، جس طرح ہمارا سلسلۂ سند کتاب و سنت ان بزرگوں تک پہنچتا ہے، اسی طرح اس خدمت کا سلسلۂ قبولیت بھی ان دونوں ترجموں سے جا ملے اور اللہ کے احسان و انعام سے یہ بات کچھ دور نہیں ہے۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اللہ پاک مجھے میرے اہل و عیال اور سارے مومن مردوں اور عورتوں کو کتاب و سنت کی اتباع نصیب فرمائے۔" اللھم آمین "

مقدمہ

علومِ قرآن

اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

" وَ نَزَّلْنَا عَلَيْكَ الْكِتَابَ تِبْيَانًا لِّكُلِّ شَيْءٍ "

اور ہم نے تم پر (ایسی) کتاب نازل کی ہے کہ (اس میں) ہر چیز کا بیان (مفصل) ہے۔ (النحل : ۸۹)

یعنی ہم نے آپ پر کتاب نازل کی جو ہر چیز کو بیان کرتی ہے اور فرمایا:

" مَا فَرَّطْنَا فِي الْكِتَابِ مِنْ شَيْءٍ "

ہم نے کتاب (یعنی لوحِ محفوظ) میں کسی چیز (کے لکھنے) میں کوتاہی نہیں کی۔ (الانعام : ۳۸)

یعنی ہم نے کتاب میں کوئی چیز نہیں چھوڑی۔ حدیث میں ہے سَتَكُونُ فِتَنٌ قِيلَ وَمَا الْمَخْرَجُ مِنْهَا ؟ قَالَ : كِتَابُ اللّٰهِ فِيهِ نَبَأُ مَا قَبْلَكُمْ وَخَبَرُ مَا بَعْدَكُمْ وَحُكْمُ مَا بَيْنَكُمْ ۔[1] یعنی عنقریب کچھ فتنے نمودار ہوں گے۔ آپ سے کہا گیا۔ ان سے کیونکر نجات ہوگی؟ آپ نے فرمایا، اللہ کی کتاب موجود ہے، اس میں ماضی اور مستقبل کی خبر اور حال کے بارے میں حکم موجود ہے۔ ابنِ مسعود رضی اللہ عنہ کہتے ہیں جو علم سیکھنا چاہے وہ قرآن کا علم حاصل کرے اس میں اولین و آخرین کی خبر ہے[2] امام بیہقیؒ نے کہا کہ علم سے مراد اس جگہ اصولِ علم ہیں حسن بصریؒ نے کہا : اللہ نے ایک سو چار ۱۰۴ کتابیں اتاری ہیں۔ ان سب کتابوں کا علم ان چار کتابوں (تورات، زبور، انجیل، فرقان) میں موجود ہے۔ پھر پہلی تین کتابوں کا سارا علم فرقان میں ہے۔ ——— فرقان کا سارا علم مفصل سورتوں میں ہے۔ مفصل سورتوں کا سارا علم " فاتحۃ الکتاب " میں جمع کر

[1] ترمذی (باب فضائل القرآن) ص ۲۲ : ۲۴۳ (یہ حدیث غریب ہے۔ حمزہ زیات کی روایت ہے۔ اور اسناد اس کی مجہول ہیں۔ [2] سعید بن منصور۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

دیا گیا۔ جس نے سورت فاتحہ کی تفسیر جان لی، اس نے گویا سب آسمانی کتابوں کا علم حاصل کر لیا۔[۱]

امام شافعیؒ فرماتے ہیں، جو کچھ ائمہ دین کہتے ہیں وہ سب سنت کی شرح ہے اور حدیثِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم اور سنتِ رسولؐ قرآن کریم کی شرح ہے۔ بعض سلف نے کہا ہے "میں نے کوئی حدیث نہیں سنی مگر اس کے لیے کتاب اللہ کی کوئی آیت تلاش کر لی۔" سعید بن جبیرؒ نے کہا، مجھے رسول اللہ صلعم کی جو بھی حدیث ملی میں نے اس کا مصداق کتاب اللہ میں صحیح صحیح پایا۔[۲] ابنِ مسعودؓ کا یہ بھی فرمان ہے، "اس قرآن میں ہر علم اتارا گیا، ہمیں ہر چیز کی تمیز بخشی گئی۔ لیکن ہمارا علم قرآن کے حقائق معلوم کرنے سے قاصر رہا۔[۳] ابوہریرہؓ مرفوعاً کہتے ہیں: اگر اللہ تعالیٰ کسی چیز کے ذکر کو چھوڑ دیتا تو ذرہ خردلۃ (رائی) اور بعوضۃ (مچھر) کو چھوڑ دیتا۔[۴]

امام شافعیؒ نے فرمایا: جو حکم نبیؐ نے دیا ہے۔ وہ سب قرآن ہی سے اخذ شدہ ہے۔ حدیثِ عائشہ میں مرفوعاً آیا ہے "میں کسی چیز کو حلال نہیں کرتا مگر جسے اللہ تعالےٰ نے اپنی کتاب میں حلال کیا ہے"۔ امام شافعیؒ کا یہ بھی فرمان ہے کہ دین میں انسان پر کوئی حادثہ ایسا نہیں گزرتا مگر کتاب اللہ میں ہدایت کا ایک راستہ اس حادثے کے بارے میں موجود ہوتا ہے۔" بعض احکام جن کا ثبوت سنت سے ابتداءً معلوم ہوتا ہے درحقیقت وہ بھی کتاب اللہ ہی سے ماخوذ ہیں اس لیے کہ کتاب اللہ نے رسول اللہ کی اتباع ہم پر لازم کی ہے۔ رسول اللہ کی ہر بات پر چلنا ہم پر فرض ٹھہرایا ہے، ایک بار امام شافعیؒ نے مکہ مکرمہ میں یہ بات کہی تھی کہ اے لوگو! تم جو چاہو مجھ سے پوچھو، میں ہر بات کا قرآن سے جواب دوں گا۔ کسی نے کہا: بھلا بتاؤ محرم کے لیے بھڑ کا مارنا جائز ہے یا نہیں؟ امام شافعیؒ نے فرمایا:

"بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ: قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى: وَمَآ اٰتٰىكُمُ الرَّسُوْلُ فَخُذُوْهُ وَمَا نَهٰىكُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوْا[۵]

---

[۱] بیہقی [۲] ابن ابی حاتم [۳] ابنِ جریر، ابن ابی حاتم
[۴] ابوالشیخ نے اخراج کیا ہے۔ [۵] الحشر: ۷

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پھر حضرت حذیفہؓ کی یہ حدیث اپنی سند سے روایت کی کہ "رسول اکرم نے فرمایا" اِقْتَدُوْا بِالَّذِیْنَ مِنْ بَعْدِیْ اَبِیْ بَکْرٍؓ وَ عُمَرَؓ" پھر ایک دوسری حدیث بھی اپنی سند سے بیان کی کہ حضرت عمر بن خطابؓ نے محرم کو بھڑ کے مارنے کا حکم دیا۔ امام بخاریؒ نے ابن مسعودؓ سے روایت کی ہے کہ انھوں نے یہ حدیث پڑھی:

"لَعَنَ اللّٰهُ الْوَاشِمَاتِ وَالْمُسْتَوْشِمَاتِ"

ایک عورت نے اس پر اعتراض کیا۔ انھوں نے کہا: "بھلا جس پر اللہ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے لعنت کی ہو اور وہ بات قرآن میں بھی موجود ہو، میں اس پر کیسے لعنت نہ کروں۔ اس عورت نے کہا "میں نے سارا قرآن مجید پڑھا ہے۔ مگر جو آپ کہہ رہے ہیں وہ اس میں کہیں نہیں پایا۔ عبداللہ بن مسعودؓ نے فرمایا: اگر تو قرآن پڑھتی تو اسے ضرور اس میں پا لیتی کیا تو نے یہ آیت نہیں پڑھی۔[1]

"وَمَا اٰتٰكُمُ الرَّسُوْلُ فَخُذُوْهُ وَمَا نَهٰكُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوْا"

"سو جو چیز تم کو پیغمبر دیں وہ لے لو اور جس سے منع کریں (اس سے) باز رہو۔"

اس نے کہا ہاں پڑھی ہے۔ تو عبداللہ بن مسعودؓ نے فرمایا: تو پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کاموں سے منع کیا ہے۔

ابن جرجان کہتے ہیں! جو بات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمائی ہے، وہ یا تو خود قرآن میں موجود ہے یا اس کی اصل قریب ہو یا بعید، قرآن میں موجود ہے۔ جس نے سمجھا، اس نے سمجھا جو اندھا رہا وہ اندھا رہا، اسی طرح آپؐ کا ہر حکم اور ہر فیصلہ قرآن مجید میں موجود ہے۔ حضرت عائشہؓ سے مروی ہے "کَانَ خُلُقُهُ الْقُرْاٰنَ" (آپؐ کا خلق سارا قرآن مجید تھا۔) غضب ہے کہ پیغمبر تو قرآن پر چلے اور امت نہ چلے۔ (جاری ہے)

---

[1] الحشر: ۷

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تفسیری مباحث کے سلسلہ میں۔
قسط: ۱۲
از: حافظ ثناء اللہ مدنی

تقابلِ ادیان

تورات، زبور، انجیل، قرآن مجید

لفظ تورات پر بحث

تورات عبرانی زبان کا لفظ ہے اس کا اصل معنی شریعت یا ناموس یعنی ستری شئی ہے۔

یہود کی اصطلاح میں یہ پانچ چھوٹی چھوٹی کتابوں سے عبارت ہے:

(۱) سفر التکوین (۲) سفر الخروج

(۳) سفر اللاویین او الاحبار

(۴) سفر العدد (۵) سفر التثنیۃ

اور نصاریٰ کی اصطلاح میں اس کا اطلاق قدیم عہد نامہ کی کتب پر ہوتا ہے۔ اور قبل از مسیح علیہ السلام انبیاء کی کتابوں، ان کے فیصلہ جات کی تواریخ اور ان کے بادشاہوں کی خبروں سے۔ مصنف کا چاہے علم ہو یا نہ ہو۔ عبارت ہے۔ اور بعض اوقات ان کے ہاں انجیل بھی سابقہ مجموعہ میں شامل کر لی جاتی ہے۔ ان سب کا نام تورات رکھتے ہیں۔ جبکہ مسلمانوں کے ہاں تورات سے مراد وہ کتاب ہے، جس کو اللہ تعالیٰ نے موسیٰ علیہ السلام پر نازل فرمایا اور وہ لوگوں کے لیے سرچشمہ ہدایت تھی۔ اور اللہ کی طرف سے تختیوں پر تحریر شدہ ملی تھی۔ البتہ صحابہ کرامؓ کے ہاں اس کا اطلاق مجموعہ عہدِ قدیم پر بھی ہوتا ہے۔ سید عبدالدائم الجلالی "لغات القرآن" میں فرماتے ہیں: توراۃ اور انجیل دونوں عجمی لفظ ہیں تکلف سے کام لے کر ان کا اشتقاق "وری" اور "نجل" سے بتانا اور ان کا وزن تَفْعِلَۃ اور اِفْعِیْل بیان کرنا اس وقت صحیح ہو سکتا ہے۔ جبکہ دونوں لفظ عربی ہوں۔ حضرت

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حسن بصریؒ نے اس کی قرأت أنجیل کی ہے جس میں ہمزہ کو فتح ہے یہ اس کے عجمی ہونے کی دلیل ہے۔ کیونکہ افعیل کے ہمزہ کا مفتوح ہونا سرے سے اوزانِ عرب میں موجود ہی نہیں ہے۔ انتہی (بحوالہ کشاف)

"تفسیر کشاف" کی اصل عبارت یوں ہے: وَقَرَأَ الْحَسَنُ الْأَنْجِيْلَ بِفَتْحِ الْهَمْزَةِ فَإِنْ صَحَّ عَنْهُ فَلِأَنَّهُ أَعْجَمِيٌّ خَرَجَ لِعُجْمِيَّتِهِ عَنْ زِنَاتِ الْعَرَبِيَّةِ كَمَا خَرَجَ هَابِيْلُ وَآجُرُ۔ (کشاف ج ۱ ص ۲۶۳)

لفظ انجیل پر بحث

انجیل یونانی کلمہ ہے اس کا معنی بشارت ہے اور اصطلاح میں اس سے مراد وہ کتاب ہے جو اللہ تعالیٰ نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر نازل کی، قرآن مجید میں اس کی صفت یوں بیان کی ہے۔ وَقَفَّيْنَا عَلَىٰ آثَارِهِم بِعِيسَى ابْنِ مَرْيَمَ مُصَدِّقًا لِّمَا بَيْنَ يَدَيْهِ مِنَ التَّوْرَاةِ وَآتَيْنَاهُ الْإِنجِيلَ فِيهِ هُدًى وَنُورٌ وَمُصَدِّقًا لِّمَا بَيْنَ يَدَيْهِ مِنَ التَّوْرَاةِ وَهُدًى وَمَوْعِظَةً لِّلْمُتَّقِينَ ○ (۵/۴۶) اور ان پیغمبروں کے بعد انہیں کے قدموں پر ہم نے عیسیٰ بن مریم کو بھیجا جو اپنے سے پہلے کی کتاب تورات کی تصدیق کرتے تھے۔ اور ان کو انجیل عنایت کی جس میں ہدایت اور نور ہے۔ اور تورات کی جو اُس سے پہلی (کتاب) ہے تصدیق کرتی ہے، اور پرہیزگاروں کو راہ بتاتی اور نصیحت کرتی ہے۔

بحثِ اناجیل

واضح رہے کہ عیسائیوں کی اصطلاح میں جو چار کتابیں اناجیل کے نام سے موسوم ہیں یہ سب حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بعد کے لوگوں کی تصنیفات ہیں۔ جن میں آپ کے اقوال و احوال کو صحیح اور غلط طور پر مرتب کر دیا گیا۔ گو ان میں اصل انجیل کے بھی کچھ مضامین موجود ہیں مگر ان میں سے کوئی بھی مکمل طور پر حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر نازل شدہ انجیل نہیں ہے۔ بلکہ یہ چاروں کتابیں متی، مرقس، یوحنا، لوقا نامی چار مختلف اشخاص کی تصنیفات ہیں، جو اپنے اپنے مصنف کے نام سے مشہور ہیں ان اناجیل کی کتابت کب عمل میں آئی اس کے تعین میں عیسائیوں کا سخت اختلاف ہے۔ اسی طرح یہ امر بھی زیرِ بحث ہے کہ آیا جن کے نام سے یہ کتابیں مشہور ہیں درحقیقت ان ہی کی جمع کردہ

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہیں یا بعد کے لوگوں کی تصنیف ہیں؟ تاہم اس بات پر ہمارا اور عیسائیوں کا اتفاق ہے کہ یہ چاروں[۴] کتب نہ حضرت عیسیٰؑ کی تصنیفات[۵] میں سے ہیں اور نہ ان کے عہد میں لکھی گئی ہیں۔

بہرحال قرآن مجید میں جس انجیل کا ذکر ہے اس سے مراد وہی اصلی انجیل ہے۔ جو حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر نازل ہوئی "لغات القرآن"

مسئلہ ہذا کی مزید وضاحت یوں ہوتی ہے کہ مروجہ چار[۴] اناجیل جو آج مشہور اور موجود ہیں۔ ۳۲۵ء کو نیقیہ میں قسطنطین کے زیرِ اہتمام اجتماع میں بڑی بحث وتحیص کے بعد سرکاری سطح پر ان کے وجود کو تسلیم کر لیا گیا۔ جبکہ باقی تمام کتابوں کی حیثیت کو ختم کر دیا گیا تاکہ دیانتِ نصاریٰ کی شکل وصورت اور ہیئت قائم رہ سکے چونکہ یہ اجتماع مخصوص مقاصد کے پیشِ نظر منعقد ہوا تھا اور پولس (شاؤل) کے ذہنی اثرات اس پر اثر انداز تھے۔ جو درحقیقت یہودی تھا اور اپنے مذموم مقاصد کے حصول کی خاطر مسیحیت میں بڑے ڈرامائی انداز میں داخل ہوا تھا۔

نیز قسطنطین کے مشرکانہ ذہن کا بھی ان اناجیل کے تسلیم کرانے اور اسی اجتماع میں "تثلیث" کو مذہبی عقیدہ قرار دینے میں خاصہ دخل تھا۔ چونکہ وہ اپنی رعایا کے مشرکانہ عقائد پر اچھی طرح کاربند تھا۔ اسی لیے اس نے اس اجتماع میں اساقفہ کی واضح اکثریت (۱۶۵۲) کو نظر انداز کر کے چند لوگوں (۲۱۸) کی خواہش پر مذہب کی شکل بگاڑ دی اور تب سے اب تک نصرانیت آسمانی کتابوں اور ایک جلیل القدر رسولِ خدا کے نام پر تمام انبیاء کے متفقہ اصل الاصول توحید کی بجائے مشرکانہ دعوت کی علمبردار چلی آرہی ہے۔

ہر وہ فرد جس کو سابقہ تاریخ امم سے تھوڑا سا بھی لگاؤ ہے اس بات سے بخوبی واقف ہے کہ اِن اناجیل کا آپس میں شکلی اور موضوعی اختلاف اس قدر زیادہ ہے جو ان کی صداقت تو درکنار ان کے وجود کو بھی موہوم مشکوک اور مبہم بنا دیتا ہے۔

ہم ذیل میں ان چاروں[۴] اناجیل میں تحریف پر چند شواہد پیش کرتے ہیں۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ان کے الفاظ اور موضوعات میں باہمی اختلاف ہے۔ مثلاً شروع کے الفاظ ہی آپس میں مختلف ہیں ملاحظہ فرمائیں۔

۱۔ انجیل متی کی ابتداء:

ا۔ کِتَابُ مِیلَادِ یَسُوعَ الْمَسِیحِ بْنِ دَاؤُدَ بْنِ اِبْرَاھِیْمَ۔

ب: وَ اِبْرَاھِیْمُ وَلَدَ اِسْحٰقَ وَاِسْحٰقُ وَلَدَ یَعْقُوبَ وَیَعْقُوبُ وَلَدَ یَھُوذَا وَاِخْوَتَہٗ ..... الخ

۲۔ انجیل مرقس کی ابتداء:

ا۔ بَدْءُ اِنْجِیلِ یَسُوعَ الْمَسِیحِ ابْنِ اللّٰہِ

ب۔ کَمَا ھُوَ مَکْتُوبٌ

۳۔ انجیل لوقا کی ابتداء:

اِذَا کَانَ کَثِیرُونَ قَدْ اَخَذُوا اِبْتَأْلِیفِ قِصَّۃٍ فِی الْاُمُورِ الْمُتَیَقَّنَۃِ عِنْدَنَا۔

۴۔ انجیل یوحنا کی ابتداء:

فِی الْبَدْءِ کَانَ الْکَلِمَۃُ عِنْدَ اللّٰہِ۔

ان شواہد کی روشنی میں بلا خوفِ تردید کہا جا سکتا ہے کہ اس وقت عیسیٰؑ کی حقیقی دعوت اور عیسائیت کی صحیح صورت معلوم کرنے کے لیے قابلِ اعتماد ماخذ صرف اور صرف قرآنِ حکیم ہی ہے جو ہر قسم کی تحریف و تغیر سے مبرا ہے۔ اور ان اناجیل کا شکلی اختلاف یوں ہے کہ کسی ایک کا حجم دوسری سے نہیں ملتا۔

۱۔ انجیل متی: ۲۸ اصحاح (فصول)

۲۔ مرقس: ۱۶ اصحاح

۳۔ لوقا: ۲۴ اصحاح

۴۔ یوحنا: ۲۱ اصحاح

یہ باہمی اختلاف ان اناجیل کے محرف ہونے کی داخلی شہادتیں ہیں اور سب سے بڑی شہادت یہ ہے کہ موجودہ تورات میں ذاتِ باری تعالیٰ اور انبیاء کرام کو ہدفِ تنقید بنایا گیا ہے چنانچہ سفر تکوین کے اصحاح اول میں ہے

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

قَالَ اللّٰهُ نَجْعَلُ الْاِنْسَانَ عَلٰی صُوْرَتِنَا کَشِبْهِنَا ۔ اللہ نے فرمایا ہم انسان کو اپنی شکل وصورت پر بناتے ہیں اور سفر تکوین کے اصحاح ثانی میں ہے فَاُکْمِلَتِ السَّمٰوَاتُ وَالْاَرْضُ وَکُلُّ جُزْءِ ھَا وَفَرَغَ اللّٰهُ فِی الْیَوْمِ السَّابِعِ مِنْ عَمَلِهِ الَّذِیْ عَمِلَ فَاسْتَرَاحَ فِی الْیَوْمِ السَّابِعِ مِنْ جَمِیْعِ عَمَلِهِ الَّذِیْ عَمِلَ وَبَارَكَ اللّٰهُ الْیَوْمَ السَّابِعَ وَقَدَّسَهٗ لِاَنَّهٗ اسْتَرَاحَ فِیْهِ مِنْ جَمِیْعِ عَمَلِهِ الَّذِیْ عَمِلَ اللّٰهُ خَالِقًا ۔

اس کے برعکس دینِ فطرت میں اسلامی عقیدہ کی وضاحت وصراحت قرآنِ مجید میں یوں ہے :

لَیْسَ کَمِثْلِهٖ شَیْءٌ وَّهُوَ السَّمِیْعُ الْبَصِیْرُ[1]

یعنی اس جیسی کوئی چیز نہیں اور وہ دیکھتا سنتا ہے۔

وَلَقَدْ خَلَقْنَا السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ وَمَا بَیْنَهُمَا فِیْ سِتَّةِ اَیَّامٍ وَّمَا مَسَّنَا مِنْ لُّغُوْبٍ ۔[2]

اور ہم نے آسمانوں اور زمین کو اور جو (مخلوقات) اُن میں ہے سب کو چھ دن میں بنا دیا اور ہم کو ذرا بھی تھکان نہیں ہوا۔

جمہور اہلِ علم کا نظریہ ہے کہ ان سابقہ کتب اور صحف میں لفظی ومعنوی دونوں قسم کی تحریف ہوئی ہے۔

اگرچہ بعض اہلِ علم صرف تحریفِ معنوی کے قائل ہیں لیکن کتاب وسنت سے دلائل و براہین پہلے مسلک کے مؤید ہیں ۔ ارشادِ خداوندی ہے۔

اَفَتَطْمَعُوْنَ اَنْ یُّؤْمِنُوْا لَكُمْ وَقَدْ کَانَ فَرِیْقٌ مِّنْهُمْ یَسْمَعُوْنَ کَلٰمَ اللّٰهِ ثُمَّ یُحَرِّفُوْنَهٗ مِنْۢ بَعْدِ مَا عَقَلُوْهُ وَهُمْ یَعْلَمُوْنَ[3]

آیتِ ہذا کے حاشیہ پر مولانا فتح محمد جالندھریؒ فرماتے ہیں : تحریف میں اختلاف ہے کہ کس قسم کی تھی بعض کہتے ہیں کہ لفظی تھی یعنی الفاظ بدل دیتے تھے بعض کہتے ہیں کہ معنوی تھی یعنی معنی بگاڑ دیتے تھے ۔ امام فخر الدین رازی موخر الذکر کے قائل ہیں ۔ بعض کہتے ہیں لفظی اور معنوی دونوں طرح کی

---

[1] (۴۲/۱۱) [2] (۵۰/۳۸) [3] (۲/۷۵)

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تھی۔ بہر کیف جمہور اہل اسلام کتبِ یہود و نصاریٰ میں تحریف و تبدل کے قائل ہیں۔ جبکہ مسلمانوں کو اس بات پر ناز ہے کہ ان کی آسمانی کتاب میں تحریف نہیں ہوئی اور ہو سکتی بھی نہیں کیونکہ خدا نے اس کی حفاظت خود اپنے ذمے لی ہے۔ ارشادِ ربانی ہے:

فَوَيْلٌ لِّلَّذِينَ يَكْتُبُونَ الْكِتَابَ بِأَيْدِيهِمْ ثُمَّ يَقُولُونَ هَٰذَا مِنْ عِندِ اللَّهِ..... الآية [1]

نیز فرمایا:

وَإِنَّ مِنْهُمْ لَفَرِيقًا يَلْوُونَ أَلْسِنَتَهُم بِالْكِتَابِ [2]

ایک اور مقام پر ارشاد ہوا۔

يُحَرِّفُونَ الْكَلِمَ عَن مَّوَاضِعِهِ [3]

اسفارِ خمسہ میں بھی اس پر کئی ایک شواہد موجود ہیں۔ جن کا انکار یہود کے لیے بھی ناممکن ہے۔

چنانچہ ان میں سے بعض اسفار میں حضرت موسیٰ علیہ السلام کی موت کی کیفیت اور تفصیل بھی بیان کی گئی ہے۔ جس کا کوئی عاقل اور دانشمند دعویٰ نہیں کر سکتا کہ موسیٰ علیہ السلام نے خود اپنے دستِ مبارک سے لکھا ہو گا اسی طرح یہود کا قول الْعُزَيْرُ ابْنُ اللَّهِ اور لَيْسَ عَلَيْنَا فِي الْأُمِّيِّينَ سَبِيلٌ تحریفات کی قبیل سے ہیں نیز ان میں انبیاء علیہم السلام پر بھی اتہامات اور الزامات کی ایک لمبی فہرست ہے۔ بالاختصار یہ کہ مثلاً حضرت یعقوب علیہ السلام نے کشتی میں اللہ تعالےٰ کو گرا لیا۔

حضرت لوط علیہ السلام نے شراب پی اور اپنی دونوں بچیوں سے جبلِ صغر میں جفتی کی۔

حضرت داؤد علیہ السلام کا اللہ کے ہاں رتبہ اور مقام کم ہو گیا۔ یہ سب ان کتب میں تحریفات کے واضح شواہد ہیں۔

مزید آنکہ..... حافظ ابن القیمؒ نے اپنی تصنیف "اِغاثۃ اللّھفان" میں

[1] (۷۹/۲) [2] (۷۸/۳) [3] (۴۶/۴)

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تحریفِ تورات کے موضوع پر بڑی تفصیلی گفتگو کی ہے۔ اس کا حاصل یہ ہے کہ مسئلہ ہذا میں تین اقوال ہیں :

۱۔ کل تورات یا اس کا اکثر حصہ محرف و مبدل ہے۔ حتٰی کہ بعض نے غلو سے کام لیتے ہوئے اس کے اوراق کو ہی ردی قرار دیا ہے۔

۲۔ فقہاء و محدثین اور متکلمین کی رائے ہے کہ تبدیلی صرف تاویل میں ہوئی، چنانچہ امام بخاریؒ اپنی صحیح میں فرماتے ہیں :

"يُحَرِّفُوْنَ يُزِيْلُوْنَ لَيْسَ اَحَدٌ يُزِيْلُ لَفْظَ كِتَابٍ مِنْ كِتَابِ اللهِ لٰكِنَّهُمْ يَتَأَوَّلُوْنَهُ عَلٰى تَأْوِيْلِهِ"

یعنی کسی کو قدرت حاصل نہیں کہ کتاب اللہ سے ایک لفظ بھی تبدیل کر سکے۔ البتہ وہ لوگ اس کی غلط تفسیر کرتے تھے۔ اس قول کا ابتدائی حصہ حضرت عبداللہ بن عباسؓ سے مروی ہے۔

امام رازیؒ نے بھی اسی قول کو اختیار کیا ہے۔ تفصیل کے لیے ملاحظہ ہو فتح الباری جلد ۱۳، صفحہ نمبر ۵۲۳ تا ۵۲۶۔

۳۔ تورات میں ہلکی سی کمی بیشی ہوتی ہے۔ امام موصوف فرماتے ہیں ہمارے شیخ یعنی امام ابن تیمیہؒ نے "اَلْجَوَابُ الصَّحِيْحُ لِمَنْ بَدَّلَ دِيْنَ الْمَسِيْحِ" میں اسی اصول کو پسند کیا ہے۔

راقم السطور کہتا ہے، مسئلہ ہذا پر مذکور کتاب میں درج ذیل عناوین قائم کئے گئے ہیں۔ جس سے بخوبی امام موصوف کے رجحان کا اندازہ لگایا جا سکتا ہے۔ ملاحظہ فرمائیں :

۱۔ فَصْلٌ فِيْ اَنَّ الْغَلَطَ اِنَّمَا وَقَعَ فِي التَّرْجَمَةِ [۱]

۲۔ فَصْلٌ فِيْمَا حَدَثَ فِي التَّوْرَاةِ مِنْ تَغْيِيْرٍ [۲]

۳۔ فَصْلٌ فِيْمَا حَدَثَ فِي الْاِنْجِيْلِ مِنْ تَبْدِيْلٍ [۳]

۴۔ فَصْلٌ فِيْ كَيْفِيَّةِ التَّغْيِيْرِ الَّذِيْ حَدَثَ فِي الْاِنْجِيْلِ [۴]

---

[۱] اَلْجَوَابُ الصَّحِيْحُ لِمَنْ بَدَّلَ دِيْنَ الْمَسِيْحِ جزء ۲، ص ۱۶،

[۲] ایضاً ج ۲، ص ۱۸ [۳] ایضاً ج ۲ ص ۲۰ [۴] ایضاً ج ۲، ص ۲۶

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

انجیل برنابا

مناسب معلوم ہوتا ہے کہ تھوڑا سا ذکر "برنابا" کا بھی ہو جائے۔ تاکہ مسیحی علماء کی "دیانت" اور آسمانی کتب کے ساتھ اُن کے "حسنِ سلوک" کی حقیقت اچھی طرح واضح ہو جائے۔ "صحیفۂ اعمال" جو لُوقا کی تصنیف بتایا جاتا ہے، کی متعدد نصوص سے معلوم ہوتا ہے کہ برنابا اوّلین مسیحیت کے خاص ارکان واعیان میں سے تھے۔ اس لیے مسیحیوں کا اس پر اجماع ہے کہ وہ مقدس بزرگ اور رسول تھے اور ان پر روح القدس نازل ہُوا تھا البتہ وہ انہیں حواری تسلیم نہیں کرتے اگرچہ اُن کی انجیل انہیں حواری ثابت کرتی ہے۔ بہرحال وہ مُرقس کے استاد اور پولس کے راہنما تھے۔ (ملاحظہ ہو "اعمال" ۴۔۹۔۱۱ کی متعدد آیات)

سولھویں[16] صدی کے آخر میں برنابا کی انجیل دریافت ہوئی ہُوا یوں کہ ایک لاطینی راہب کو اریانوس کے ایک خط کا پتہ چلا۔ جس میں پولس کی ان تحریروں کے بارے میں ناراضگی درج تھی جو اس نے برنابا کے حوالے سے لکھی تھیں اس واقعہ نے انہیں انجیل برنابا کی کھوج میں لگا دیا۔ بالآخر پوپ اسا کاٹس پنجم کے کتب خانہ میں اس کا سراغ مل گیا۔ اس نے خفیہ طور پر اس کے مطالعہ کے بعد اسلام قبول کر لیا۔ یہ انجیل ایک علمی حقیقت ہے۔ اور اس کا ظہور و خفاء اور ترجمہ تاریخی طور پر یہ ہوتا ہے۔ ۴۹۲ء میں بقول ڈاکٹر سعادت بک ہری اصحاب کلیسا نے اسے اپنے مقصد کے خلاف پاکر اس پر پابندی لگا دی تھی۔ اور اس کا مطالعہ ممنوع قرار دیا تھا۔

انجیل برنابا کے مطالعہ سے پتہ چلتا ہے کہ دیگر اناجیلِ اربعہ میں کس قدر تحریف کی گئی ہے، اس کی تعلیمات میں خدا کو رب العٰلمین اور خالقِ ارض و سما کہا گیا ہے۔ عیسیٰ علیہ السلام کو خدا کا نبی کہہ کر پولس کی تحریفات پر افسوس کا اظہار بھی کیا گیا ہے۔ وغیرہ۔

(جاری ہے)

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مقالات (غازی عزیز)

حدیث چلّہ کشی محدثین کی نظر میں

اکثر صوفیاء اور خانقاہیت کے مبلغین تطہیرِ قلوب، تزکیۂ نفس، قربِ الٰہی، معرفتِ حق، اخلاص فی العبادت اور حکمت علی اللسان کے حصول کے لیے "چلّہ کشی" پر بہت زور دیتے ہیں۔ چنانچہ مولانا محمد زکریا کاندھلوی صاحب مرحوم (سابق شیخ الحدیث مدرسہ مظاہر العلوم سہارنپور، یوپی۔ بھارت) چلّہ کشی کے اثبات اور اس کی اہمیت پر روشنی ڈالتے ہوئے تحریر فرماتے ہیں:

"...... اور چالیس دن کی خصوصیت بظاہر اس وجہ سے ہے کہ حالات کے تغیر میں چالیس دن کو خاص دخل ہے، چنانچہ آدمی کی پیدائش کی ترتیب جس حدیث میں آتی ہے اس میں بھی چالیس دن تک نطفہ رہنا پھر گوشت کا ٹکڑا چالیس دن تک اسی طرح چالیس چالیس دن میں اس کا تغیر ذکر فرمایا ہے۔ اسی وجہ سے صوفیاء کے یہاں چلّہ بھی خاص اہمیت رکھتا ہے۔" [1]

جب "چلّہ کشی" کے حامی اور مبلغ علماء سے اس کی شرعی دلیل طلب کی جاتی ہے تو مندرجہ ذیل حدیث بطورِ سند انتہائی زور و شور کے ساتھ پیش کی جاتی ہے:

"مَنْ أَخْلَصَ لِلّٰهِ أَرْبَعِيْنَ يَوْمًا ظَهَرَتْ يَنَابِيْعُ الْحِكْمَةِ عَلٰى لِسَانِهٖ"

"جس نے اللہ کے لیے چالیس روز تک خلوص اختیار کیا تو (اللہ کی جانب سے) اس کی زبان پر حکمت کی باتیں ظاہر ہونے لگتی ہیں۔"

[1] تبلیغی نصاب (فضائل نماز، باب دوم) مصنفہ مولانا محمد زکریا کاندھلوی مرحوم ص ۳۸، طبع کتبہ امدادیہ ملتان

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

یہ حدیث متعدد طرق سے وارد ہوئی ہے، بعض روایات میں الفاظ کا تھوڑا ردّو بدل بھی پایا جاتا ہے۔ اس حدیث کو ابونعیمؒ نے حلیۃ الأولیاء[2] میں، ابوحامد الغزالیؒ نے "إحیاء علوم الدین[3]" میں، جلال الدین عبدالرحمٰن السیوطی (م ۹۱۱ھ) نے "الدرر المنتثرۃ فی الاحادیث المشتہرۃ[4]"، "اللآلی المصنوعۃ فی الأحادیث الموضوعۃ[5]" اور "الجامع الصغیر[6]" میں، حسین المروزی نے "زوائد الزھد[7]" میں، امام احمد بن حنبلؒ نے "الزھد" میں، ابن ابی شیبہؒ نے "مصنف" میں، ہناد بن السریؒ نے "الزھد" میں، ابن ابی الدنیا نے "کتاب ذم الدنیا" میں، دارمیؒ و ابن عدیؒ اور دیلمیؒ وغیرہ نے مرفوعاً و مرسلاً ہر دو طرح روایت کیا ہے۔ نیز علامہ منذریؒ نے "الترغیب والترھیب[9]" میں، قضاعیؒ نے "مسند الشھاب[10]" میں، علامہ عبدالرؤف المناویؒ نے "فیض القدیر[11]" میں، علامہ خزرجی نے "خلاصۃ تذھیب الکمال فی أسماء الرجال[12]" میں نورالدین سمہودیؒ (م ۹۱۱ھ) نے الغماز علی اللماز فی الموضوعات المشہورات[13]" میں حافظ تقی الدین احمد بن عبدالحلیم بن تیمیہؒ نے "أحادیث القصاص[14]" میں، علامہ بدرالدین محمد بن عبداللہ الزرکشیؒ (م ۷۹۴ھ) نے "اللآلی المنثورۃ فی الأحادیث المشہورۃ[15]" میں، عبدالرحمٰن بن علی بن محمد عمر الشیبانی الشافعی الأثریؒ (م ۹۴۴ھ) نے "تمییز الطیب

---

[2] حلیۃ الاولیاء لابی نعیم ج ۵، ص ۱۸۹ [3] احیاء علوم الدین للغزالیؒ ج ۴، ص ۳۶۵

[4] الدرر المنتثرۃ للسیوطیؒ ص ۳۲۴ طبع جامعہ ریاض ۱۹۸۳ء۔ [5] اللآلی المصنوعۃ للسیوطیؒ ج ۲ ص ۳۲۸تا ۳۲۹ طبع دار المعرفۃ بیروت ۱۹۷۵ء [6] الجامع الصغیر للسیوطیؒ ص ۸۳۶۱

[7] زوائد الزھد للمروزیؒ ج ۱ ص ۲۰۲ [8] دارمی ج ۱، ص ۳۵۹

[9] الترغیب والترھیب للمنذریؒ ج ۱ ص ۵۶۔ [10] مسند الشھاب للقضاعیؒ ج ۱ ص ۳۰۔ [11] فیض القدیر للمناویؒ ج ۶ ص ۲۳، طبع مصطفیٰ محمد بمصر ۱۹۳۸ء

[12] خلاصۃ تذھیب الکمال للخزرجیؒ ص ۸۲ [13] الغماز علی اللماز للسمہودیؒ ص ۲۰۷، طبع دار الکتب العلمیۃ بیروت ۱۹۸۶ء [14] احادیث القصاص لابن تیمیہؒ ص ۷۲-۳۰ طبع المکتب الاسلامی بیروت ۱۹۸۵ء [15] اللآلی المنثورۃ للزرکشی ص ۱۳۷ طبع دار الکتب العلمیۃ بیروت ۱۹۸۶ء

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

من الخبیث فیما یدور علی ألسنۃ الناس من الحدیث[16]" میں، نور الدین علی بن محمد بن سلطان المشہور بالملا علی القاری (م ۱۰۱۴ھ) نے "الاسرار المرفوعۃ فی الاخبار الموضوعۃ المعروف بالموضوعات الکبریٰ[17]" میں، ابو عبداللہ محمد بن احمد بن عثمان الذہبیؒ (م ۷۴۸ھ) نے "میزان الاعتدال فی نقد الرجال[18]" میں، محمد درویش حوت البیروتیؒ نے "اسنی المطالب فی الأحادیث المختلفۃ المراتب[19]" میں، محمد بن علی الشوکانیؒ (م ۱۲۵۰ھ) نے "الفوائد المجموعۃ فی الاحادیث الموضوعۃ[20]" میں، اسماعیل بن محمد العجلونی الجراحیؒ (م ۱۱۶۲ھ) نے "کشف الخفاء ومزیل الالباس عما اشتہر من الاحادیث علی ألسنۃ الناس[21]" میں، شمس الدین ابی الخیر محمد بن عبدالرحمن السخاویؒ (م ۹۰۲ھ) نے "المقاصد الحسنۃ فی بیان کثیر من الاحادیث المشتہرۃ علی الألسنۃ[22]" میں، ابو الحسن علی بن محمد بن عراق الکنانیؒ (م ۹۶۳ھ) نے "تنزیہ الشریعۃ المرفوعۃ عن الاخبار الشنیعۃ الموضوعۃ[23]" میں، عبدالرحمن بن علی بن الجوزی التیمی القرشیؒ (م ۵۹۷ھ) نے "الموضوعات[24]" میں، صنعانیؒ نے "الأحادیث الموضوعۃ[25]" میں، حافظ عراقیؒ نے "تخریج الاحیاء" میں اور علامہ شیخ محمد ناصر الدین الالبانی حفظہ اللہ نے "سلسلۃ الأحادیث الضعیفۃ والموضوعۃ" میں اس کو وارد کیا ہے۔

ذیل میں اس روایت کے جملہ طرق اور اُن کا علمی جائزہ پیش کیا جاتا ہے:

---

[16] تمییز الطیب للشیبانیؒ ص۱۷۲ طبع دار الکتب العلمیۃ بیروت ۱۹۸۱ء

[17] الاسرار المرفوعۃ للقاریؒ ص۲۱۷-۲۱۸۔ طبع دار الکتب العلمیۃ بیروت ۱۹۸۵ء

[18] میزان الاعتدال للذہبیؒ ج ۲ ص۲۶۵ طبع دار الکتب العلمیۃ بیروت۔

[19] أسنی المطالب للحوت بیروتیؒ ص۲۸۰ طبع دار الکتاب العربی بیروت ۱۹۸۳ء

[20] الفوائد المجموعۃ للشوکانیؒ ص۲۴۳ طبع مطبعۃ السنۃ المحمدیہ بمصر ۱۹۶۰ء

[21] کشف الخفاء للعجلونیؒ ج ۲ ص۲۹۲-۲۹۳ طبع مؤسسۃ الرسالۃ بیروت ۱۹۸۵ء

[22] المقاصد الحسنۃ للسخاویؒ ص۳۹۵ طبع دار الکتب العلمیۃ بیروت ۱۹۸۱ء

[23] تنزیہ الشریعۃ المرفوعۃ لابن عراق الکنانی ج ۲ ص۳۰۵ طبع دار الکتب العلمیۃ بیروت ۱۹۸۱ء

[24] الموضوعات لابن الجوزیؒ ج ۳ ص۱۳۴-۱۳۵ طبع مکتبۃ السلفیۃ المدینۃ المنورۃ ۱۹۶۶ء

[25] الاحادیث الموضوعۃ للصنعانیؒ ص۷۔

[26] سلسلۃ الاحادیث الضعیفۃ والموضوعۃ للألبانی ج ۱ ص۵۵-۵۶

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

(الف) قَالَ اَبُوْ نُعَیْمٍ : حَدَّثَنَا حَبِیْبُ بْنُ الْحَسَنِ حَدَّثَنَا عَبَّاسُ بْنُ یُوْسُفَ الشَّکْلِیُّ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَیَانٍ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ اِسْمَاعِیْلَ حَدَّثَنَا یَزِیْدُ الْوَاسِطِیُّ اَنْبَأَنَا حَجَّاجٌ عَنْ مَکْحُوْلٍ عَنْ اَبِیْ اَیُّوْبَ الْاَنْصَارِیِّ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ : مَنْ اَخْلَصَ لِلّٰہِ اَرْبَعِیْنَ یَوْمًا ظَھَرَتْ یَنَابِیْعُ الْحِکْمَۃِ عَلٰی لِسَانِہٖ ۔"

اس حدیث کو حافظ ابونعیمؒ نے "حلیۃ الاولیاء"[۲۷] میں روایت کیا ہے، لیکن اس کی سند میں کئی رواۃ مجروح ہیں۔

(۱) یزید الواسطی جو یزید بن عبدالرحمٰن الدالانی الواسطی ہے کے متعلق حافظ محمد بن حبان بن احمد ابی حاتم التیمی البستی (م ۳۵۴ھ) اور ان کے حوالہ سے امام ابن الجوزیؒ، امام سیوطیؒ، علامہ ابن عراق الکنانیؒ اور شیخ محمد ناصر الدین الالبانی حفظہ اللہ وغیرہ تحریر فرماتے ہیں کہ وہ کثیر الخطاء، فاحش الوہم اور روایات میں ثقات کی مخالفت کرنے والا تھا، پس اس سے احتجاج درست نہیں ہے۔" علامہ ابوالحسن احمد بن عبداللہ بن صالح العجلی الکوفیؒ (م ۲۶۱ھ) نے اس پر کوئی کلام نہیں کیا ہے۔ علامہ احمد بن علی بن حجر عسقلانیؒ (م ۸۵۲ھ) فرماتے ہیں: "صدوق ہے کثرت کے ساتھ خطاء اور تدلیس کرتا ہے۔" امام ذہبیؒ فرماتے ہیں: "ابوحاتمؒ نے اُسے صدوق کہا ہے۔ امام احمد بن محمد بن حنبل الشیبانیؒ (م ۲۴۱ھ) کہتے ہیں کہ اس میں کوئی حرج نہیں ہے۔ ابن عدی فرماتے ہیں کہ اس کی حدیث میں لچک ہوتی ہے۔ مگر وہ اس کی حدیث لکھا کرتے تھے۔" صحاح ستہ میں یزید الواسطی سے کوئی حدیث مروی نہیں ہے۔ اس کے تفصیلی ترجمہ کے لیے "المجروحین من المحدثین والضعفاء والمتروکین" لابن حبان، "التاریخ الکبیر" للبخاری، "معرفۃ الثقات" للعجلیؒ، "تقریب التہذیب" لابن حجرؒ، "تہذیب التہذیب" لابن حجرؒ، "التعریف لاھل التقدیس بمراتب الموصوفین بالتدلیس" لابن حجرؒ، "الجرح والتعدیل" لابن ابی حاتمؒ، "تاریخ واسط"، "کتاب الاسامی والکنیٰ" لاحمد بن حنبلؒ، "میزان الاعتدال فی نقد

---

[۲۷] حلیۃ الاولیاء لابی نعیم ج ۵ ص ۱۸۹

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

الرجال" للذہبیؒ، "المغنی فی الضعفاء" للذہبیؒ، "کتاب الموضوعات" لابن الجوزیؒ، "اللآلی المصنوعۃ" للسیوطیؒ، تحفۃ الأحوذی" للشیخ عبدالرحمٰن المبارکفوریؒ، "سلسلۃ الاحادیث الضعیفۃ والموضوعۃ" للألبانی اور سلسلۃ الأحادیث الصحیحۃ" للألبانی وغیرہ کی طرف رجوع فرمائیں[۲۸]

اس سند میں دوسرا مجروح راوی حجاج یعنی حجاج بن ارطاۃ النخعی الکوفی ہے۔ جس کے متعلق امام بخاریؒ اور علامہ نورالدین علی بن ابی بکر الہیثمیؒ (م ۸۰۷ھ) وغیرہ فرماتے ہیں کہ "مدلس" ہے۔ ابنِ حجر عسقلانیؒ فرماتے ہیں: "صدوق مگر کثیر الخطاء اور مدلس ہے۔" ابنِ حبانؒ فرماتے ہیں: "ابنِ مبارکؒ، یحییٰ القطانؒ، ابنِ مہدیؒ یحییٰ بن معینؒ اور احمد بن حنبلؒ نے اسے ترک کیا ہے۔" ابوحاتم بیان کرتے ہیں: "حجاج نے جن کو دیکھا ہے اور جن کو نہیں دیکھا ان دونوں کے ساتھ تدلیس کرتا ہے۔" عقیلیؒ فرماتے ہیں "یحییٰ بن الحارث المحاربیؒ نے بیان کیا کہ ہمیں زائدہؒ نے حجاج بن ارطاۃ کی حدیث ترک کرنے کا حکم دیا ہے۔ عبداللہ بن مبارکؒ کا قول ہے کہ حجاج بن ارطاۃ تدلیس کرتا ہے۔ علی بن مدینیؒ فرماتے ہیں: میں نے حجاج کو عمداً ترک کیا ہے۔ میں اس سے کوئی حدیث نہیں لکھتا۔ بخاریؒ نے بھی اس کو ساقط کیا ہے۔ چنانچہ

۲۸ھ کتاب المجروحین لابنِ حبان ج ۳ ص ۱۰۵، ۱۰۶ طبع دارالباز مکۃ المکرمۃ، التاریخ الکبیر للبخاریؒ ج ۲ ص ۳۲۶، معرفۃ الثقات للعجلیؒ ج ۲ ص ۲۹۹ طبع مکتبۃ الدار المدینۃ المنورۃ ۱۹۸۵ء، تقریب التہذیب لابن حجرؒ ج ۲ ص ۲۱۶ طبع دارالمعرفۃ بیروت ۱۹۷۵ء، تہذیب التہذیب لابن حجرؒ ج ۲ ص ۱۹۶، التعریف اہل التقدیس لابن حجرؒ ص ۱۱۹ طبع دارالکتب العلمیۃ بیروت ۱۹۸۴ء، الجرح والتعدیل لابن ابی حاتمؒ ج ۲ ص ۱۵۴ طبع حیدرآباد دکن ۱۳۷۱ھ، تاریخ واسط ص ۱۱۹-۱۲۰، الاسامی والکنی لأحمد بن حنبلؒ طبع ص ۶۲-۶۳ مکتبۃ دارالاقصیٰ کویت ۱۹۸۵ء، میزان الاعتدال للذہبی ج ۲ ص ۴۶۴ طبع دارالمعرفۃ بیروت، المغنی فی الضعفاء للذہبیؒ ترجمہ ۱۳۲۷، کتاب الموضوعات لابن الجوزیؒ ج ۳ ص ۱۴۴-۱۴۵، اللآلی المصنوعۃ للسیوطیؒ ج ۲ ص ۳۲۷، تحفۃ الاحوذی للمبارکفوریؒ ج ۴ ص ۲۹۳ طبع دہلی ۱۳۴۳ھ، سلسلۃ الاحادیث الضعیفۃ والموضوعۃ للألبانی ج ۱ ص ۵۶، ج ۲ ص ۲۸۳، سلسلۃ الأحادیث الصحیحۃ للألبانی ج ۲ ص ۳۲، ج ۱ ص ۲۰۲۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اپنی صحیح میں اس سے کوئی روایت نہیں لی ہے بلکہ اس کا تذکرہ کتاب الضعفاء میں کیا ہے"۔ علامہ عجلیؒ فرماتے ہیں کہ جائز الحدیث مگر صاحب ارسال ہے اور یحیٰی بن کثیرؒ، مجاہدؒ اور مکحولؒ سے مرسلاً روایت کرتا ہے حالانکہ ان میں سے کسی سے اس کا قطعاً سماع نہیں ہے"۔ ابن عدیؒ فرماتے ہیں: "حجاج وہ راوی ہے جس کی حدیث لکھی جاتی ہے"۔ ابن خذیمہ کا قول ہے کہ "اس کے ساتھ کوئی حجت نہیں مگر جب وہ "انا" اور "سمعت" کے ساتھ کوئی روایت بیان کرے"۔ بزارؒ فرماتے ہیں "حافظ لیکن مدلس تھا اور فی نفسہ معجب بھی"۔ شعبہؒ اس کی ثناء بیان کرتے ہیں لیکن ثوریؒ نے اس میں لچک بتائی ہے۔

امام ذہبی نے اس کا تذکرہ معرفۃ الرواۃ المتکلم فیہم بما لا یوجب الرد میں کیا ہے۔ آں رحمہ اللہ "میزان الاعتدال" میں فرماتے ہیں: "أحد الأعلام ہے لیکن اس کے ساتھ لین الحدیث بھی ہے۔ امام احمدؒ اسے حفاظ میں سے بتاتے ہیں۔ ابن معینؒ کہتے ہیں کہ قوی نہیں ہے، صدوق ہے اور تدلیس کرتا ہے۔ قطانؒ کا قول ہے کہ وہ اور ابن اسحاق میرے نزدیک ہم پلہ ہیں۔ ابوحاتمؒ کہتے ہیں کہ اگر "حدثنا" کہے تو وہ صالح ہے۔ نسائیؒ کا قول ہے کہ قوی نہیں ہے۔ دارقطنیؒ وغیرہ کا قول ہے کہ اس کے ساتھ کوئی حجت نہیں ہے۔

حجاج کے تفصیلی ترجمہ کے لیے ملاحظہ فرمائیں "الضعفاء الصغیر للبخاریؒ"، "التاریخ الکبیر للبخاریؒ"، "تقریب التہذیب لابن حجرؒ"، "تہذیب التہذیب لابن حجرؒ"، "تعریف اہل التقدیس لابن حجرؒ"، "تاریخ بغداد للخطیبؒ"، "طبقات الحفاظ للسیوطی"، "سیر اعلام النبلاء للذہبیؒ"، "مجموع الضعفاء و المتروکین للسیروان"، "معرفۃ الثقات للعجلیؒ"، "مجمع الزوائد للہیثمیؒ"، "کاشف للذہبیؒ"، "الکامل فی الضعفاء لابن عدیؒ"، فہارس مجمع الزوائد للزغلول، معرفۃ الرواۃ للذہبیؒ، "میزان الاعتدال للذہبیؒ"، "الضعفاء الکبیر للعقیلیؒ"، "کتاب المجروحین لابن حبانؒ"، "تحفۃ الاحوذی للمبارکفوریؒ"، "الموضوعات لابن الجوزیؒ"، اللآلی المصنوعۃ للسیوطیؒ، سلسلۃ الاحادیث الضعیفۃ و الموضوعۃ للالبانی، سلسلۃ الأحادیث الصحیحۃ للالبانی وغیرہ۔[29]

---

۲۹ الضعفاء الصغیر للبخاریؒ ترجمہ ۷۵، "التاریخ الکبیر للبخاریؒ ج ۲ ص ۳۷۸"،
(باقی حاشیہ اگلے صفحہ پر)

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

(۳) اس روایت کا تیسرا ہدفِ تنقید راوی محمد بن اسماعیل عنہ المحدثین "مجہول" ہے۔ ابن اسماعیل کے "مجہول" ہونے کی شہادت علامہ ابنِ جوزیؒ، علامہ سیوطیؒ، علامہ ابنِ عراق الکنانیؒ اور علامہ محمد ناصر الدین الألبانی حفظہ اللہ وغیرہ نے دی ہے۔[۳۰]

اس روایت کے ناقابلِ اعتماد ہونے کی ایک چوتھی علت یہ بھی ہے کہ حجاج بن ارطاۃ کا تابعی مکحول الدمشقی سے سماع نہیں ہے۔ جیسا کہ علامہ عجلیؒ نے بصراحت ذکر کیا ہے۔[۳۱] اسی طرح مکحول الدمشقی کا حضرت ابوایوب انصاریؓ سے ملاقات ہونا بھی غیر درست ہے۔ جیسا کہ علامہ ابن جوزیؒ، علامہ سیوطیؒ اور علامہ ناصر الدین الألبانی وغیرہ نے لکھا ہے۔ علامہ ابن الجوزیؒ فرماتے ہیں کہ "محمد بن سعدؒ نے ذکر کیا ہے کہ علماء نے مکحول کی روایت کی قدح کی ہے۔ ان میں سے بعض کا قول ہے کہ وہ ضعیف الحدیث بھی تھے۔" عجلیؒ مکحول کو "ثقہ" قرار دیتے ہیں ابنِ حجر عسقلانیؒ "ثقہ مگر کثیر الارسال فرماتے ہیں۔ ابن خراشؒ نے مکحول کو "صدوق"

گذشتہ سے پیوستہ، "تقریب التہذیب" لابن حجرؒ ج ۱ ص ۱۵۲، "تہذیب التہذیب" لابنِ حجرؒ ج ۲ ص ۱۶۶، "تعریف اہل التقدیس" لابن حجرؒ ص ۱۲۵، "تاریخ بغداد" للخطیبؒ ج ۵، ص ۲۲۴، طبقات الحفاظ للسیوطیؒ ص ۸۱، "سیر أعلام النبلاء" للذہبیؒ ج ۷، ص ۶۹، "کاشف" للذہبیؒ ج ۱ ص ۲۰۵، "معرفۃ الرواۃ" للذہبیؒ ص ۸۵، طبع دار المعرفۃ بیروت سنہ ۱۹۸۶ء، "میزان الاعتدال" للذہبیؒ ج ۱ ص ۳۵۹-۳۶۰، "مجموع الضعفاء والمتروکین" للسیروانؒ ص ۲۲۳، طبع دار القلم بیروت سنہ ۱۹۸۵ء، "معرفۃ الثقات" للعجلیؒ ج ۱ ص ۲۸۴، "مجمع الزوائد" للہیثمیؒ ج ۴ ص ۲۸۸ طبع دار الکتب العربی بیروت سنہ ۱۹۸۲ء، "الکامل فی الضعفاء" لابن عدیؒ ج ۲ ص ۶۴۶، فہارس "مجمع الزوائد" للزغلولؒ ج ۳ ص ۲۶۷، طبع دار الکتب العلمیۃ بیروت ۱۹۸۶ء، "الضعفاء الکبیر" للعقیلیؒ ج ۱ ص ۲۷۴-۲۸۳ طبع دار کتب العلمیۃ بیروت سنہ ۱۹۸۴ء، "کتاب المجروحین" لابنِ حبان ج ۱ ص ۲۲۵-۲۲۸، "تحفۃ الأحوذی" للمبارکفوریؒ ج ۱ ص ۲۳۱، ۳۴۲، ج ۲ ص ۱۱۳، "الموضوعات" لابن الجوزیؒ ج ۳ ص ۱۲۴-۱۲۵، "اللآلی المصنوعۃ" للسیوطیؒ ج ۲ ص ۳۲۷، "سلسلۃ الاحادیث الضعیفۃ والموضوعۃ" للألبانی ج ۱ ص ۵۲، ج ۲ ص ۱۳، ج ۳ ص ۲۶۰، ۳۵، ۴۵۸، "سلسلۃ الاحادیث الصحیحۃ" للألبانی ج ۱ ص ۱۵۳، ۲۴۳، ج ۲ ص ۱۱، ۲۰۲، ج ۴ ص ۱۷۰، ۲۸۴۔

۳۰؎ الموضوعات لابن الجوزیؒ ج ۳ ص ۱۲۴-۱۲۵، اللآلی المصنوعۃ للسیوطیؒ ج ۲ ص ۳۲۷-۳۲۹، سلسلۃ الأحادیث الضعیفۃ والموضوعۃ للألبانی ج ۱ ص ۵۲۔ ۳۱؎ معرفۃ الثقات للعجلیؒ ج ۱ ص ۲۸۴۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بتایا ہے۔ امام ذہبیؒ فرماتے ہیں: "ایک سے زیادہ علماء نے ان کو ثقہ بتایا ہے لیکن ابن سعد کا قول ہے کہ ایک جماعت نے اُن کی تضعیف بھی کی ہے۔ میں (یعنی ذہبیؒ) کہتا ہوں کہ وہ صاحب تدلیس ہیں اور کثرت کے ساتھ بارسال روایت کرتے ہیں۔" مکحول الدمشقی کے تفصیلی ترجمہ کے لیے "معرفۃ الثقات" للعجلیؒ، "تقریب التہذیب" لابن حجرؒ، "تہذیب التہذیب" لابن حجرؒ، "طبقات الحفاظ" للسیوطیؒ، "سیر أعلام النبلاء" للذہبیؒ، "میزان الاعتدال للذہبیؒ "معرفۃ الرواۃ" للذہبی، "کتاب الاسامی والکنی" لاحمد بن حنبلؒ، "مجمع الزوائد" للہیثمیؒ، "فہارس مجمع الزوائد" المزغلولؒ، "تحفۃ الاحوذی" للمبارکفوریؒ، "الموضوعات" لابن الجوزیؒ، "اللآلی المصنوعۃ" للسیوطیؒ، "سلسلۃ الاحادیث الضعیفۃ والموضوعۃ للالبانی اور سلسلۃ الاحادیث الصحیحۃ للالبانی وغیرہ کی طرف مراجعت فرمائیں۔[۳۲]

ابونعیمؒ کے اس طریق کو امام ابن الجوزیؒ نے "الموضوعات" میں وارد کیا ہے اور فرماتے ہیں کہ "اس کا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بیان کرنا درست نہیں ہے۔"[۳۳] اسی طرح علامہ شیبانیؒ، ملا علی القاریؒ، حوت البیروتیؒ، علامہ عجلونیؒ، ابن عراق

۳۲ہ معرفۃ الثقات للعجلیؒ ج۲ ص۲۹۶، "تقریب التہذیب" لابن حجرؒ ج۲ ص۲۷۳، "تہذیب التہذیب لابن حجرؒ ج۱۰ ص۲۸۹، "تعریف اہل التقدیس" لابن حجرؒ ص۱۱۳، "طبقات الحفاظ" للسیوطیؒ ص۴۲، "سیر أعلام النبلاء" للذہبی ج۵ ص۱۵۹، "میزان الاعتدال" للذہبیؒ ج۴ ص۱۷۷-۱۷۸، معرفۃ الرواۃ للذہبیؒ ص۱۲۹، "کتاب الاسامی والکنی" لاحمد بن حنبلؒ ص۱۱۸، "مجمع الزوائد" للہیثمیؒ ج۵ ص۲۴۲،۶۱، "فہارس مجمع الزوائد" للمزغلولؒ ج۲ ص۴۰۳، "تحفۃ الاحوذی للمبارکفوریؒ ج۱ ص۳۵۳، "الموضوعات" لابن الجوزیؒ ج۳ ص۱۴۴-۱۴۵، "اللآلی المصنوعۃ" للسیوطیؒ ج۲ ص۳۲۷،۳۲۹، "سلسلۃ الاحادیث الضعیفۃ والموضوعۃ للالبانی ج۱ ص۲۷، ۳۳، ۱۳۵، ۳۹۸، ۵۵۳، ۶۲۵، "سلسلۃ الاحادیث الصحیحۃ للالبانی ج۲ ص۱۹، ۶۴۳، ج۴ ص۵۸۱،

۳۳ہ "الموضوعات" لابن الجوزیؒ۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

الکنانیؒ، اور علامہ سخاویؒ فرماتے ہیں کہ "یہ ضعیف الاسناد ہے"[۳۴]۔ لیکن علامہ جلال ا
سیوطیؒ نے حضرت ابوایوب انصاریؓ کی مذکورہ بالا مرفوع روایت کے غیر درست
ہونے کا اعتراف کرنے کے باوجود علامہ ابن الجوزیؒ پر تعقب کرتے ہوئے لکھا ہے
"تخریج الاحیاء میں حافظ عراقیؒ سے اس حدیث کی تضعیف میں خطا ہوئی ہے
اس کا ایک مرسل طریق "علی مکحول" بھی ہے۔ جس میں نہ محمد بن اسماعیل ہے او
نہ یزید"[۳۵]۔ (پھر آں رحمہ اللہ اس مرسل طریق کو بیان کرتے ہیں جس کا ذکر آگے انشاء ال
طریق "د" کے تحت آئے گا۔)

(ب) اس روایت کا دوسرا طریق ابن عدیؒ نے اس طرح بیان کیا ہے:

حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ سَلْمٍ حَدَّثَنَا حُمَيْدُ بْنُ زَنْجُوْيَةَ حَدَّثَنَا أَيُّوْبُ الدِّمَشْقِيُّ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْمَلِكِ بْنُ مِهْرَانَ الرِّفَاعِيُّ حَدَّثَنَا مَعْنُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنِ الْحَسَنِ عَنْ أَبِيْ مُوْسَى الْأَشْعَرِيِّ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: مَنْ زَهَدَ فِي الدُّنْيَا أَرْبَعِيْنَ يَوْمًا وَأَخْلَصَ فِيْهَا لِلّٰهِ أَخْرَجَ اللهُ عَلَى لِسَانِهِ يَنَابِيْعَ الْحِكْمَةِ مِنْ قَلْبِهِ"

ابوموسیٰ اشعریؓ کی ابن عدیؒ کے طریق سے وارد ہونے والی اس روایت کو
علامہ ذہبیؒ نے "میزان الاعتدال" میں علامہ شوکانیؒ نے "الفوائد المجموعۃ" میں
اور علامہ سیوطی نے اللآلی المصنوعۃ میں امام ابن الجوزیؒ کی "الموضوعات" میں
بیان کردہ روایت کے بمقابلہ معمولی لفظی اختلاف کے ساتھ یوں بیان کیا ہے۔

"مَنْ زَهِدَ فِي الدُّنْيَا أَرْبَعِيْنَ يَوْمًا وَأَخْلَصَ فِيْهَا الْعِبَادَةَ أَجْرَى اللهُ عَلَى لِسَانِهِ يَنَابِيْعَ الْحِكْمَةِ مِنْ قَلْبِهِ"

ابن عدیؒ کی اسی روایت کو علامہ ابن الجوزیؒ کے حوالے سے علامہ سخاویؒ او
علامہ عجلونیؒ نے اس طرح بیان کیا ہے "مَا مِنْ عَبْدٍ يُخْلِصُ لِلّٰهِ أَرْبَعِيْنَ

۳۴ الأسرار المرفوعة للقاری ص۲۱۷-۲۱۸، أسنی المطالب للحوت بیروتی ص
کشف الخفاء للعجلونی ج۲ ص۲۹۲-۲۹۳، المقاصد الحسنة للسخاویؒ ص۳۹۵-۳۹۶، تنزیہ
الشریعۃ المرفوعۃ لابن عراق ج۲ ص۳۰۵، تمیز الطیب للشیبانی ص۱۶۶ ۳۵ اللآلی المصنوعۃ للسیوطی ج۲ ص۳۲۸-۳۲۹

محکم دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

یوماً الخ ـ" حالانکہ "الموضوعات لابن الجوزی" میں ابنِ عدیؒ کی روایت مذکورہ[36] الفاظ کے ساتھ مروی ہی نہیں ہے ۔

اس روایت کے متعلق علامہ ابن الجوزیؒ ، علامہ سیوطی ، علامہ ابنِ عراق الکنانی اور علامہ شوکانی رحمہم اللہ فرماتے ہیں : ابنِ عدی کا قول ہے کہ یہ حدیث "منکر" ہے اور عبد الملک مجہول ہے " علامہ ذہبیؒ نے عبد الملک بن مہران کے ترجمہ میں اس حدیث کو بیان کرنے کے بعد اس پر "باطل" ہونے کا حکم لگایا ہے[37]۔

اس روایت کے مجروح راوی عبد الملک بن مہران الرفاعی کے متعلق علامہ ابنِ عراق الکنانیؒ فرماتے ہیں کہ " احادیثِ باطلہ روایت کرتا ہے " علامہ ہیثمیؒ فرماتے ہیں "عقیلیؒ نے اسے صاحب مناکیر بتایا ہے ۔ ابن ابی حاتمؒ نے اسے مجہول بتایا اور اس کی ایک حدیث نقل کر کے اسے باطل قرار دیا ہے "خطیب نے بھی کچھ ایسا ہی لکھا ہے ۔ ابن حبانؒ نے اس کی توثیق کی ہے عقیلیؒ فرماتے ہیں : "صاحب مناکیر ہے ، اس کی حدیث پر وہم کا غلبہ ہوتا ہے " عقیلیؒ نے اس سے مروی تین احادیث نقل کرنے کے بعد لکھا ہے کہ "ان سب کی کوئی اصل نہیں ہے " عبد الملک بن مہران کے تفصیلی ترجمہ کے لیے تنزیہ الشریعۃ المرفوعۃ لابن عراق الکنانیؒ، مجمع الزوائد للهیثمیؒ، الضعفاء الکبیر العقیلیؒ، الجرح والتعدیل لابن ابی حاتمؒ، لسان المیزان لابن حجرؒ، بغیۃ الرائد فی مجمع الزوائد للزغلولؒ، میزان الاعتدال للذہبیؒ اور سلسلۃ الاحادیث الضعیفۃ والموضوعۃ للألبانی وغیرہ کی طرف رجوع فرمائیں[38]۔

---

[36] المقاصد الحسنۃ للسخاویؒ ص ۳۹۵-۳۹۶ وکشف الخفاء للعجلونیؒ ج ۲ ص ۲۶۳-۲۹۳ ۔ [37] الموضوعات لابن الجوزیؒ ج ۳ ص ۱۴۴-۱۴۵ ، الفوائد المجموعۃ للشوکانیؒ ص ۲۲۳ ، اللآلی المصنوعۃ للسیوطیؒ ج ۲ ص ۳۲۸-۳۲۹ ، تنزیہ الشریعۃ لابن عراقؒ ج ۲ ص ۳۰۵ ، میزان الاعتدال للذہبیؒ ج ۲ ص ۲۲۵

[38] مجمع الزوائد للهیثمیؒ ج ص ۳۴۷ ، تنزیہ الشریعۃ المرفوعۃ لابن عراقؒ ج ۱ ص ۸۱ ، الضعفاء الکبیر للعقیلیؒ ج ۳ ص ۳۴-۳۵ ، الجرح والتعدیل لابن ابی حاتمؒ

باقی اگلے صفحہ پر

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

(ج) اسی روایت کے تیسرے طریق کی تخریج ابو عبداللہ محمد بن سلامہ القضاعیؒ نے اپنی "مسند الشہاب" میں اس طرح فرمائی ہے:

"أنبأنا أبو القاسم يحيى بن علي الأزدي حدثنا أبو الطاهر الحسن بن أحمد بن إبراهيم بن فيل حدثنا عامر بن سيار حدثنا سوار بن مصعب عن ثابت البناني عن مقسم عن ابن عباس قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم : من أخلص لله تعالى أربعين صباحا ظهرت ينابيع الحكمة من قلبه" [۳۹]

لیکن قضاعیؒ کے اس طریق میں ایک راوی سوار بن مصعب الہمدانی الکوفی ہے۔ جسے امام نسائیؒ نے "متروک الحدیث" اور امام بخاریؒ نے "منکر الحدیث" قرار دیا ہے۔ علامہ ابن عراق الکنانیؒ بیان کرتے ہیں کہ "اس کے متروک ہونے پر اتفاق ہے۔" امام حاکمؒ فرماتے ہیں کہ عطیہ العوفی سے موضوعات روایت کرتا ہے۔ علامہ ہیثمیؒ نے ایک مقام پر اسے "بہت زیادہ ضعیف" اور دوسرے مقام پر "متروک" لکھا ہے۔ عقیلیؒ فرماتے ہیں کہ یحییٰ بن معینؒ کا ایک قول ہے کہ "ضعیف ہے" انہی کا ایک دوسرا قول ہے کہ "کچھ بھی نہیں ہے۔" ابن حبانؒ نے بھی یحییٰ بن معینؒ کا قول نقل کیا ہے اور فرماتے ہیں کہ یہ وہ شخص ہے جو مشاہیر کی طرف منسوب کرکے مناکیر لاتا ہے۔ علامہ ذہبیؒ فرماتے ہیں کہ ابو داؤدؒ نے بھی اس کے غیر ثقہ ہونے کی شہادت دی ہے۔ ابن مصعب کی تفصیلی ترجمہ کے لیے الضعفاء الصغیر،

گذشتہ سے پیوستہ

ج ۲ ص ۴۳، لسان المیزان لابن حجرؒ ج ۳ ص ۶۹، فہارس مجمع الزوائد للزغلولؒ ج ۳ ص ۳۳۹، میزان الاعتدال للذہبیؒ ج ۲ ص ۶۶۵، سلسلۃ الاحادیث الضعیفۃ والموضوعۃ للألبانی ج ۲ ص ۱۹۶۔

[۳۹] مسند الشہاب للقضاعیؒ ج ۱ ص ۳۰ وکذا فی المقاصد الحسنۃ للسخاویؒ، ص ۳۹۵-۳۹۶ وکشف الخفاء للعجلونی ج ۲، ص ۲۹۲-۲۹۳ والموضوعات لابن الجوزیؒ ج ۳ ص ۱۴۴-۱۴۵، و اللآلی المصنوعۃ للسیوطیؒ ج ۲، ص ۳۲۸، ۳۲۹، وتنزیہ الشریعۃ المرفوعۃ لابن عراقؒ ج ۲ ص ۳۰۵۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

للبخاریؒ، "مجموع الضعفاء والمتروکین" للسیروانؒ، "الضعفاء والمتروکون" للنسائیؒ، "تاریخ یحییٰ بن معینؒ"، "الجرح والتعدیل لابن ابی حاتمؒ" "الکامل فی الضعفاء لابن عدیؒ"، "الضعفاء الکبیر" للعقیلیؒ، "فهارس مجمع الزوائد" للزغلولؒ، "کتاب المجروحین" لابن حبانؒ، "مجمع الزوائد" للهیثمیؒ "تنزیہ الشریعۃ المرفوعۃ لابن عراق الکنانیؒ"، "میزان الاعتدال" للذہبیؒ "الموضوعات" لابن الجوزیؒ، "اللآلی المصنوعۃ" للسیوطیؒ "سلسلۃ الأحادیث الضعیفۃ والموضوعۃ للألبانی اور سلسلۃ الأحادیث الصحیحۃ للألبانی" وغیرہ کی طرف رجوع فرمائیں۔[۲۸]

مندرجہ بالا طریق میں سوار بن مصعب جس راوی سے روایت کرتا ہے وہ ثابت بن اسلم البنانی ابو محمد تابعی البصریؒ ہیں، جن کی ثقاہت عند المحدثین مشہور ہے ان کے ترجمہ میں علامہ ذہبیؒ نے ابن عدیؒ کا ایک بہت اہم قول نقل فرمایا ہے: "ان کی حدیث میں جو نکارت واقع ہوتی ہے وہ (ثابت البنانیؒ کی طرف سے نہیں بلکہ اس راوی کی طرف سے ہوتی ہے جو اُن کے بعد اُن سے روایت کرتا ہے کیونکہ ان سے بہت سے ضعفاء نے روایت کی ہیں" پس معلوم ہوا کہ اس روایت میں اصل خرابی کی جڑ سوار بن مصعب ہی ہے۔ واللہ اعلم۔ ثابت البنانیؒ کے تفصیلی ترجمہ

---

[۲۸] "الضعفاء الصغیر" للبخاری ترجمہ ۱۵۵، "التاریخ الکبیر" للبخاریؒ ج ۲، ص ۱۶۹، "الضعفاء والمتروکون" للنسائیؒ ترجمہ ۲۵۹، تاریخ یحییٰ بن معین ج ۲ ص ۲۴۳، "مجموع الضعفاء والمتروکین" للسیروان ص ۱۱۸، ۲۳۴، "الجرح والتعدیل" لابن ابی حاتم ج ۴ ص ۲۷۱، الکامل فی الضعفاء لابن عدی ج ۳ ص ۱۲۹۳، الضعفاء الکبیر للعقیلی ج ۲ ص ۱۶۸، کتاب المجروحین لابن حبان ج ۱ ص ۳۵۶، "میزان الاعتدال" للذہبی ج ۲ ص ۲۴۶، "فهارس مجمع الزوائد" للزغلول ج ۳ ص ۳۰۵، "مجمع الزوائد" للهیثمی ج ۱ ص ۱۳۰، ۱۶۳، ج ۳ ص ۱۱۱، "الموضوعات" لابن الجوزی ج ۳ ص ۱۳۳-۱۳۵، "اللآلی المصنوعۃ" للسیوطی ج ۲ ص ۳۲۷-۳۲۹، "تنزیہ الشریعۃ المرفوعۃ" لابن عراق ج ۱ ص ۲۶، سلسلۃ الأحادیث الضعیفۃ والموضوعۃ للألبانی ج ۱ ص ۲۹،۵۶ سلسلۃ الأحادیث الصحیحۃ للألبانی ج ۲ ص ۵۶۵۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کے لیے "معرفة الثقات" للعجلیؒ، "تهذيب التهذيب" لابن حجرؒ، "مجمع الزوائد" للهیثمیؒ، "میزان الاعتدال" للذهبیؒ، "فهارس مجمع الزوائد" للزغلولؒ اور تحفة الأحوذی للمبارکفوریؒ وغیرہ کی طرف رجوع فرمائیں[۳۶]۔

(د) اس روایت کا ایک چوتھا اور مرسل طریق بھی ہے جس کی تخریج ابو نعیمؒ نے "حلیة الأولیاء" میں اس طرح کی ہے:

"حَدَّثَنَا أَبُو الْحَسَنِ مُحَمَّدُ بْنُ مُحَمَّدٍ الْجُرْجَانِيُّ حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ عَلُوِيَةَ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ مُعَاذٍ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ الطَّنَافِسِيُّ عَنْ أَبِي مُعَاوِيَةَ عَنْ حَجَّاجٍ عَنْ مَكْحُولٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: مَا مِنْ عَبْدٍ يُخْلِصُ الْعِبَادَةَ لِلّٰهِ أَرْبَعِينَ يَوْمًا إِلَّا ظَهَرَتْ يَنَابِيعُ الْحِكْمَةِ مِنْ قَلْبِهِ عَلَى لِسَانِهِ"

ابو نعیمؒ کے علاوہ اس مرسل طریق کی تخریج ہناد بن السریؒ نے "الزهد" میں حَدَّثَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ عَنْ حَجَّاجٍ عَنْ مَكْحُولٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، حسین بن الحسن المروزیؒ نے "زوائد الزهد" میں ثَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ أَنْبَأَنَا حَجَّاجٌ عَنْ مَكْحُولٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ"، امام احمد بن حنبل نے "الزهد" میں "عَنْ مَكْحُولٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ" اور ابن ابی شیبہؒ نے اپنی "مصنف" میں: حَدَّثَنَا أَبُو خَالِدٍ الْأَحْمَرُ عَنْ حَجَّاجٍ عَنْ مَكْحُولٍ قَالَ: بَلَغَنِي أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ" کے ساتھ کی ہے۔

ہناد کی مرسل روایت کے الفاظ اس طرح ہیں: مَنْ أَخْلَصَ لِلّٰهِ الْعِبَادَةَ أَرْبَعِينَ يَوْمًا ظَهَرَتْ يَنَابِيعُ الْحِكْمَةِ مِنْ قَلْبِهِ عَلَى لِسَانِهِ" امام احمد بن حنبلؒ کی روایت کے الفاظ یہ ہیں: "مَنْ أَخْلَصَ لِلّٰهِ أَرْبَعِينَ يَوْمًا تَفَجَّرَتْ

[۳۶] "معرفة الثقات" للعجلی ج ۱ ص ۲۵۹، تهذيب التهذيب لابن حجر ج ۲ ص ۳۰، تقريب التهذيب لابن حجر ج ۱ ص ۱۱۵، "میزان الاعتدال" للذهبی ج ۱ ص ۲۶۲، "مجمع الزوائد" للهیثمی ج ۲ ص ۲۷۵، "فهارس مجمع الزوائد" للزغلول ج ۳ ص ۲۶۱، تحفة الأحوذی للمبارکفوری ج ۱ ص ۲۷۷، ۱۵۲، ۲۸۹۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

يَنَابِيعُ الْحِكْمَةِ مِنْ قَلْبِهٖ عَلٰى لِسَانِهٖ" اور ابن ابی شیبہ کی روایت میں یہ الفاظ اس طرح وارد ہوئے ہیں : " مَا أَخْلَصَ عَبْدٌ أَرْبَعِيْنَ صَبَاحًا إِلَّا ظَهَرَتْ يَنَابِيعُ الْحِكْمَةِ مِنْ قَلْبِهٖ عَلٰى لِسَانِهٖ ۔"

ابو نعیم کی مرسل روایت کو علامہ سیوطی نے " اللآلی المصنوعة " [۲۲] میں نقل کیا ہے۔ امام احمد کی مرسل روایت کو امام ابن تیمیہ نے " احادیث القصاص " میں، علامہ زرکشی نے " اللآلی المنثورة " میں، علامہ شیبانی نے " تمییز الطیب " میں، ملا علی قاری نے " الأسرار المرفوعة " میں، علامہ عجلونی نے کشف الخفاء میں اور علامہ سخاوی نے المقاصد الحسنة [۲۳] میں وارد کیا ہے۔ (علامہ عجلونی فرماتے ہیں " اللآلی " میں کہا گیا ہے کہ اسے احمد وغیرہ نے مکحول سے مرسلاً روایت کیا ہے "۔ اگر " اللآلی " سے علامہ عجلونی کی مراد امام سیوطی کی " اللآلی المصنوعة " ہے تو یہ دعویٰ غلط ہے۔ البتہ امام زرکشی نے " اللآلی المنثورة " میں ایسا ذکر کیا ہے مگر امام زرکشی کی اللآلی عموماً " التذکرة فی الاحادیث المشتھرة " کے نام سے معروف ہے) ابن ابی شیبہ کی مرسل روایت کو علامہ سیوطی نے " اللآلی المصنوعة " میں، ابن عراق الکنانی نے تنزیہ الشریعة المرفوعة " میں، اور علامہ شوکانی نے " الفوائد المجموعة " میں نقل کیا ہے۔ مگر اس کی صحت پر کوئی کلام نہیں کیا ہے۔ [۲۴]

علامہ حافظ جلال الدین سیوطی نے اپنی عادت کے مطابق علامہ حافظ ابن الجوزی کی حضرت ابو ایوب انصاری والی مرفوع روایت (جس کا ذکر اوپر طریق " الف "

---

[۲۲] " اللآلی المصنوعة " للسیوطی ج ۲ ص ۳۲۸، تنزیہ الشریعة المرفوعة لابن عراق ج ۲ ص ۳۰۵

[۲۳] " احادیث القصاص " لابن تیمیة ص ۳۰-۲، " اللآلی المنثورة " للزرکشی ص ۱۳۶، " تمییز الطیب " للشیبانی ص ۱۶۲، " الأسرار المرفوعة " للقاری ص ۲۱۷-۲۱۸، " کشف الخفاء " للعجلونی ج ۲ ص ۲۹۲-۲۹۳، " المقاصد الحسنة " للسخاوی ص ۳۹۵، ۳۹۶

[۲۴] اللآلی المصنوعة للسیوطی ج ۲ ص ۳۲۸، تنزیہ الشریعة المرفوعة لابن عراق ج ۲ ص ۳۰۵ الفوائد المجموعة للشوکانی ص ۲۴۳

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

میں ہو چکا ہے۔) پر تعقب کرتے ہوئے لکھا ہے: "تخریج الاحیاء میں حافظ عراقیؒ سے اس حدیث کی تضعیف میں خطاء ہوئی ہے کیونکہ اس کا ایک مرسل طریق عن مکحول بھی ہے۔ جس میں نہ محمد بن اسمٰعیل ہے اور نہ یزید" پھر علامہ سیوطیؒ اس چوتھے طریق "د" کے تحت ذکر کی گئی روایات میں سے ابو نعیمؒ وہنادؒ اور ابن ابی شیبہؒ کی مرسل روایات کا ذکر کرتے ہیں اور اس طریق پر کوئی کلام نہ کرتے ہوئے سکوت اختیار فرماتے ہیں حالانکہ وہ بخوبی جانتے ہیں کہ اس مرسل طریق میں بھی حجاج بن ارطاۃ النخعی الکوفی موجود ہے، جو کثیر الخطاء اور مدلس ہے بلکہ بقول ابن حبانؒ: ابن مبارکؒ، یحیٰی القطانؒ، ابن مہدیؒ، یحیٰی بن معین، احمد بن حنبلؒ، زائدہؒ، علی بن مدینیؒ وغیرہ نے اسے ترک کیا اور امام بخاریؒ نے ساقط کرتے ہوئے اس کا ذکر ضعفاء میں کیا ہے۔ حجاج بن ارطاۃ پر تفصیلی جرح طریق "الف" کے تحت گزر چکی ہے۔

علامہ سیوطیؒ کے بیان کردہ اس مرسل طریق میں ایک دوسری اہم خرابی یہ بھی ہے کہ حجاج بن ارطاۃ النخعی، تابعی مکحول الدمشقی سے روایت کرتا ہے۔ حالانکہ حجاج کا مکحول سے قطعاً سماع نہیں ہے۔ جیسا کہ علامہ عجلیؒ اور شیخ عبدالرحمٰن بن یحیٰی المعلمی الیمانیؒ وغیرہ نے صراحت[۴۵] فرمائی ہے۔

(ھ) اس روایت کی تائید میں علامہ جلال الدین سیوطیؒ اور علامہ شوکانیؒ نے دیلمیؒ کی ایک اور مرفوع روایت پیش کی ہے جو اس طرح ہے:

"أَنْبَأَنَا أَحْمَدُ بْنُ نَصْرٍ أَنْبَأَنَا طَاهِرُ بْنُ مَاهِكَةَ أَنْبَأَنَا صَالِحُ بْنُ أَحْمَدَ إِجَازَةً ذَكَرَ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ الْحَسَنِ وَجَدْتُ فِي كِتَابِ جَدِّي أَحْمَدَ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ عُبَيْدٍ حَدَّثَنَا بِشْرُ بْنُ ذَاذَانَ حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ صُبْحٍ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ عَنْ أَبِي ذَرٍّ مَرْفُوْعًا: مَا زَهِدَ عَبْدٌ فِي الدُّنْيَا إِلَّا أَثْبَتَ اللّٰهُ الْحِكْمَةَ فِي قَلْبِهِ وَأَنْطَقَ بِهَا لِسَانَهُ وَبَصَّرَهُ عَيْبَ الدُّنْيَا دَاءَهَا وَدَوَاءَهَا وَأَخْرَجَهُ مِنْهَا سَالِمًا إِلٰى دَارِ"

۴۵ معرفة الثقات للعجلی ج ۱ ص ۲۸۴ وحاشیہ بر الفوائد المجموعة للشیخ الیمانی ص ۲۴۳

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

السلام علیہم"۔[۴۶]

لیکن اس طریق میں بھی دو راوی انتہائی مجروح ہیں :

(۱) بشیر بن زاذان اور (۲) عمر بن صبیح ابو نعیم البلخی الخراسانی ۔

بشیر بن زاذان کے متعلق امام عقیلیؒ فرماتے ہیں : "یحییٰؒ کا قول ہے کہ کچھ بھی نہیں ہے"۔ ابنِ حبانؒ فرماتے ہیں کہ اس کی حدیث پر وہم کا غلبہ رہتا ہے۔ یہاں تک کہ وہ انہیں باطل بنا دیتا ہے۔" علامہ برہان الدین حلبیؒ، علامہ ابن عراق الکنانیؒ، علامہ ابنِ حجر عسقلانیؒ اور علامہ ذہبیؒ فرماتے ہیں کہ" دار قطنیؒ وغیرہ نے اس کی تضعیف کی ہے۔ اور ابن الجوزیؒ نے اس کو حدیث وضع کرنے کے لیے متہم ٹھیرایا ہے"۔ بشیر بن زاذان کے تفصیلی ترجمہ کے لیے کَشْفُ الْحَثِیْثِ عَمَّنْ رُمِیَ بِوَضْعِ الْحَدِیْثِ للشیخ برھان الدین حلبیؒ، تعریف اہل التقدیس لابن حجرؒ، الکامل فی الضعفاء لابنِ عدیؒ، الموضوعات لابن الجوزیؒ، تنزیۃ الشریعۃ المرفوعۃ لابن عراقؒ، الضعفاء الکبیر للعقیلیؒ، کتاب المجروحین لابن حبانؒ، "میزان الاعتدال" للذھبیؒ، اور سلسلۃ الأحادیث الصحیحۃ للألبانی وغیرہ کی طرف رجوع فرمائیں[۴۷]۔

اس طریق کا دوسرا مجروح راوی عمر بن صبیح ہے جس کے متعلق ابن حبان فرماتے ہیں : "یہ وہ شخص ہے جو ثقات پر احادیث وضع کرتا ہے، اس کی حدیث کا لکھنا جائز نہیں ہے"۔ ابن عراق الکنانیؒ فرماتے ہیں : "کذاب اور وضع احادیث کا معترف ہے"۔ برہان الدین حلبی کا قول ہے کہ" مجاہیل میں سے ہے، نہ ثقہ ہے

---

۴۶ اللآلی المصنوعۃ للسیوطی ج ۲ ص ۳۲۹، الفوائد المجموعۃ للشوکانی۔

۴۷ کشف الحثیث للحلبی ص ۱۱۳ طبع وزارۃ الأوقاف بغداد ۱۹۸۴ء، الکامل فی الضعفاء لابن عدی ج ۱ ص ۱۶۰، تعریف اھل التقدیس لابن حجر ص ۱۳۸، الموضوعات لابن الجوزی ج ۲ ص ۳۰، تنزیۃ الشریعۃ المرفوعۃ لابن عراق ج ۱ ص ۴۲، الضعفاء الکبیر للعقیلی ج ۱ ص ۱۴۳، کتاب المجروحین لابن حبان ج ۱ ص ۱۹۲، میزان الاعتدال للذھبی ج ۱ ص ۳۲۸، سلسلۃ الأحادیث الصحیحۃ للألبانی ج ۲ ص ۱۵

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

رہا دوسرا [illegible] ابن حجر عسقلانیؒ فرماتے ہیں کہ: "متروک ہے، ابن راہویہؒ نے اس کی تکذیب کی ہے"۔ علامہ ذہبیؒ فرماتے ہیں: "دار قطنیؒ وغیرہ نے اسے متروک بتایا ہے اور ازدیؒ کا قول ہے کہ کذاب ہے"۔ عمر بن صبیح کے تفصیلی ترجمہ کیلئے کشف الحثیث للحلبیؒ، الکامل فی الضعفاء لابن عدیؒ، تقریب التہذیب لابن حجرؒ، کتاب المجروحین لابن حبانؒ، میزان الاعتدال للذہبیؒ، تنزیہ الشریعۃ المرفوعۃ لابن عراقؒ، سلسلۃ الاحادیث الضعیفۃ والموضوعۃ للألبانی اور سلسلۃ الاحادیث الصحیحۃ للألبانی وغیرہ[۴۸] ملاحظہ فرمائیں۔

(و) یہ حدیث عن یوسف بن عطیۃ الصفار عن ثابت عن انسؓ کے طریق سے مسنداً بھی مروی ہے جس کا تذکرہ علامہ حافظ ابن تیمیہؒ نے احادیث القصاص میں، علامہ زرکشیؒ نے "اللآلی المنثورۃ" میں، ملا علی قاریؒ نے علامہ زرکشیؒ کے حوالہ سے "الأسرار المرفوعۃ" میں اور علامہ اسماعیل عجلونیؒ نے کشف الخفاء میں کیا ہے۔

اس چھٹے طریق میں ایک راوی یوسف بن عطیہ الصفار ابو سہیل البصری ہے جو انتہائی ضعیف اور ناقابلِ احتجاج ہے۔ امام نسائیؒ فرماتے ہیں کہ "متروک الحدیث" ہے۔ علامہ ہیثمیؒ نے ایک مقام پر اسے "متروک" دوسرے مقام پر "ضعیف" اور ایک اور جگہ "ضعیف جداً" بتایا ہے۔ علامہ برہان الدین حلبیؒ کہتے ہیں کہ "اس کے ضعف پر اجماع ہے۔ فلاسؒ کا قول ہے کہ میرے علم میں نہیں ہے کہ وہ کذب بیانی کرتا ہو لیکن اس میں وہم پایا جاتا ہے"۔ علامہ ذہبیؒ بیان کرتے ہیں: "یحییٰؒ کا قول ہے کہ وہ کچھ بھی نہیں ہے۔ ابن عدیؒ فرماتے ہیں کہ اس کی احادیث عموماً غیر محفوظ ہوتی ہیں"۔ امام ذہبیؒ نے اس کی مناکیر میں سے تین احادیث

---

[۴۸] کشف الحثیث للحلبی ص ۳۱۷، الکامل فی الضعفاء لابن عدی ج ۲ ص ۲۰۳، تقریب التہذیب لابن حجر ج ۲ ص ۵۹، کتاب المجروحین لابن حبان ج ۲ ص ۸۸، میزان الاعتدال للذہبی ج ۳ ص ۲۰۶-۲۰۷، تنزیہ الشریعۃ المرفوعۃ لابن عراق ج ۱ ص ۹۱، سلسلۃ الأحادیث الضعیفۃ والموضوعۃ للألبانی ج ۲ ص ۳۷۷۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کا ذکر کیا ہے۔ عقیلیؒ فرماتے ہیں: "امام بخاریؒ نے اسے منکر الحدیث بتایا ہے۔ یحییٰؒ نے اس کی ایک حدیث کا ذکر کرنے کے بعد لکھا ہے کہ اس حدیث کی اسناد ثابت نہیں ہیں۔" امام ابن حجر عسقلانیؒ نے بھی اسے "متروک" قرار دیا ہے۔ ابن حبانؒ فرماتے ہیں: "یہ وہ شخص ہے جو اسانید از خود بنا لیتا اور متونِ موضوعہ کو اسانید صحیحہ کے ساتھ گھڑ کر بیان کرتا ہے۔ اس کے ساتھ کسی طور پر بھی احتجاج جائز نہیں ہے۔" علامہ ابنِ تیمیہؒ، علامہ زرکشیؒ اور علامہ اسماعیل عجلونیؒ وغیرہ نے بھی ابنِ عطیہ کی تضعیف کی ہے۔ ابنِ عطیہ کے تفصیلی ترجمہ کے لیے "الضعفاء والمتروکون" للنسائیؒ، "تاریخ یحیی بن معینؒ"، "سؤالات محمد بن عثمانؒ"، "التاریخ الکبیر" للبخاریؒ، "التاریخ الصغیر" للبخاریؒ، "المعرفۃ والتاریخ" للبسویؒ، "الجرح والتعدیل" لابنِ ابی حاتمؒ، "الکامل فی الضعفاء" لابن عدیؒ، "الضعفاء والمتروکون" للدارقطنیؒ، "تھذیب التھذیب" لابن حجر، "تقریب التھذیب" لابن حجرؒ، "مجموع الضعفاء والمتروکین" للسیروان، "مجمع الزوائد" للھیثمیؒ، "تنزیۃ الشریعۃ المرفوعۃ" لابن عراقؒ، "فھارس مجمع الزوائد" للزغلول، "کشف الحثیث" للحلبیؒ، "تاریخ روایۃ الدوریؒ"، "الضعفاء الکبیر" للعقیلیؒ، "کتاب المجروحین" لابن حبان، "میزان الاعتدال" للذھبیؒ، "احادیث القصاص" لابن تیمیۃؒ، "اللآلی المنثورۃ" للزرکشیؒ، "کشف الخفاء" للعجلونیؒ، "سلسلۃ الأحادیث الضعیفۃ والموضوعۃ" للألبانی اور "سلسلۃ الأحادیث الصحیحۃ" للألبانی وغیرہ کی طرف رجوع فرمائیں۔[۷۹]

اب زیرِ مطالعہ حدیث کے ان جملہ طرق پر بحث کرنے کے بعد چند مشہور ائمۂ حدیث کے فیصلے بھی پیشِ خدمت ہیں۔

علامہ ابنِ جوزیؒ نے اپنی کتاب "الموضوعات" کے باب "مَنْ اَخْلَصَ اَرْبَعِیْنَ صَبَاحًا" میں حضرات ابوایوب انصاریؓ، ابوموسیٰ

۷۹؎ "الضعفاء والمتروکون" للنسائی ترجمۃ ۵۱۲، تاریخ یحیی بن معین ج ۳ ص ۵۰۹، سؤالات محمد بن عثمان ۲۳، "التاریخ الکبیر" للبخاری ج ۸ ص ۳۵۹، "التاریخ الصغیر" للبخاری ج ۲ ص ۲۲۳، "المعرفۃ والتاریخ" للبسوی ج ۳ ص ۶۰، الجرح والتعدیل لابن ابی حاتم ج ۴ ص ۲۲۶، "الکامل فی الضعفاء" (باقی اگلے صفحہ پر)

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اشعریؒ اور ابن عباسؓ کی تینوں مرفوع روایات نقل کرنے کے بعد فرمایا ہے: "یہ حدیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بیان کرنا صحیح نہیں ہے"۔ یعنی امام ابن الجوزیؒ کے نزدیک یہ حدیث "موضوع" ہے۔ علامہ سمہودیؒ، حوت بیروتیؒ اور علامہ صنعانیؒ نے بھی امام ابن الجوزیؒ کی رائے سے اتفاق کیا اور توقیر فرمائی ہے۔ لیکن علامہ صنعانیؒ کی بیان کردہ روایت کے الفاظ اس طرح ہیں: "مَنْ أَخْلَصَ لِلّٰهِ أَرْبَعِيْنَ صَبَاحًا نَوَّرَ اللّٰهُ تَعَالٰى قَلْبَهٗ وَ أَجْرٰى يَنَابِيْعَ الْحِكْمَةِ مِنْ قَلْبِهٖ عَلٰى لِسَانِهٖ" یہ روایت علامہ صنعانیؒ کے نزدیک "موضوع" ہے۔ علامہ ابن تیمیہؒ، علامہ زرکشیؒ، ملا علی القاریؒ، علامہ شیبانیؒ، علامہ شوکانیؒ، علامہ عجلونیؒ، علامہ عراقی، علامہ ابن عراق الکنانیؒ، علامہ سخاویؒ اور علامہ محمد ناصر الدین الالبانی حفظہ اللہ وغیرہ نے اسے "موضوع" کے بجائے "ضعیف" قرار دیا ہے۔ علامہ ذہبیؒ اسے "باطل" قرار دیتے ہیں۔ علامہ سیوطی نے اس کے کچھ طرق کی تضعیف کی ہے اور کچھ کو اپنے موقف کی دلیل اور اثبات کے طور پر پیش کیا ہے۔

علامہ ابن عراق الکنانیؒ جامع رزین العبدری میں ابن عباسؓ سے مروی روایت کے متعلق حافظ

بقیہ حاشیہ: لابن عدی ج ۷ ص ۲۶۱، "الضعفاء والمتروکون" للدارقطنی ترجمہ ۶۰۱، تہذیب التہذیب لابن حجر ج ۱۱ ص ۴۱۹، "تقریب التہذیب" لابن حجر ج ۲ ص ۳۸۱، "مجموع الضعفاء والمتروکین" للسیروان ص ۲۳۷-۳۹۱، مجمع الزوائد للہیثمی ج ۳ ص ۱۳۶، ج ۷ ص ۲۰، ج ۱۰ ص ۲۴۰، "کشف الحثیث" للحلبی ص ۲۶۸، "تاریخ روایۃ الدوری" ۳۲۷۴، "الضعفاء الکبیر" للعقیلی ج ۲ ص ۲۵۵، کتاب المجروحین لابن حبان ج ۳ ص ۱۳۴، "میزان الاعتدال" للذہبی ج ۴ ص ۳۹۸-۱۴۰، فہارس مجمع الزوائد للزغلول ج ۳ ص ۴۳۰، "تنزیہ الشریعۃ المرفوعۃ" لابن عراق ج ۱ ص ۱۳۰، احادیث القصاص لابن تیمیہ ص ۳۰۷۲، "اللآلی المنثورۃ" للزرکشی ص ۱۳۷، کشف الخفاء للعجلونی ج ۲ ص ۲۹۲-۲۹۳، "سلسلۃ الاحادیث الضعیفۃ والموضوعۃ" للالبانی ج ۱ ص ۲۵۵، ج ۲ ص ۱۴۰، ج ۳ ص ۲۱۸، سلسلۃ الاحادیث الصحیحۃ للالبانی جلد ۱ ص ۸۵، جلد ۲ ص ۴۲۶۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

منذریؒ کا قول نقل فرماتے ہیں: "میں اس کی کسی صحیح اور حسن اسناد سے واقف نہیں ہوں مگر اس کا ذکر ضعفاء کی کتب مثلاً الکامل لابن عدیؒ وغیرہ میں ملتا ہے۔" ملا علی قاریؒ اس کے مرسل طریق کے متعلق فرماتے ہیں: "حدیث مرسل بھی عند الجمہور حجت ہے۔" حالانکہ آں مرحوم کا یہ دعویٰ انتہائی قابلِ گرفت ہے۔ جو لوگ "مصطلح الحدیث" سے بخوبی واقف ہیں ان پر یہ حقیقت پوشیدہ نہیں ہے کہ جمہور علمائے حدیث کے نزدیک حدیث مرسل کا شمار بھی ضعیف حدیث کی قسم میں ہی ہوتا ہے۔ چنانچہ علامہ محمد ناصر الدین الالبانی اور شیخ عز الدین بلیق وغیرہ نے اپنی تصانیف میں اس امر کی صراحت فرمائی ہے اور ظاہر ہے کہ ضعیف احادیث حجت نہیں ہوا کرتیں۔

مختصر یہ کہ مروج "چلہ کشی" کا جواز کسی صحیح حدیث سے ثابت نہیں ہے۔ نیز اس سے مزعومہ فضیلت و مقاصد کا حصول بالکل بے بنیاد اور لغویات ہے۔ چنانچہ علامہ ابن الجوزیؒ فرماتے ہیں:

"صوفیاء اور زاہدین کی ایک جماعت اس حدیث پر عمل کرتی ہے حالانکہ سرے سے یہ بات ثابت ہی نہیں ہے یہ لوگ آبادیوں سے کٹ کر ویران، خلوت کے مسکن اور خانقاہوں میں چالیس دن تک رہتے ہیں اور روٹی کھانے سے پرہیز کرتے ہیں۔ ان میں سے بعض صرف پھلوں پر ہی گزر کرتے ہیں یا ایسی اشیاء کھاتے ہیں جو روٹی کی بہ نسبت کم طاقت ور اور بدن کو ضعف پہنچانے والی ہوں۔ پھر چالیس دن پورے کرنے کے بعد اپنی خانقاہوں سے باہر نکل کر ہذیان کی باتیں کرنا شروع کر دیتے ہیں اور یہ گمان کرتے ہیں کہ وہ تمام لغویات اصلاً حکمت کی باتیں ہیں۔ اگر یہ حدیث صحیح ہوتی تو بھی اخلاص کا تعلق

---

۵ سلسلة الأحاديث الضعيفة والموضوعة للألباني جلد ۱ ص ۱۵، منهاج الصالحين من الأحاديث وسنة خاتم الأنبياء والمرسلين للشيخ عز الدين بليق ص ۲۹، طبع دار الفتح بيروت ۱۹۸۲ء۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

قصدِ قلب سے ہوتا نہ کہ جسمانی فعل سے[1]

عصرِ موجودہ میں "چلّہ کشی" کی یہ وبا صرف خانقاہوں اور ویران مقامات تک ہی محدود نہیں رہی ہے بلکہ برِصغیر کی ایک غیر منظم لیکن فعال بڑی دینی جماعت (تبلیغی جماعت) کے طریقۂ تبلیغ کا ایک لازمی جزو بن چکی ہے۔ چنانچہ زیرِ مطالعہ حدیث پر عمل کرتے ہوئے۔ اس جماعت کے وابستگان دین کی تبلیغ و اشاعت کی غرض سے انتہائی خلوص اور دینی جذبہ سے سرشار ہو کر چالیس دن کے لیے اللہ کی راہ میں اپنے گھروں سے نکل پڑتے ہیں اور دور دراز مقامات کے سفر کی صعوبتیں برداشت کر کے کوچہ کوچہ پھر کر بندگانِ خدا کو نماز و روزہ وغیرہ کی تلقین کرتے ہیں۔ جو شخص جتنی بار ان چلّوں میں شرکت کرتا ہے اتنا ہی زیادہ اُسے باسعادت اور خوش نصیب تصور کیا جاتا ہے۔ بعض لوگ ان تبلیغی چلّوں میں شرکت کو اس درجہ اہمیت دیتے ہیں کہ حقوق العباد، عائلی ذمہ داریوں، معاشی اور معاشرتی تقاضوں سے راہِ فرار اختیار کرتے ہوئے سب کچھ محض دو جملے "توکل علی اللہ" اور "فی امان اللہ" کہہ کر اپنے گھروں سے نکل پڑتے ہیں۔ ایک بار گھر سے نکلنے کے بعد پے در پے کئی کئی چلّے کرتے چلے جاتے ہیں اور دور دراز شہروں (کبھی کبھی سمندر پار کئی کئی برِّ اعظموں) کے سیر سپاٹے سے فارغ ہو کر سالہا سال بعد گھر لوٹتے ہیں، جو اس تبلیغی چلّہ کی انتہائی کریہہ، مذموم اور قابلِ نفرت صورت ہے۔

"چلّہ کشی" کے غیر مشروع ہونے پر جو بحث اور پیش کی جا چکی ہے اس کے بعد اب مزید کسی وضاحت و تفصیل کی نہ حاجت باقی ہے اور نہ گنجائش لہٰذا ہم علامہ اقبال مرحوم کے ایک شعر کے ساتھ ہی زیرِ نظر مضمون کو ختم کرتے ہیں۔

یہ معاملے ہیں نازک جو تری رضا ہو تو کر
کہ مجھے تو خوش نہ آیا یہ طریقِ خانقاہی[2]

وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰى رَسُوْلِهِ الْكَرِيْمِ

[1] الموضوعات لابن الجوزی ج ۳ ص ۱۴۵

[2] "بالِ جبریل" مصنفہ علامہ اقبال ص ۲۸

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

قسط ۷ (پروفیسر محمد دین قاسمی)

اشتراکیت کی درآمد، قرآن کے جعلی پرمٹ پر

کارل مارکس اور لینن کی اشتراکیت اور پرویز صاحب کا نظامِ ربوبیت

سوشلزم یا کمیونزم کیا نظام ہے؟ پرویز صاحب نے اس سوال کا جواب بڑی تفصیل سے اپنی مختلف کتب میں دیا ہے۔

> کمیونزم کا جو تجربہ روس میں ہو رہا ہے نوعِ انسانی کے لیے بدترین تجربہ ہے جس میں اول تو انسانی زندگی اور حیوانی زندگی میں فرق نہیں کیا جا سکتا، دونوں کی زندگی محض طبعی زندگی سمجھی جاتی ہے، جس کا خاتمہ موت کر دیتی ہے۔ لہٰذا اس میں انسانیت کے تقاضے، طبعی تقاضوں سے زیادہ کچھ نہیں سمجھے جاتے ..... میں نے ایک مدت تک اس تحریک کا دقتِ نظر سے مطالعہ کیا ...... اس مطالعہ کے بعد اس نتیجہ پر پہنچا کہ یہ تحریک انسانیت کی سب سے بڑی دشمن ہے، اس تصور سے میری روح کانپ اٹھتی ہے کہ اگر یہ نظام کہیں ساری دنیا پر مسلط ہو گیا تو انسان سے وہ کس عذابِ الیم میں مبتلا ہو جائے گی۔
>
> (نظامِ ربوبیت ص ۲۲)

> سوشلزم کا نظام، نظامِ سرمایہ داری سے بھی زیادہ بدترین نتائج پیدا کرتا ہے وہ اس طرح کہ جب مختلف کارخانے (محنت گاہیں) مختلف مالکوں کے ہوں تو کم از کم مزدور کو یہ ذہنی اطمینان ضرور حاصل رہتا ہے کہ اگر اس کارخانہ میں حسبِ پسند کام اور اجرت نہ ملے گی تو میں کسی اور جگہ کام تلاش کر لوں گا، لیکن سوشلزم میں چونکہ

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تمام محنت گاہوں کا مالک ایک ہی ہوتا ہے یعنی حکومت، اس لیے مزدور سے یہ ذہنی اطمینان بھی چھن جاتا ہے اور وہ اپنے آپ کو بے بس قیدی سمجھنے لگ جاتا ہے۔ (نظامِ ربوبیت ص ۳۷۶)

★ — اگر محنت کش، نظامِ سرمایہ داری میں اپنے آپ کو مجبور پاتا تھا تو سوشلزم میں مجبور تر سمجھتا ہے اور یہی چیز اس نظام کی ناکامی کی بنیادی وجہ ہے، محنت کش سے یہ کہنا کہ — جو کچھ ہم تمہیں دیتے ہیں تمہیں اس پر کام کرنا ہوگا، طوعاً نہ کروگے تو کرہاً کرایا جائے گا۔ اور تم اُسے چھوڑ کر کہیں اور جا بھی نہیں سکتے۔ کیونکہ رزق کے تمام دروازوں پر ہمارا ہی کنٹرول ہے" — یہ ایسا جہنم ہے جس کی مثال کہیں نہیں مل سکتی۔ (نظامِ ربوبیت ص ۴۳۷)

★ — روس کا تجربہ شاہد ہے کہ انھوں نے عوام کو (محتاجوں اور غریبوں کو) یہ کہہ کر کہ — اٹھو اور امیروں کو لوٹ لو، ان کی دولت و حشمت کے مالک تم بن جاؤ گے" — انہیں بے پناہ قربانیوں کے لیے آمادہ کر دیا، انھوں نے اس نشہ سے مدہوش ہو کر ہنگامی طور پر وہ کچھ کر دیا جسے دیکھ کر دنیا انگشت بدنداں رہ گئی، لیکن جب ان کا نشہ اُتر گیا تو ایثار و قربانی کا وہ جذبہ بھی ختم ہو گیا، اس کے بعد جب ان محنت کشوں سے کہا گیا کہ — "تم زیادہ سے زیادہ محنت کرو اور اس میں سے بقدر اپنی ضرورت کے لے لو" — تو انہوں نے کہا — "سرکار! پھر اس میں اور قدیم نظامِ سرمایہ داری میں کیا فرق ہے؟ اس میں کارخانہ دار ہم سے زیادہ سے زیادہ محنت کرواتا تھا اور ہمیں بقدرِ ضروریات کے دیتا تھا، یہی کچھ اب آپ کرنا چاہتے ہیں، ہم ایسا کیوں کریں؟" — اس کا کوئی اطمینان بخش جواب ان کے پاس نہ تھا، انھوں نے اپنا نظام قائم رکھنے کے لیے ڈنڈے سے کام لینا چاہا، یہ کچھ وقت کے لیے تو چلا لیکن پھر ناکام رہ گیا۔ کوئی

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نظامِ قوت کے بل پر مسلسل نہیں چل سکتا۔ اس لیے مجبور ہوکر روس والوں کو اپنے نظام میں تبدیلی کرنا پڑی[1]

(نظامِ ربوبیت ص ۲۹۴)

★ــــ پردہ اٹھا کر دیکھئے تو اس (سوشلزم ـ قاسمی) کے پیکر میں سرمایہ داری ہی کی روح کارفرما نظر آئے گی، فرق صرف اصطلاحات کا ہوگا۔ نظامِ سرمایہ داری میں وسائلِ پیداوار افراد کی ملکیت میں رہتے ہیں۔ سوشلزم میں یہ وسائل افراد کے اس گروہ کے ہاتھ میں آجاتے ہیں جو مملکت کے اقتدار پر قابض ہو جاتا ہے۔ غریب محنت کش ویسے کا ویسا ہی محتاج و محکوم رہتا ہے۔ اسی حقیقت کے پیشِ نظر اقبالؒ نے کہا تھا کہ:

ے نظامِ کار اگر مزدور کے ہاتھوں میں ہو پھر کیا
طریق کوہکن میں بھی وہی حیلے ہیں پرویزی

(تفسیر مطالب الفرقان ج ۱ ص ۱۱۷)

★ــــ اس نظام (سوشلزم) میں محنت کش کی حالت پہلے سے بھی بدتر ہوگئی ہے۔ پہلے اگر اس کی ایک مالک سے نہیں بنتی تھی تو وہ اُسے چھوڑ کر کسی اور کی ملازمت اختیار کر لیتا تھا۔ اب چونکہ وسائلِ رزق پر کلی اجارہ داری اسٹیٹ کی ہوتی ہے۔ اس لیے وہ اس کا دروازہ چھوڑ کر کہیں اور جا ہی نہیں سکتا۔ یہ ملوکیت کی بدترین شکل ہے، یہی وہ جہنم ہے جس کے متعلق قرآن نے کہا ہے کہ كُلَّمَآ اَرَادُوْٓا اَنْ يَّخْرُجُوْا مِنْهَا مِنْ غَمٍّ اُعِيْدُوْا

---

[1] یہ تبدیلی کیا تھی؟ پرویز صاحب اسے بیان نہیں کریں گے۔ کیونکہ یہ ان کے خودساختہ "نظامِ ربوبیت" کے خلاف ہے ـــ یہ تبدیلی یہ تھی کہ "مفادِ خویش" کے جذبہ کو تحریک دینے کے لیے چھوٹے پیمانے پر ذاتی ملکیت کے اصول کو رواج دیا گیا۔ اسے واشگاف الفاظ میں بیان کرنا تو درکنار اشارے کنائے سے بھی اُسے ذکر کرنے سے پرویز صاحب نے جس وجہ سے گریز کیا ہے وہ ناقابلِ فہم نہیں ہے۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فِيهَا (الحج - ۲۲) جب وہ غم و اندوہ کے اُس عذاب سے چھٹکارا حاصل کرنے کے لیے اس سے نکلنے کا ارادہ کریں گے تو انہیں پھر اس میں دھکیل دیا جائے گا۔"

(تفسیر مطالب الفرقان ج ۱، ص ۱۱۷)

اشتراکیت کے اس نظام کو "غم و اندوہ کا عذاب" "جہنم کا نمونہ" "ملوکیت کی بدترین شکل" اور نہ جانے کیا کچھ قرار دینے کے بعد، یہ بھی فرماتے ہیں کہ:

★ —— "جہاں تک کمیونزم کے معاشی نظام کا تعلق ہے وہ قرآن کے تجویز کردہ معاشی نظام کے مماثل ہے۔"

(نظامِ ربوبیت، ص ۳۵۸)

★ —— اس وقت کمیونزم کی طرف سے دنیا کے سامنے اس کا معاشی نظام پیش کیا جا رہا ہے۔ اس کا فلسفہ نہیں، اس نظام کے متعلق بدلائل و شواہد بتایا جا رہا ہے کہ یہ سرمایہ دارانہ نظام کے مقابلہ میں انسانیت کے لیے آیۂ رحمت ہے۔ اور یہ واقعہ بھی ہے[1]۔

(نظامِ ربوبیت، ص ۳۹۸)

★ —— دوسری طرف کمیونزم ہے جس کا نظام تو قرآنی نظام کے مماثل ہے لیکن اس کا فلسفۂ حیات، قرآنی فلسفۂ زندگی کی نقیض ہے۔"

(نظامِ ربوبیت ص ۴۰۶)

مودودی پرویز

یہاں ایک بات قابلِ غور ہے۔ پرویز صاحب کا باصرار یہ دعویٰ ہے کہ قرآن کا معاشی نظام اور اشتراکیت (خواہ اس کا نام مارکسزم ہو، سوشلزم ہو یا کمیونزم ہو) کا نظام باہم مماثل ہیں۔ لیکن دوسری طرف، جمہور علماء کی

---

[1] اسی آیۂ رحمت" نظام کے متعلق، پرویز صاحب اسی کتاب کے شروع میں فرما چکے ہیں کہ "کمیونزم کا جو تجربہ روس میں ہو رہا ہے نوعِ انسانی کے لیے بدترین تجربہ ہے۔۔۔ میں نے ایک مدت تک دقتِ نظر سے مطالعہ کیا۔۔۔۔ اس نتیجہ پر پہنچا کہ یہ تحریک انسانیت کی سب سے بڑی دشمن ہے۔ اس تصور سے میری روح کانپ اٹھتی ہے کہ اگر یہ نظام کہیں ساری دنیا پر مسلط ہو گیا تو اس سے وہ کس عذابِ الیم میں مبتلا ہو جائے گی۔

(نظامِ ربوبیت صہ ۲۲)

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہمنوائی میں مولانا مودودیؒ صاحب یہ فرماتے ہیں کہ (۱) اسلام اور سرمایہ دارانہ نظام کے فلسفہ ہائے حیات میں بھی مکمل منافات پائی جاتی ہے اور (۲) فلسفۂ حیات کے علاوہ دونوں کے اصول وارکان میں بھی بونِ بعید ہے۔ صرف ایک چیز دونوں میں مشترک ہے اور وہ ہے ذاتی ملکیت کا حق۔ بقول مولانا مودودیؒ یہ حق اسلام میں بھی مسلّم ہے اور نظامِ سرمایہ داری میں بھی۔ لیکن صرف اتنی بات پر جناب پرویز صاحب کے نزدیک علماء کرام اور مودودی صاحب کا تصورِ اسلام "سرمایہ دارانہ" ہو جاتا ہے۔ لیکن خود پرویز صاحب مارکسزم کے پورے معاشی نظام کو برملا اسلام کے معاشی نظام کے مماثل قرار دینے کے باوجود نہ تو مارکسسٹ کہلوانا پسند کرتے ہیں اور نہ ہی سوشلسٹ یا کمیونسٹ اور نہ ہی اپنے پیش کردہ نظام کو اشتراکی نظام کہنے کے لیے تیار ہیں۔ بلکہ وہ اسے خود اپنی طرف سے ایک نام دیتے ہیں ـــ "نظامِ ربوبیت" لیکن اس لیبل کے پیچھے جو کچھ ہے وہ اشتراکیت کے سوا کچھ نہیں ہے۔

یہ ستم ظریفی بھی قابلِ داد ہے کہ جب وہ اشتراکیت کی ایک ایک شق کو مطابقِ قرآن ثابت کرنے پر تل جاتے ہیں۔ تو خود انہیں بھی احساس ہے کہ لوگ یہ کہے بغیر نہیں رہ سکتے کہ ـــ "یہ تو بالکل کمیونزم ہی ہے۔ جسے قرآن کا نام لے کر پیش کیا جا رہا ہے۔" نہیں بلکہ ـــ "دراصل یہ تو عین اشتراکیت ہی ہے جسے اسلام کا لیبل لگا کر پیش کیا جا رہا ہے، تو وہ پہلے تو انہیں "سطح بین لوگ" قرار دیتے ہیں اور پھر انہیں جہالت اور بے علمی کا یہ طعنہ دیتے ہیں کہ۔ "تم نہ تو قرآن ہی کو جانتے ہو اور نہ ہی اشتراکیت کو۔ تم جاہل مطلق ہو، بھلا علم کی ان باتوں سے تمہیں کیا سروکار؟"

"جو کچھ قرآنِ مجید سے میں سمجھا ہوں وہ یہی ہے کہ قرآن کسی کے پاس فاضلہ دولت نہیں رہنے دیتا۔ اور وسائلِ پیداوار پر خواہ وہ فطری ہوں یا مصنوعی، کسی کی ذاتی ملکیت کے اصول کو تسلیم نہیں کرتا، خواہ ملکیت افراد کی ہو یا اسٹیٹ کی۔ اس مقام پر اکثر سطح بین حضرات فوراً کہہ اٹھیں گے کہ ـــ یہ عجیب بات ہے کہ میں ایک طرف کمیونزم کو انسانیت کا بدترین دشمن قرار دیتا ہوں اور دوسری طرف اسلام، جو وہی کچھ پیش کرتا ہے، جسے اشتراکیت پیش کرتی ہے،

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نوعِ انسانی کے حق میں آبِ حیات تصور کرتا ہوں، بعض لوگ شاید اس سے بھی آگے بڑھیں اور کہیں کہ جو کچھ میں نے لکھا ہے، یہ اشتراکیت ہی ہے۔ جسے اسلام کا لیبل لگا کر پیش کیا جا رہا ہے۔ جیسا کہ آپ تمن کتاب میں دیکھیں گے، اس قسم کی باتیں، ان لوگوں کی طرف سے پیش کی جاتی رہی ہیں جو نہ یہ جانتے ہیں کہ کمیونزم کیا ہے اور نہ یہ کہ اسلام کیا ہے؟"

(نظامِ ربوبیت صـ۲۳)

اعتذار

گزشتہ ماہ (مئی) کے شمارہ "محدث" میں شائع کئے جانے والے شیخ الحدیث حافظ ثناء اللہ مدنی حفظہ اللہ کے مضمون بعنوان "تقابلِ ادیان" کے صفحہ ۵۸۷ پر تحریر شدہ قول "اَلْاِسْنَادُ سِلَاحُ الْمُؤْمِنِ" کہ "سند مومن کا ہتھیار ہے۔ عبداللہ ابن المبارکؒ کی طرف غلط منسوب کر دیا گیا ہے۔ جس پر ادارہ معذرت خواہ ہے۔

دراصل یہ قول سفیان ثوریؒ کا ہے۔ جو "جامع الاصول" کے مقدمہ میں مندرج ہے۔ جبکہ عبداللہ ابن المبارکؒ کا صحیح قول مقدمہ "صحیح مسلم" میں بایں الفاظ منقول ہے اَلْاِسْنَادُ مِنَ الدِّیْنِ وَلَوْلَا الْاِسْنَادُ لَقَالَ مَنْ شَاءَ مَا شَاءَ یعنی سند دین کا جزء ہے اگر سند نہ ہوتی تو جو چاہتا جیسے چاہتا بات ہانک دیتا۔

قارئینِ "مُحدِّث" ادارہ کے اس تساہل کو نظر انداز کرتے ہوئے تصحیح فرمالیں شکریہ!

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تاریخ وسیر

شاہ بلیغ الدین

مردِ مجاہد

حضرت طفیل بن عمرو دوسیؓ

وہ مشہور شاعر بھی تھے اور قبیلے کے سردار بھی! دونوں ہی باتیں ایسی تھیں کہ ان کا بڑا مان تھا۔ مان بھی ایسا کہ دور دور کے لوگ انہیں ہاتھوں ہاتھ لیتے اور عزت سے بٹھاتے تھے۔ یہ جنوب کے رہنے والے تھے یعنی علاقہ یمن کے۔ لیکن جب بھی مکہ جاتے اُن کی بڑی آؤ بھگت ہوتی۔ سینکڑوں میل دور سے یہ اس زمانے میں مکہ جاتے جب وہاں بتوں کی یاترا ہوتی۔ اس موقع پر قبیلے قبیلے کے لوگ دیکھنے میں آتے بھانت بھانت کی بولیاں سننے میں آتیں۔ ساتھ ہی خاصہ لین دین بھی ہو جاتا۔ کوئی بڑا آدمی ہوتا کسی قبیلے کا سردار تو اس موقع پر اس کی بڑی عزت کی جاتی۔ اُس زمانے میں چونکہ شاعروں کی کچھ زیادہ ہی عزت تھی اس لئے ایسے لوگ اور بھی زیادہ عزت کے مستحق سمجھے جاتے جو شعر کہتے اور شعر کی خوبیوں کو پرکھ سکتے تھے۔

ایک محتاط اندازے کے مطابق اسوقت ڈیڑھ سو سے کچھ زیادہ مرد اور عورتیں مسلمان ہو چکی تھیں اور اعلانِ نبوت کو چھ سال سے کچھ زیادہ ہی کا عرصہ گزر چکا تھا۔ حضرت حمزہؓ اور حضرت عمرؓ بھی ایمان لا چکے تھے۔ یہ وہ زمانہ ہے جب حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم مکہ معظمہ کی قریبی آبادیوں میں تبلیغ کے لئے اکثر تشریف لے جایا کرتے۔ خاص کر میلوں ٹھیلوں کے موقعوں پر یاتریوں سے ضرور ہی خطاب فرماتے۔ اُدھر مکہ کے مشرک بھی ہر بات پر نظر رکھتے تھے۔ جہاں حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم جاتے وہاں یہ لوگ بھی پہنچ جاتے اور اپنے پروپیگنڈے کی مہم تیز سے تیز تر کر

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

دیتے۔ کبھی ابولہب آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) کے پیچھے پیچھے ڈھول اڑاتا جاتا کبھی نضر بن حارث اِن یاترا پر آنے والوں کے پاس پہنچ جاتا۔ نضر حیرہ کا رہنے والا تھا۔ فارس کے علاقے میں بھی رہ چکا تھا۔ مختلف قوموں کی عبادت کے طریقے دیکھ چکا تھا۔ اس لئے کہتا کہ ـــــ جب تم لوگ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی باتیں سنتے ہو تو میری بھی سنو! میں کہاں اُن سے کم ہوں۔ کبھی ایک عیسائی غلام جبر کا نام لے کر دشمنانِ دین پروپیگنڈہ کرتے کہ یہ جو محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے کلام کے نام سے آیتیں سناتے ہیں اور پچھلی قوموں کی تاریخ سنا کر عذابِ الٰہی سے ڈراتے ہیں یہ ساری گھڑی ہوئی باتیں ہیں جو انہیں جبر بتاتا ہے! یہ پروپیگنڈہ حد سے بڑھ گیا تو وہ آیتیں نازل ہوئیں جن کا مطلب ہے ـــــ "اور ہم جانتے ہیں کہ یہ لوگ کہتے ہیں کہ ایک شخص آپ کو آیات قرآنی کی تعلیم دیتا ہے لیکن جس کی جانب یہ لوگ اشارہ کرتے ہیں اُس کی زبان تو عجمی ہے اور یہ (قرآن) صاف عربی زبان میں ہے۔

اسی زمانے میں یاترا کے لئے طفیل بن عمرو دوسی مکہ پہنچے۔ وہی جن کے ساتھ ۷ ہجری میں حضرت ابوہریرہ اور قبیلہ دوس کے اَسّی (۸۰) آدمی ایمان لے آئے۔ اِن بزرگوں نے خیبر جا کر اسلام قبول کیا تھا کیونکہ اُس زمانے میں خیبر کی لڑائی ہو رہی تھی اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم وہیں ٹھہرے ہوئے تھے۔

طفیل بن عمرو مکہ پہنچے ہی تھے کہ کچھ لوگ اُن کے پاس آئے۔ آتے ہی مسافر کو پکڑا اور بولے کہ ـــــ آپ کے بھلے کی بات کہتے ہیں مانیں یا نہ مانیں آپ کی مرضی! یہاں ایک صاحب نے ہم میں پھوٹ ڈال رکھی ہے۔ ہم لوگ ان سے بہت تنگ ہیں۔ اُن کی زبان میں کچھ ایسا جادو ہے اور باتوں میں ایسی تاثیر کہ اپنے کام کے لئے وہ باپ بیٹے میں بھائی بھائی میں اور ماں بیٹی میں جدائی ڈال دیتے ہیں، شوہر کو بیوی سے چھڑا دیتے ہیں۔ اُن کے گنوں کی کیا تعریف کریں۔ بس یہ

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سمجھ لیجئے کہ ان سے دور رہنے میں ہی عافیت ہے۔ کانوں میں ان کی آواز پڑی نہیں کہ خیالات بگڑے نہیں۔ آپ ہمارے معزز مہمان اور بڑے مرتبے والے آدمی ہیں اس لئے آپ کو خبردار کر دینا ہمارا فریضہ ہے آگے آپ کی مرضی! یہ ٹولا ولید بن مغیرہ کے مشورے پر کام کر رہا تھا۔ ولید بن مغیرہ سردارانِ قریش کا سربراہ تھا اور ابوجہل کا چچا۔ دونوں چچا بھتیجے اسلام دشمنی میں اندھے ہو گئے تھے۔

طفیلؓ کو بڑا دوستانہ مشورہ دیا گیا تھا کہ نہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے ملیں نہ آپؐ سے بات کریں۔ وہ ان لوگوں کے کہنے میں آ گئے بلکہ اس حد تک ڈر گئے کہ کہیں سے روئی لے کر جلدی سے اپنے کانوں میں ٹھونس لی کہ کوئی ایسی ویسی بات کان میں نہ پڑ جائے اور پورا اہتمام کیا کہ نبی برحق کے سائے سے بھی بچیں۔

ہونے والی بات تو ہو کر ہی رہتی ہے۔ اللہ کا کرنا کیا ہوا کہ ایک دن کانوں میں روئی ٹھونسے حضرت طفیل بن عمرو دوسیؓ حرم کعبہ کی طرف سے گزر رہے تھے کہ دیکھا کہ وہی ذاتِ بابرکات جس سے ملنے سے روکا گیا تھا سامنے تھی۔ حضرت ختمی مرتبت صلی اللہ علیہ وسلم اس وقت خانہ کعبہ میں نماز پڑھ رہے تھے طفیلؓ نے چوری چھپے آپ کو دیکھا اور بار بار دیکھا۔ ان کے دل نے کہا ــــ یہ آفتاب و ماہتاب چہرہ کسی بُرے آدمی کا ہو ہی نہیں سکتا۔ حضرت عمرؓ کے ایمان لانے کے بعد سے اب مسلمان گھاٹیوں میں چھپ کر یا گھروں میں رہ کر نماز نہ پڑھتے بلکہ اب کھلے عام عبادت کرنے لگے تھے۔ قدرت کے ڈھنگ نرالے ہوتے ہیں۔ نہ کوئی احتیاط دوسی سردار کے کام آئی نہ کانوں میں ٹھُسی ہوئی روئی۔ اس آواز کو روک سکی، جو برحق تھی۔ آتے جاتے طفیل بن عمرو دوسیؓ کے کان میں کچھ آیتیں پڑ گئیں، جن کی حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم تلاوت فرما رہے تھے۔ اللہ کا کلام سنتے ہی اُن کے قدم رک گئے۔ قدم کیا رُکے دل بے قابو ہو گیا۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

انھوں نے سوچا ـــــ یہ بھی خوب رہی کہ میں کانوں میں روئی ٹھونسے پھر رہا ہوں حالانکہ میں خود شاعر ہوں، شعر کی خوبی کو پرکھ سکتا ہوں، اچھے بُرے کلام کی مجھے پہچان ہے۔ آخر میں یہ کلام کیوں نہ سنوں جسے کلامِ حق کہا جاتا ہے؟ کوئی خوبی ہو گی تو داد دوں گا۔ انصاف کا تقاضا یہی ہے ورنہ میرا کیا بگڑتا ہے بغیر کسی توجہ کے آگے بڑھ جاؤں گا۔ خوب سوچ کر انھوں نے کانوں میں سے روئی نکال پھینکی اور وہاں کھڑے دھیان سے کلام اللہ کی آیتیں سنتے رہے ـــــ خدا کی دین ہے جس کو نصیب ہو جائے ـــــ دوسی سردار کا دل ایسا بدلا کہ کچھ اور سُننے کے لئے تڑپنے لگا۔ حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نماز ختم کر کے چلے تو پیچھے پیچھے طفیل بن عمرؓ و دوسی بھی چلے۔ کاشانہ نبوت پر پہنچے تو مشرکین کی ساری گفتگو سنا کر بولے ـــــ اب آپ مجھے دینِ حق کی باتیں بتائیں! میں غور سے آپ کی ایک ایک بات سنوں گا۔ افسوس کہ میں کافروں کی باتوں میں آگیا! اللہ کے رسولؐ نے اُن کی تڑپ دیکھی تو دینِ حق کی باتیں سنائیں۔ حضرت طفیلؓ سر جھکائے ادب و عقیدت سے ایک ایک بات سنتے رہے۔ باتیں ختم ہوئیں، تو بولے ـــــ اللہ کا شکر ہے کہ میں کفر کے دام سے بچ گیا آپ کا دستِ حق پرست عطا ہو تو ایمان لے آؤں!

حضرت طفیل بن عمرو دوسیؓ ایمان لے آئے تو بولے ـــــ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! خدا نے اپنی مہربانی سے مجھے اپنے قبیلے کا سردار بنایا ہے۔ اب اگر اجازت ہو تو میں وطن جا کر اپنے لوگوں کو اللہ کا پیغام سناؤں! سرورِ کونین صلی اللہ علیہ وسلم نے اجازت مرحمت فرمائی اور دعائیں دے کر رخصت کیا۔

گھر سے نکلے تو طفیل بت پرست تھے گھر پہنچے تو خدا پرست تھے۔ اپنے قلعے میں قدم رکھنے بھی نہ پائے تھے کہ باپ دوڑے دوڑے آئے۔ ہونہار بیٹا دور کے سفر سے آیا تھا۔ گلے لگانا چاہتے تھے۔ بیٹا خود بھی قدم بوسی کے لئے بے چین تھا لیکن اب

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ذہن کی کیفیت کچھ بدلی ہوئی تھی۔ حضرت طفیلؓ چلا کر بولے ___ حضرت والا! اب آپ مجھ سے ذرا دور رہیں! باپ نے بڑی حیرت سے پوچھا ___ بیٹا! کیا بات ہے؟ بیٹے نے کہا ___ آپ کے اور میرے درمیان ایک بڑی دیوار حائل ہوگئی ہے باپ نے پوچھا ___ وہ کون سی! بیٹے نے کہا ___ بت پرستی کی! میں تو مکے سے مسلمان ہوکر لوٹا ہوں! بیٹا بڑا قابل اور بڑا چہیتا بیٹا تھا۔ باپ نے دینِ حق کی کچھ باتیں سُنیں پھر سوچا ایسا اچھا بیٹا تو گمراہ نہیں ہوسکتا۔ اس لیے بے اختیار باپ نے کہا ___ بیٹا جو دین تمہارا وہی دین میرا! باپ مسلمان ہو گئے تو حضرت طفیلؓ کو بڑی خوشی ہوئی۔ گھر میں خدا کا نور پھیلنے لگا تھا۔ اب شریکِ حیات کا نمبر تھا۔ نیک دل بی بی نے شوہر سے کہا ___ جو کچھ آپ نے طے کیا ہے وہ یقیناً بہتر ہوگا۔ میں بھی آج سے ایمان لے آئی!

جو کامیابی حضرت طفیلؓ کو اپنے گھر میں ہوئی وہ قبیلے میں حاصل نہ ہوسکی لوگوں نے اپنا دین چھوڑنے سے انکار کر دیا۔ جب انھوں نے دیکھا کہ اُن کی آواز بے اثر ثابت ہو رہی ہے تو خدمتِ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم میں مکہ پہنچے۔ حالات عرض کیے اور التجا کی کہ ___ آپ میرے قبیلے کے لئے دعا فرمائیں! زبانِ رسالت سے ارشاد ہوا کہ ___ خداوند! دوس کو ہدایت دے اور اس پر ابرِ رحمت نازل فرما! دعا مانگ چکے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ ___ واپس جاؤ اور نرمی اور محبت سے لوگوں کو اسلام کی طرف بلاؤ! ارشادِ ربانی ہے اُدْعُ إِلَىٰ سَبِيلِ رَبِّكَ بِالْحِكْمَةِ وَالْمَوْعِظَةِ الْحَسَنَةِ وَجَادِلْهُم بِالَّتِي هِيَ أَحْسَنُ ۔ (اے پیغمبر!) لوگوں کو نرمی اور دلآویزی سے اپنے پروردگار کے راستے کی طرف بلاؤ اور جب بحث کا موقع آئے تو اچھا طریقہ اختیار کرو۔ اب جو حضرت طفیلؓ لوٹ کر آئے تو حالات ہی کچھ اور ہو گئے۔ لوگ اسلام اور ایمان کی باتیں سننے دور دور سے کھنچے چلے

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

آتے اور آوازۂ حق سن کر کلمۂ شہادت پڑھتے۔

حضرت طفیلؓ وطن میں رہتے تو مکہ کے حالات معلوم کرنے کے لئے سخت بے چین رہتے۔ جب معلوم ہوا کہ مشرکین کی زیادتیاں بڑھتی جا رہی ہیں اور حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی کو خطرہ لاحق ہے تو فوراً خدمتِ نبویؐ میں پہنچے۔ دوس میں ان کا اپنا قلعہ بڑا مضبوط تھا۔ صحیح مسلم میں ہے حضرت طفیلؓ نے درخواست کی کہ ——— آپ میرے قلعے میں منتقل ہو جائیں۔ حفاظت کے سارے انتظامات میں خود کروں گا! یہ ان دنوں کی بات ہے جب ہجرت کا حکم آنے ہی والا تھا۔ یہ شرف تو طیبہ کو حاصل ہونا تھا کہ خدا کا برگزیدہ پیغمبر ہجرت کر کے وہاں تشریف لے جائے۔ اس لئے سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم نے اس دعوت کو قبول نہ فرمایا۔

حضرت طفیلؓ ہجرت کے ساتویں برس اپنا وطن چھوڑ کر ہجرت کے ارادے سے نکلے۔ آپؓ کے ساتھ اسّی افراد اور بھی تھے۔ مدینہ پہنچے تو معلوم ہوا کہ حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم خیبر میں ہیں۔ حضرت طفیلؓ وہاں پہنچے۔ خیبر کی لڑائی میں انہی صحابۂ کرام کو شریک رکھا گیا تھا جو صلح حدیبیہ کے موقع پر بیعتِ رضوان میں شریک تھے لیکن حضرت طفیل بن عمرو دوسیؓ کو یہ منزلت حاصل ہوئی کہ اللہ کے رسولؐ نے تمام دوسیوں کو اسلامی لشکر میں داخل کر دیا۔ یہ سب کے سب دائیں جانب کے دستے میں متعین ہوئے۔ ابنِ سعد لکھتے ہیں خیبر کی غنیمت سے بھی انھیں حصہ ملا۔ خیبر فتح کر کے مسلمان لوٹے تو حضرت طفیلؓ بھی اپنے ساتھیوں کے ساتھ مدینہ چلے آئے پھر حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے جیتے جی مدینے سے باہر نہیں گئے۔

فتح مکہ کے موقع پر انھیں مجاہدِ اعظم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ رہنے کی عزت حاصل ہوئی۔ طائف کے محاصرے میں نہ صرف یہ کہ شریک رہے بلکہ حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم سے حضرت طفیلؓ اس موقع پر یمن گئے اور اپنے ساتھ چار سو

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بہادروں کی ایک جماعت لائے آئے جو سازوسامان سے لیس تھی۔ ان کے آنے کے بعد لڑائی میں منجنیقوں اور دبابوں کو بھی استعمال کیا گیا۔ دوسی اس میں مہارت رکھتے تھے اس موقع پر اللہ کے رسولؐ نے کچھ صحابہ کرامؓ کو جرش (جُرَش) روانہ کیا تھا۔ یاقوت نے لکھا ہے کہ یہ یمن میں دفاعی صنعت کا بہت بڑا مرکز تھا۔ یہاں بڑے بڑے منجنیق بنائے جاتے تھے۔ حضرت طفیلؓ کے ساتھ صحابہ کرام کو نئی جنگی تیکنیک سیکھنے کے لیے وہاں بھیجا گیا تھا۔

انساب الاشراف میں بلاذری نے لکھا ہے کہ جرش میں تربیت حاصل کرنے والے صحابہ کرامؓ میں عروہ بن مسعود ثقفیؓ اور غیلان بن مسلمہؓ کے علاوہ حضرت خالد بن سعید بن عاصؓ شامل تھے۔ وہ اپنے ساتھ ایک دبابہ بھی لے آئے تھے۔ یہ ایک محفوظ اور ہتھیار بند گاڑی ہوتی تھی۔ جس میں بیٹھ کر سپاہی دشمنوں کے قلعوں کے نیچے پہنچ جاتے تھے۔ یہ لکڑی اور چمڑے سے بنائی جاتی تھی۔

جرش اس زمانے میں اسلامی مملکت میں شامل نہیں ہوا تھا۔ طائف فصیلوں سے گھرا ہوا اور بڑا محفوظ شہر تھا۔ مضبوط فصیلوں کو توڑنے کے لیے خاص طرح کی منجنیقیں درکار تھیں۔ اللہ کے رسولؐ نے یہ منجنیقیں منگوائیں اور صحابہؓ کے تربیت یافتہ دستے کو اس کام پر لگایا۔ اللہ تعالیٰ کا جو حکم سورہ انفال میں ہے کہ —— ہر محاذ پر پوری طیاری کے ساتھ ڈٹے رہو! اس کی تعمیل اسی طرح ہو سکتی ہے کہ ہم جہاں سے مل سکے جدید ٹیکنالوجی حاصل کریں۔

حضرت ابوبکر صدیقؓ کے دور میں اسلام لا کر پھر جانے والوں کا جو فتنہ شروع ہوا اُسے دبانے میں حضرت طفیلؓ نے بڑی سرگرمی سے حصّہ لیا۔ طلیحہ اور اسود عنسی نے پیغمبری کا دعویٰ کر رکھا تھا۔ ان جھوٹے نبیوں کا قلع قمع کر کے حضرت طفیلؓ مسیلمہ

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کذّاب کے خلاف صف آرا ہوئے جھوٹے نبیوں میں مسیلمہ سب سے زیادہ طاقت ور تھا اور بہت سے لوگ صرف اسلام دشمنی کی خاطر اُس کی مدد کر رہے تھے۔

سنہ ۱۱ ہجری میں یمامہ میں مسیلمہ سے جو لڑائی ہوئی اُس میں حضرت طفیلؓ شریک تھے۔ ساتھ اپنے بیٹے عمرو کو بھی لے گئے تھے۔ دونوں دین کی راہ میں بے جگری سے لڑتے رہے۔ مؤرخین کا خیال ہے اس وقت تک جتنی لڑائیاں ہوئی تھیں اُن میں یہ سب سے زیادہ سخت لڑائی تھی۔ الاستیعاب کی روایت ہے اسی لڑائی میں یہ مردِ مجاہد بہادری کا حق ادا کر کے اللہ کو پیارا ہوا۔ بعض مؤرخین نے جنگِ یرموک میں ان کی شہادت لکھی ہے۔

شعر و ادب جناب عبدالرحمٰن عاجز

صدائے حق سے بزمِ کفر میں محشر بپا کر دے

الٰہی وہ بصیرت دیدہ و دل کو عطا کر دے،
جو شب کو روزِ روشن، آگہی کو رہنما کر دے!

مجھے کچھ اس طرح ساغر کشِ صبر و رضا کر دے،
کہ غم، ہر ناتوانی کو توانائی عطا کر دے!

رہوں محفوظ دشمن سے کروں میں دوست کی عزت
خدا دشمن سے واقف، آشنا سے آشنا کر دے

ہر اک کا دکھ مرا دکھ ہو مرا دکھ ہر اک کا سکھ مرا سکھ ہو
مجھے یارب غمِ انسانیت میں مبتلا کر دے

جب اہلِ حق پیامِ حق لیے میدان میں آجائیں
صدائے حق سے بزمِ کفر میں محشر بپا کر دے

اسے پھر دولتِ دنیا سے کچھ الفت نہیں رہتی
جسے ربِّ دو عالم دولتِ ایماں عطا کر دے

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تذکرۃ المشاہیر

عبدالرشید عراقی

امام یحییٰ بن شرف نوویؒ اور انکی خدمت حدیث

۶۳۱ھ ——— ۶۷۶ھ

امام یحییٰ بن شرف، نوویؒ کا شمار بلند پایہ محدثین کرام میں ہوتا ہے، ائمہ فن اور تذکرہ نگاروں نے ان کے حفظ و ضبط اور عدالت و ثقاہت کا اعتراف کیا ہے۔ علم حدیث اور اس کے متعلقات سے انہیں غیر معمولی شغف تھا اور ان کا شمار ممتاز شارحین حدیث میں ہوتا ہے۔ امام نوویؒ حدیث و فنون حدیث کے حافظ، متبحر عالم تھے[۱] امام نوویؒ حدیث کی طرح فقہ و افتاء میں بھی ممتاز تھے۔ اور اس میں ان کی معلومات وسیع اور گہری نظر تھی۔ اور ان کا شمار اکابر فقہاء شوافع میں ہوتا تھا[۲] اور درجۂ اجتہاد پر فائز تھے۔ اور بعض مسائل میں ان کے اقوال اپنے مذہب کے علماء سے مختلف ہوتے تھے[۳] امام نوویؒ جملہ علوم اسلامیہ یعنی تفسیر، حدیث، فقہ، اصول فقہ، لغت، عربیت، نحو و صرف، منطق اور فلسفہ میں مہارت تامہ رکھتے تھے اور تمام علوم میں جامع کمالات تھے[۴]

امام نوویؒ جہاں تمام علوم اسلامیہ پر دسترس رکھتے تھے، وہاں بڑے متدین عابد اور زاہد شخص تھے۔ ورع و تقویٰ میں بے مثال تھے۔ انھوں نے اپنی زندگی اسلامی علوم خصوصاً حدیث و سنت کی خدمت و اشاعت میں گزاری اور ان کی اصل دلچسپی کا مرکز فقہ و حدیث تھا[۵] صبر و استقلال میں بھی بے مثال تھے اور سیرت و کردار کے لحاظ سے بھی بڑے ممتاز تھے۔ بہترین اوصاف، و فضائل اور پاکیزہ سیرت و

---

[۱] ذہبی تذکرۃ الحفاظ ج ۴ ص ۲۶۲، [۲] ابن کثیرؒ البدایۃ والنہایۃ ج ۱۳، ص ۲۷۸

[۳] ابن سبکی، طبقات للشافعیۃ ج ۵ ص ۱۶۵، [۴] ابن کثیرؒ البدایۃ والنہایۃ ج ۱۳، ص ۲۷۱

[۵] ذہبی تذکرۃ الحفاظ ج ۴ ص ۲۶۱۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اخلاق سے متصف اور محاسن و کمالات میں عدیم النظیر تھے۔ لہ

علمائے کرام، ارباب سیر اور تذکرہ نگاروں نے امام نوویؒ کے فضل و کمال کا اعتراف کیا ہے اور اس پر سب نے اتفاق کیا ہے کہ امام نوویؒ علم و زہد اور امر بالمعروف و نہی عن المنکر میں ممتاز تھے اور یہ تینوں خصوصیت ان میں بدرجہ اتم موجود تھیں ۔ ۲ے محی السنہ مولانا سید نواب صدیق حسن خانؒ قنوجی رئیس بھوپال (م ۱۳۱۷ھ) نے لکھا ہے:

"امام نوویؒ گوناگوں فضائل و محاسن کے جامع، علوم میں تبحر، حدیث، فقہ اور لغت میں واسع المعرفت عالم و فاضل یگانہ، ولی کبیر، سید شہیر، تمام معاصرین سے فائق و برتر، ہر سُو ان کے محاسن کا چرچا اور فضائل کی شہرت تھی۔ ۳ے

امام یحییٰ بن شرف نوویؒ نے گو کم عمر پائی۔ تاہم اللہ تعالیٰ نے ان کے عمر کا موا... بابرکت عطا کی اور وہ زندگی بھر علم و فن کی خدمت میں مصروف رہے اور آپ نے مفید و علمی کتابیں یادگار چھوڑیں۔

علامہ ابن سبکیؒ (م ۷۷۱ھ) فرماتے ہیں:

"اہل بصیرت سے یہ مخفی نہیں کہ امام نوویؒ اور اُن کی تصنیفات کے ساتھ اللہ تعالیٰ کی خاص عنایت اور توجہ شامل حال رہی ہے"۔ ۴ے

ارباب سیر نے امام نوویؒ کی ۲۸ کتابوں کا تذکرہ کیا ہے۔

آپ کی تصانیف میں ایک کتاب "منہاج الطالبین و عمدۃ المفتیین" ہے۔ یہ کتاب مذہب شافعی میں بہت مشہور و متداول ہے۔ یہ کتاب علامہ ابوالقاسم عبدالکریم بن محمد رافعی قزوینی (م ۶۲۳ھ) کی تصنیف ہے۔ امام نوویؒ نے اس کو مختصر کیا ہے اور اس میں بعض مفید اور عمدہ مسائل و مباحث کا اضافہ بھی کیا ہے۔ امام نوویؒ کی ایک اور تصنیف تہذیب الاسماء والثقات ہے، اس کا شمار امام صاحب

لہ یافعی مرآۃ الجنان ج ۴ ص ۱۸۵

۲ے ابن العماد شذرات الذہب ج ۵ ص ۳۵۶

۳ے نواب صدیق حسن خان "اتحاف النبلاء" ص ۴۲۰

۴ے ابن سبکی، طبقات الشافعیۃ ج ۵ ص ۱۶۶۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کی مشہور تصانیف میں ہوتا ہے۔ اس میں آپؒ نے اسماء و اعلام کے الفاظ و لغات کی تشریح و توضیح کی ہے۔ اس کے علاوہ آپ کی ایک اور تصنیف "کتاب الاذکار" ہے۔ یہ کتاب بھی امام صاحب کی مشہور تصانیف میں سے ہے۔ اس میں حدیث کی کتابوں سے شب و روز کے اشغال و اذکار اور دعائیں جمع کی گئی ہیں اور اس کتاب میں صرف احادیث سے ادعیہ و اذکار نقل کرنے پر ہی اکتفا نہیں کیا گیا۔ بلکہ ان سے متعلق آیات قرآنی اور متقدمین کے اقوال بھی نقل کئے ہیں۔ امام نوویؒ کی ایک اور مختصر سی کتاب "مقاصد النوویؒ" ہے۔ یہ کتاب توحید، عبادت اور تصوف سے متعلق ہے اور ۱۳۲۲ھ میں بیروت سے شائع ہوئی[1]

حدیث اور متعلقات حدیث سے متعلق امام نوویؒ کی تصنیفات

۱۔ الارشاد فی علوم الحدیث: یہ اصولِ حدیث میں ہے اور علامہ ابن صلاح کی مشہور و معتبر کتاب مختصر علوم الحدیث کا خلاصہ ہے۔

۲۔ التقریب و التفسیر فی مصطلح الحدیث: یہ کتاب الارشاد کی مختصر ہے اور اس کا نام تقریب الارشاد بھی ہے۔ علامہ عبدالرحمٰن سخاوی (م ۹۰۲ھ) نے اس کی شرح لکھی ہے اور امام سیوطی (م ۹۱۱ھ) کی مشہور کتاب تدریب الراوی، جو گوناگوں فوائد اور علمی نکات پر مشتمل ہے۔ اس کی شرح ہے[2]

۳۔ شرح البخاری: امام نوویؒ اس کو صرف کتاب الایمان تک لکھ سکے اس کے بارہ میں فرماتے ہیں:

> میں نے شرح بخاری میں گوناگوں معلومات جمع کی ہیں۔ یہ مختصر ہونے کے باوجود مفید اور متنوع علوم و فوائد پر مشتمل ہے[3]

۴۔ ریاض الصالحین: ترغیب و ترہیب اور زہد و ریاضتِ نفس سے متعلق صحیح حدیثوں کا مجموعہ ہے۔ معتبر اور مفید ہونے کی وجہ سے اس کو بڑی شہرت نصیب ہوئی۔ اور یہ مدارس اسلامیہ کے نصاب میں داخل ہے۔ اس کتاب کے اردو میں تراجم

---

[1] ضیاء الدین اصلاحی، تذکرۃ المحدثین ج ۲ ص ۲۲۷

[2] حاجی خلیفہ بن مصطفیٰ کشف الظنون ج ۱، ص ۳۱۸

[3] نوویؒ مقدمہ شرح صحیح مسلم ص ۴،

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہو چکے ہیں۔ مولانا سید عبداللہ غزنوی (م ۱۳۱۳ھ) نے سب سے پہلے اس کا اردو میں ترجمہ کر کے امرتسر سے شائع کیا۔[1] مولانا محمد صادق خلیل نے بھی اس کا اردو ترجمہ کیا ہے، جو نعمانی کتب خانہ لاہور نے شائع کیا ہے۔

۵۔ اربعین نوویؒ: اربعین بھی حدیث کی ایک قسم ہے اور اکثر محدثینِ کرام نے چالیس چالیس حدیثوں کے مجموعے مرتب کئے ہیں۔ اور علمائے کرام نے مختلف اغراض و مقاصد کے تحت اربعینات مرتب کئے۔ بعض نے توحیدِ الٰہی کی چالیس حدیثوں کو جمع کیا۔ بعض نے اصول و مہماتِ دین کی روایتیں اکٹھی کیں۔ بعض نے جہاد کی اور بعض نے زہد و مواعظ اور بعض نے آداب و اخلاق اور فضائل و اعمال وغیرہ کے متعلق چالیس چالیس حدیثیں جمع کیں۔ امام نوویؒ نے اپنی اربعین میں ان سب امور کا لحاظ رکھا ہے۔ اس لیے ان کا یہ مجموعہ بہت جامع اور گوناگوں اغراض و مقاصد کا حامل ہے۔ امام صاحب کا خود بیان ہے:

وَهِيَ أَرْبَعُونَ حَدِيثًا مُشْتَمِلَةٌ عَلَى جَمِيعِ ذَلِكَ وَكُلُّ حَدِيثٍ مِنْهَا قَاعِدَةٌ عَظِيمَةٌ مِنْ قَوَاعِدِ الدِّينِ۔

یہ چالیس حدیثیں ان سب امور کو شامل ہیں اور ان میں ہر ہر حدیث دین کے کسی عظیم الشان قاعدہ پر مبنی ہے۔

امام صاحبؒ نے اپنی اس اربعین میں اکثر احادیث صحیح بخاری و مسلم سے لی ہیں۔ اربعین نوویؒ کی اہمیت کا اندازہ اس سے بھی لگایا جا سکتا ہے کہ اس کی بیشمار شرحیں لکھی گئی ہیں۔ سب سے طویل شرح اس کی ابنِ رجب بغدادی حنبلی (م ۷۹۵ھ) نے لکھی۔ اور اس میں ابنِ رجب نے اپنی طرف سے آٹھ احادیث کا اضافہ کیا اور اس کا نام "جامع العلوم والحکم شرح خمسین حدیثاً من جوامع الکلم" رکھا۔ یہ شرح ۱۳۴۶ھ میں مصطفیٰ البابی الحلبی کے مطبع سے شائع ہوئی۔ ابنِ رجبؒ کے علاوہ احمد بن حجر ہیثمی (م ۹۷۳ھ) نے بھی فتح المبین کے نام اس کی شرح لکھی جو ۱۳۲۰ھ میں قاہرہ شائع ہوئی۔ ملا علی قاری حنفی (م ۱۰۱۴ھ) نے اس کی دو شرحیں لکھیں ان میں ایک شرح نہایت مضبوط، جامع اور گوناگوں علمی فوائد و نکات پر مشتمل ہے۔ اور صاحب کشف

[1] ابو یحییٰ امام خان نوشہروی، "ہندوستان میں اہلحدیث کی علمی خدمات" ص ۴۶،

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

الظنون حاجی خلیفہ بن مصطفےٰ نے اس کو سب سے بہتر اور عمدہ شرح بتایا ہے۔[1] علامہ ابن حجر عسقلانیؒ (م ۸۵۲ھ) نے اربعین نووی کی حدیثوں کی تخریج کی ہے[2]۔ مولانا ضیاء الدین اصلاحی ایڈیٹر ماہنامہ معارف اعظم گڑھ نے "تذکرۃ المحدثین" میں اربعین نووی کی ۲۱ شروح کا ذکر کیا ہے۔[3]

اربعین نوویؒ کی فارسی شرح مولوی فریدالدین کاکوروی مرحوم نے کی اور اردو میں اس کی شرح مولانا عبدالمجید خادم سوہدروی (م ۱۳۷۹ھ) نے لکھی اور پنجابی نظم میں اس کی شرح مولانا محی الدین عبدالرحمان لکھوی (م ۱۳۱۲ھ) نے لکھی۔[4]

۶۔ شرح صحیح مسلم : اس کا اصل نام "المنہاج فی شرح مسلم بن الحجاج" ہے۔ یہ امام نوویؒ کی سب سے مشہور تصنیف ہے اور ان کے علمی تبحر، وسعتِ مطالعہ اور ذوقِ تحقیق کی شاہکار ہے۔ صحیح مسلم کی متعدد شرحیں لکھی گئی ہیں۔ مگر ان میں سے کوئی بھی شرف، شہرت اور مقبولیت کے اعتبار سے اس کے ہم پایہ نہیں۔ یہ شرح نہ تو مطوّل اور مفصّل ہے نہ بہت مختصر بلکہ متوسط ہے۔ اس کے بارے میں امام نوویؒ فرماتے ہیں کہ:

"اگر لوگوں کی ہمتیں پست نہ ہوتیں تو میں اس شرح کو ایک سو جلدوں میں مکمل کرتا۔ لیکن تین جلدوں میں ختم کر دیا۔[5]"

امام نوویؒ نے شروع میں اس کا ایک علمی مقدمہ بھی تحریر فرمایا ہے۔ جس میں آپؒ نے صحیحین خصوصاً صحیح مسلم کی خصوصیت و اہمیت، امام مسلم (م ۲۶۱ھ) کی حدیث میں عظمت، برتری یا غیر معمولی احتیاط و کاوش، دقتِ نظر کے علاوہ اصولِ روایت اور فنِ حدیث کے مباحث و مصطلحات تحریر کئے ہیں۔

امام نوویؒ کی یہ شرح جامع اور بے شمار مفید مسائل اور مباحث پر مشتمل ہے۔ ایک حدیث کی شرح دوسری حدیث سے کی گئی ہے اور ساتھ ہی یہ تصریح کر دی ہے کہ یہ حدیث فلاں آیتِ قرآنی کے موافق ہے اور اس کے ساتھ مشکل الفاظ کی توضیح و تشریح بھی کی ہے:

---

[1] حاجی خلیفہ بن مصطفےٰ، کشف الظنون ج ۱ ص ۸۰ [2] ایضاً ص ۸۱ [3] ضیاء الدین اصلاحی تذکرۃ المحدثین ج ۲ ص ۴۲۹ تا ۴۳۱، [4] ابو یحییٰ امام خان نوشہروی، ہندوستان میں اہلحدیث کی علمی خدمات ص ۴۷

[5] عبدالسلام مبارکپوری، سیرت البخاری ص ۳۱۵۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

امام صاحبؒ نے اس شرح میں فنِ حدیث کے علاوہ اصول شروحِ حدیث، فقہ و احکام، تفسیر، تاریخ، کلام، عقائد، سیر و تراجم، رجال و انساب، لغت و ادب، صرف و نحو، اعراب و امالی اور قرأت و تجوید کے مسائل و مباحث پر بھی تفصیلی اور عمدہ علمی بحث فرمائی ہے اور اس میں ہر فن کی کتابوں کے حوالے بھی دیئے ہیں۔

بعض لوگوں نے یہ خیال ظاہر کیا ہے کہ چونکہ امام نوویؒ شافعی تھے۔ اس لیے آپ نے اس شرح میں مذہبِ شافعی کی طرف خاص توجہ کی ہے۔ اور اسی کو راجح اور قوی قرار دیا ہے۔ مگر محی السنّۃ والا جاہ امیر الملک حضرت مولانا سید نواب صدیق حسن خانؒ قنوجی رئیس بھوپال (م ۱۳۱۷ھ) نے اس خیال کی تردید کی ہے۔ آپ فرماتے ہیں:

"وہ منزہ بود از تعصبِ شافعیت و متصف بانصاف و نقل می کرد در کتب خود از اقوالِ ابو حنیفہ"۔[1]

شافعی مذہب کی عصبیت سے پاک اور انصاف پسند تھے اور اپنی کتابوں میں امام ابو حنیفہؒ کے اقوال و مسالک بھی بیان کرتے تھے۔"

یہ شرح تحریر و تصنیف کی خوبی و دلکشی سے بھی معمور ہے۔ عبارت میں سلاست اور روانی، پیرایہ بیان میں دلاویزی ہے۔

امام نوویؒ ۶۳۱ھ میں قصبہ نواء من مضافات ملک شام میں پیدا ہوئے۔ اسی نسبت سے نوویؒ مشہور ہوئے۔ امام نوویؒ نے جن اربابِ کمال سے تعلیم حاصل کی علامہ ذہبی (م ۷۴۸ھ) نے ان کی تفصیل تذکرۃ الحفاظ میں بیان کی ہے۔[1] آپؒ نے درس و تدریس کے فرائض مختلف مدارس میں سرانجام دیئے۔ اس لیے آپ کے تلامذہ کی فہرست بھی طویل ہے اور ذہبی نے آپؒ کے تلامذہ کا بھی ذکر کیا ہے[2]

امام نوویؒ نے ۴۵ سال کی عمر میں، ۲۴ رجب ۶۷۶ھ کو اپنے وطن نواء میں انتقال کیا۔[3] إِنَّا لِلّٰهِ وَإِنَّا إِلَيْهِ رَاجِعُونَ

---

[1] ابو الحسن علی ندوی: تاریخ دعوت و عزیمت ج ۱ ص ۱۴۱۔
[2] شمس الدین ذہبی: تذکرۃ الحفاظ ج ۴ ص ۲۶۰ [3] ایضاً ص ۲۶۱
[4] یافعی مرآۃ الجنان ج ۴ ص ۱۸۶

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

Regd. No. L : 7895

Phone : 852897

Monthly 'MUHADDIS' Lahore

★ عناد اور تعصّب قوم کے لیے زہرِ ہلاہل کی حیثیت رکھتے ہیں ـــــ لیکن تعصّبات سے بالاتر رہ کر افہام و تفہیمِ اُمّت کے لیے رحمت کا باعث ہے۔

★ علومِ جدیدہ سے ناواقفیّت اور انکار، انسانی اِرتقا کو تسلیم کرنے میں بخل کا درجہ رکھتے ہیں ـــــ لیکن قدیم علومِ اسلامیہ کو فرسودہ قرار دینا اور مذہبی روایات کے حاملین کو دقیانوس بتانا اُمّت کی تباہی کا سبب ہے۔

★ غیر مذاہب کے بارے میں معاندانہ رویہ اختیار کرنا اسلامی اقدار کے منافی ہے ـــــ لیکن دینِ اسلام پر غیر مذاہب کے حملوں کا دفاع نہ کرنا اور اسلام کی تبلیغ کا فریضہ سر انجام نہ دینا، حمیّت دینی اور غیرتِ اسلامی سے یکسر انحراف ہے۔

★ تبلیغِ دین اور نشر و اشاعتِ اسلام میں حکمتِ عملی کو نظر انداز کر دینا مصالحِ دینیّہ کے خلاف ہے، ـــــ لیکن حرام و حلال کے امتیاز میں رواداری برتنا اور قوانین و مسائلِ اسلامیہ کو نرم کر دینا اسلامی رُوح کو کمزور کر دینے کے مترادف ہے۔

★ آئین و سیاست سے بیگانہ ہو کر عبادت کے لیے گوشہ نشین ہو جانا زندگی سے فرار ہے ـــــ لیکن

ع جُدا ہو دیں سیاست سے تو رہ جاتی ہے چنگیزی

★ جاہل کو دور ہی سے سلام کر دینا عبادِ صالحین کے اَوصاف میں داخل ہے ـــــ لیکن جاہلیّت کو مٹانا اور باطل کا تعاقب کرنا عین جہاد ہے۔

◎

اگر آپ ایسا منصفانہ اور معتدلانہ رویہ پسند کرتے ہیں تو :

مُحدِّث

کا مطالعہ فرمایئے۔ آپ اس کو ان جملہ صفات و محاسن سے مزیّن پائیں گے ان شاء اللہ۔ کیونکہ اس کے مضامین اسی مخصوص طرزِ فکر کے حامل ہوتے ہیں۔

زرِ سالانہ ۵۰ روپے

فی پرچہ ۵/- روپے

ISLAMIC RESEARCH COUNCIL : 99 (J) MODEL TOWN, LAHORE - 14

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ